تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامہ جہانگیری

جس مین

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق

پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۱۲؎ جلد ششم کارنامۂ جہانگیری صفحہ ۳۱۵ محصول ۱؎

اس جلد مین شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر کا حال اول سے آخر تک کتب مفصلۂ ذیل سے اخذ کرکے لکھا گیا ہے (۱) تزک جہانگیری کلان (۲) تزک جہانگیری خرد یہ دوسری تزک نہایت کمیاب ہی کلکتہ ایشی ایٹک سوسائٹی سے ہمنے اوسکو منگایا اور اسمین سے مضامین اخذ کرکے لکھے اور جہان جہان ان دونو تزکونمین اختلاف تھا ادنکو بیان کیا +

(۳) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان +

(۴) مآثر جہانگیری مصنفہ مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان +

یہ تاریخین تو وہ ہیں جو مخصوص اسی بادشاہ کے حال سے ہیں

(۵) منتخب اللغات خافی خان جسنے اس بادشاہ کا حال مرزا عابد درویش سے تحقیق کرکے لکھا ہی

(۶) بہت سی انگریزی تاریخین اور کلکتہ ایشی ایٹک سوسائٹی کے مضامین +

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۲؎ جلد ہفتم ظفرنامہ شاہجہان صفحہ ۵۰۸ محصول ۲؎

اس جلد مین ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک تواریخ مفصلہ ذیل سے اخذ کیا گیا ہے +

(۱) بادشاہ نامہ محمد قزوینی

(۲) بادشاہنامہ عبدالحمید لاہوری

(۳) شاہجہان نامہ عیاث خان

(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح لکھنوی

ان تاریخون مین سے نمبری (۲) و (۵) سے زیادہ حالات انتخاب کئے گئے ہین اور انگریزی تواریخ ہند مین اس بادشاہ کے حال کے لئے جستجو کی گئی ہے +

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۱	ہوا	ہو
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت
۹	۸	بیرایہ	بیرایہ
۱۶	۲۲	اسکے	انکے
۲۴	۱۵	دلادیا	دیا
رر	۲۲	جوانکی	انکی
۲۶	۶	بیگانگون	بیگانون
۲۷	۱۷	آیاتین	یہ باتین
۲۸	۸	آفند	اُفند
۳۴	۱۵	زود	رود
۳۷	۱۰	پچھڑبایا	پچھڑایا
۳۹	۱۶	مجھے	مجھہ
۴۳	۱۲	معلوم	معلوم ہوا
۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۶۴	۱۲ ۱۳	حاکم	حاکم نشین
۶۸	۱	کرتاوحجازی	کرنا د مجازی
۶۹	۱۲	تگرہہ	تگڑیہ
۷۵	۵	غریت	غیرت
۷۶	۱۹	نامردون	نامُرادون
۸۷	حاشیہ	راق	رانا

جہانگیر کی سلطنت میں سفارت انگلستان صفحہ ۲۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارنامہ جہانگیری

دیباچہ

دو کتابیں ہیں جو جہانگیر نورالدین بادشاہ سے منسوب کیجاتی ہیں کہ انہیں اپنے واقعات و سوانح عمری خود اونسے قلم بند کئے ہیں انکے نام متعدد یہ مشہور ہیں توزک جہانگیری اقبال نامہ جہانگیری - جہانگیر نامہ - تاریخ سلیم شاہی - واقعات سلیم شاہی - یا جہانگیری - گو ان دونوں کتابوں میں چند مقدمات مختلف تحریر ہیں مگر دونو کتابوں میں ضمیر متکلم ہر بیان کے ساتھہ اسطرح مستعمل ہوتی ہے جسسے معلوم ہوتا ہی کہ جہانگیر خود اونکو لکھہ رہا ہے - ان میں ایک کتاب جو وہ توزک جہانگیری ہے جسکو سر ڈاکٹر سید احمد خان نے سنہ ۱۸۶۴ء میں منطبع کرایا ہے اور اوسکے بعض حصوں کا ترجمہ انگریزی میں ڈاکٹر انڈرسن صاحب نے کیا ہے - اس توزک میں سترھویں سال جلوس کے اواسط تک جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کا حال بشرح و بسط کے ساتھہ خود اپنے ہاتھہ سے رقم کیا ہے اور بعد ازان اپنے معتبر امیر معتمد خان کو حکم دیا ہے کہ وہ سلطنت کے حالات کا مسودہ تیار کرے اور مجھسے اصلاح لے اور بعد اصلاح میری کتاب میں شامل کرے اوائل سال نوزدہم جلوس تک اسطرح واقعات تحریر میں آئے - پھر اوائل سال نوزدہم جلوس سے بادشاہ کی وفات تک مرزا ہادی نے معتبر نسخوں کو جمع کرکے ایسے حالات اخذ کئے اور ایک تتمہ یا تکملہ تالیف کیا اسطرح یہ توزک جہانگیری تالیف ہوئی ہے - دوسری کتاب میں پندرہ برس سنہ ۱۰۲۹ھ تک سلطنت کا حال زیر قلم ہوا ہے اسکا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس صاحب نے

کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اونکو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ ان میں مقدمات ایسے مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونوں ایک کتاب نہیں ہو سکتی کوئی ان دونوں میں ایک کو اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجہ اونکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا کہ اصل حال کیا ہے۔ سوا ان دونوں کتابوں کے معتمد خان کی تصنیف سے اقبال نامہ اور مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان برادر زادہ عبداللہ خان کی تالیف سے مآثر جہانگیری ہے پھر ان کتابوں کے اختلافات کی تحقیقات خافی خاں نے مرزا عابد نام درویش صاحب سے نہایت معتبر اونکو سمجھکر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر رہی ہیں مگر زیادہ تر حالات میں نے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہاں ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہاں میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ ان دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ میں نے ان دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ سے انپر اضافہ کیا ہے +

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تھا اسکا غم اوسکے دل میں رہتا تھا۔ وہ گوشہ نشین درویشوں کی خدمت میں بقائے فرزند کے لئے التجا کرتا تھا اسی دُھن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پر وہ گیا اور اوسنے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالی مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس کوس

ازروئے نیاز پیادہ پا جاؤں - ان ایام میں کہ میرا باپ جویاے فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تھے - اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے - پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے - اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کی فرزند ہونگے - فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا - یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہم نام کیا - میری والدہ کے وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو - روز چہار شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا - میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم یا سلیم کبھی لیا ہو - وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا - موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کوردہ کو ایک شہر عظیم بنا دیا - کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دلکشا اور باغات پر فضا سے معمور ہو گیا جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق ۹۸۱ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خانخانان اتالیقی پر مقرر ہوا جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا جب وہ پندرھویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امراء اعظم اکبری میں سے تھا - اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا اسفندیار ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا - پھر ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے باپ نے کیا اور بہو لینے کے لئے سمدھی کے گھر گیا اوسی سال میں راجہ بھگوانداس کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النسا بیگم رکھا اور اسی بیوی سے ۹۹۷ھ میں بیٹا پیدا ہوا

شاہزادہ کی تعلیم و ازدواج و اولاد +

جسکا نام دادا نے خسرو رکھا اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عم زین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا
کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپ نے پرویز رکھا۔ دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی
اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں گئی۔ ایک اور بہارمی راجہ کی دختر سے ایک
لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکھا وہ سات مہینے کی عمر میں مرگئی۔ سنہ ۹۹۸ھ میں راجہ
کیشوداس راٹھور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا سنہ ۹۹۹ھ ۳۶ میں
لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹہ راجہ (راجہ اودے سنگہ) سے بیٹا پیدا ہوا۔ دادا خود جہانگیر
کے گھر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا
کی خدمت بہت کرتا تھا۔ دادا اسکے بہت خوش و خرم رہتا تھا۔ اور جہانگیر سے فرمایا کرتا
کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے میں اوس کو اپنا
سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا۔ وہ بارہ
مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی۔ ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی۔ شاہ
کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہوکر مرگئی۔ شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین
مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹھ مہینے جی۔ اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے
ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکھا۔ وہ پانچ برس کی عمر میں مرگئی
بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام
جہاندار اور شہریار رکھے گئے۔ مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا
جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ یہ غلط لکھا ہے +

شہزادہ کا مہم رانا میں روانہ ہونا +

شنلہ میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تیول میں دیا اور
راجہ مانسنگہ و شاہ قلی خان محرم اور اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد
مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود ممالک
دور دست میں جاتا تھا مسند خلافت شاہزادہ ولی عہد سے خالی نہ ہوگا اور رانا کے متعلق
حدود بھی لشکر کے پے سپر ہوں۔ جب شاہزادہ اجمیر میں آیا تو رانا کے استیصال کے واسطے

فوج بھیجی۔ اور کچھ دنون کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اودے پور میں گیا۔ لشکر شاہی
نے رانا کو کوہستانون اور جنگلوں میں پھرایا واقعہ طلب خوشامد گویون نے شہزادہ کو گاہ و
بیگاہ یہ سمجھانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن مین مشغول ہین بغیر ملک کے فتح کرنیکے
اوسکا یکایک آنا عزیمت بادشاہانہ سے دور ہے اگر اس وقت حضرت مراجعت کرین اور اکبر آباد
کے پرگنے جمنا پار کے لے لیں کہ معموری اور سیر حاصلی مین مشہور ہیں تو بہتر ہوگا۔ بنگالہ میں
تازہ شورش برپا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگہ کے اوسکی صورت کا مٹنا مشکل تھا اسلئے
راجہ نے بھی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنباں ہوا
ناگزیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا۔ قلیج خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تھا
وہ شہزادہ کی خدمت میں آیا۔ بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے
عرض کیا کہ اگر آپ قلیج خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے
سہولت سے میسر ہوگا۔ ابھی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تھا کہ شہزادہ نے ان
باتون کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب
روانہ ہوا۔ قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی
کہ پوتے کو اس عزیمت سے باز رکھے۔ پہلے اس سے کہ دادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر
بہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا۔ مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی۔ غرہ صفر ۱۰۰۹ھ میں
شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا۔ اور اکبر آباد کے جمنا پار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور انکو
اپنے نوکروں کو جاگیر میں دیدیا۔ صوبہ بہار شیخ خدیو مخاطب قطب الدین خان کوکلتاش کو
عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی۔ سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی
اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور شمشیر دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھ روپیہ
کہ خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تھا لے لیا۔ جب یہ باتیں متواتر و متوالی شہنشاہ
اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلبستگی کے سبب سے
استقلال کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ہاتھ فرمان بھیجا

مہم رانا سے شہزادہ کا [illegible] کرنا اور الہ آباد جانا +
۱۰۰۹ھ

اس میں بعد نصیحت کے حکم طلب تہا جب فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا
مگر پھر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ
شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کر دیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دور کرنے کو انتظام
کر ملک دکن کی فتح سے ہاتہہ اوٹھایا گو وہ قریب الفتح تہا۔ اُردی بہشت سنہ ۱۰۰۹ میں اس ملک کی مہم
کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور بہمن مرداد
سنہ ۱۰۰۹ کو وہ آگرہ میں آگیا +

اِن دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبد اللہ کو خطاب عبد اللہ خانی کا دیا اور سنہ ۱۰۱۰ میں
جب بادشاہ اکبر آباد میں تہا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور
نامدار ہاتھیون کو ساتہہ لیا اور دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہہ
بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہون لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پژوہی اور
ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین سے
ملنے کی مسرت و انبساط وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور امرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ کہہ
سے کہیں کہ اُسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ آصفخان کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ اٹاوہ کا
جاگیردار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہہ لعل گران بہا
شہزادہ کی نذر کے لیے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور
فیلوں کے ساتہہ آنا ہماری خاطر کو ایک ور اندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہ انوکہی رسم
تو نے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گھر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب اظہار
جمعیت اور عرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیون کو اپنے اپنے محال مین بہیج اور جریدہ
جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو معاودت
کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔
جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اٹاوہ میں توقف کرکے
ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی سے

مطابق ۱۶۰۰ع ... سے ۱۶۰۱ع ... تک +

کعبۂ مقصود کا احرام کیا تہا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ اٹاوہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچھے الہ آباد جانا تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تہوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خداے مجازی کو بندۂ حقیقی کے حق میں بدگمان کر دیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا امید ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالیگا فقط چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پہر الہ آباد کو روانہ ہوا تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بہیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بہیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بہیجنے میں نہ دیکھی اور دل پزیر عذر معروض کئے۔ جب شہر الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرمان روایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرنے +

شہزادہ سلیم اور ابو الفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابو الفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبد الرحمن کو سپرد کرکے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ اسباب ترتیب دیگا اور جبتک اسکا قدم درمیان میں ہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب ہوگا اس صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہیے اسلئے اوس نے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سرراہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور گہات میں بیٹھا جب شیخ سراے پرکنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جاکر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمتگار تھے شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور نیز دشمن کے نرغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ نے اوسے مارکر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابو الفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابو الفضل

ابو الفضل کا قتل

اوسکے دلپر یہ نقش کردیا تھا کہ آنحضرت جنپر سے میری ہزار جانین قربان ہون۔ ایک عرب فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہی وہ کلام الہٰی نہیں ہے۔ اس وجہ سے میں نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجدیا۔ اس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور خسرو پر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ میں نے اپنے نبی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے میرا کام پورا کردیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ راہ مستقیم پر سمجھہ آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے۔ بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا۔ بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سرپر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی۔

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو ناتمام چھوڑکر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اوس کو وہی تمام کرے ــــ اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوس نے ایسے خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کار دشوار گذار کو وفا کرے ارباب حل نے اوس کے سرانجام میں بیجا ایستادگی کی تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الہٰی کا نمونہ سمجھہ کر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت منش اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے کہ وہ سرانجام پزیر ہو۔ مجھے اپنے تئیں بیہودہ طور سے سبک کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے۔ حضرت کو معلوم رہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے اسکے کار کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ میں کرلے

اور ہر طرف فوج اسقدر ہو کہ جب وہ رانا سے دو چار ہو تو اوس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دو تنخواہون
نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں
جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استقبال کروں۔ شہنشاہ
اکبر نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بھیجا جسنے جا کر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو ساعت
مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب منجم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد
کو چلا جائے۔ پھر جسوقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا
اور وہاں جا کر چند روز شادکامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بے راہ روی کی
غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور بالین فنا پر سر رکھا
محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبداللہ خان کی صحبت نہ نبھہ سکی وہ بادشاہ
پاس چلا آیا اور یہاں اوسنے منصب یک ہزار و پانصدی اور خطاب صفدرخانی پایا۔ جب سے
بیٹا الہ آباد گیا تھا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب ہر روز ایک مقدمہ
ترتیب دیکر بادشاہ کی خاطر میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری
کو بیان کر کے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تھے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ
پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا
اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں
جا کر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سنا تو
اوسنے سواروں کو بھیجکر تینوں کو پکڑوا بلوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ
کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے
آدمیوں کے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بھاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو
بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا جسسے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوسنے
کہا کہ ہم نے باوجودیکہ جہان کو شمشیر سے تسخیر کیا لیکن اپنے سامنے بھیڑ کا بھی پوست کندہ

نہیں کرایا میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں ۔
فتنہ انگیزون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب مین افیون ملا کر اسقدر شاہزادہ نوش جان
کرتا ہے کہ طبیعت اُسکی برداشت نہیں کر سکتی طغیان کیفیت اور استیلاء نشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو چون وچرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی چھپ جاتے ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
کلیم او صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتون کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانیکا ہوا ۔
دہم شہریور ۱۰۱۲ کو وہ کشتی میں بیٹھہ کر روانہ ہوا ۔ اثناء راہ میں کشتی ریت میں بیٹھہ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماکی عیادت
کو الٹا گیا ۱ھ کا انتقال ہو گیا ۔ اس سببسے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا ۔ جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا عذر سمجھا ۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا ۔ باپنے اوسکو سمجھایا
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہو گیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں بسر کر تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو عبادتخانہ
میں بٹھایا اوسکے پاس ہر روز زنان بہنیں جاتی تہیں دس روز وہ یہاں رہا ۔ پھر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولت خانہ مین جائے ۔ شہزادہ باپکے روز سلام کرنے جاتا ۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں انکے شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار او خسرو کے فیل آپ روپ دونو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑون پر سوار ہو کر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد زد وخورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اُسکی
کومک کو رنتھمن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈہیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون نکلا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے او بیماری سے متغیر و متوحش ہوا جس سے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آئے جب اوسنے دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اوسنے راے مان سنگھ کسے جو بڑا صاحب اقتدار تھا صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنائے۔ ان دو امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انمیں سے خسرو خواہر زادہ راجہ مان سنگھ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اونھوں نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو پکڑ لیجے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی گزلک محو کر سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + دوسرے روز سلیم کشتی میں بیٹھکر حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لیے گیا جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک قزوینی سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے کی اور سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھرائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھہ سانس باقی تے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے۔ اور خان اعظم اور راجہ مان سنگھ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سبکو معلوم ہیں اور شہنشاہ جو اوسکی نسبت راے رکہتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو منظور نہیں ہے کہ وہ اسکا جانشین ہو جب یہ بات کہی گئی تو سمند خان نے چلا کر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے ہوتے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بیٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ سمند خان ایک امیر کبیر تہا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تہا یہ کہہ کر مجلس سے اوٹھکر چلا گیا۔ خان اعظم تو چپکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابعین کے خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور مرتضے خان قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابعیوں کو جمع کرنے لگا۔ اس اثناء میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے کہا کہ میں اس کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضے خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس چلو اور اوس سے کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھہ آتا ہوں +

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گھر آیا تھا تو احمق جمع ہو کر اوسّے کہہ رہے تھے کہ حضور کیوں ایسے غافل بیٹھے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کرلیا اور خسرو کو تخت پر بٹھا دیا اور اونھوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اوڑانے کے لئے لگادیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے کہنے سے قریب تھا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بھاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تھا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا آیا اوسنے شہزادہ کو سمجھایا کہ آپ مستقل رہئے دیکھئے دو گھنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے اس بہادر کی نصایح سن ہی رہا تھا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت شکستہ ہوگئی ہے اور مرتضے خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے آدمیوں کی ہمت بند ہونے لگی کہ دارابیگ آیا۔ اور میر مرتضے آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام میں سے بہت آدمی اوسکے پاس آئے کورنش کرکے اوسنے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا کہ شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بھی شرمندہ سے آئے اور معہ انجانے لاشاہزادہ نے خسروانہ اسپر عنایت کی اور اوسکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا۔ جب راجہ مان سنگھ نے دیکھا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہوگئی تو وہ سلطان خسرو کو لیکے گھر لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں مین بنگال بھاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتھ لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکھا کہ باپ نزع کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اشارہ کیا دستار اور خلعت جو شاہزادہ کے لئے تیار ہوا تھا لاؤ۔ اور میر اخنجر شاہزادہ کی کمر سے باندھو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا اوسکی تجہیز و تکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندھا دیا۔ جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سُنا کہ راجہ مان سنگھ معہ سلطان خسرو کے کشتیوں میں سوار ہو کر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتھ لئے جاتا ہے۔ جہانگیر کو

اسنے ایک فکر پیدا ہوا اوسنے راجہ کے بھائی مادہو سنگھہ کو بھیجا کہ اوسکو اطمینان دلا کے
اور لٹا لے آئے۔ راجہ پاس مادھو سنگھہ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تونے کیا کیا
کہ تو بادشاہ کو چھوڑکر جاتا ہے۔ اسمین کیا فائدہ دیکھا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان
ہے اور وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہے مجبوری مین اونکے اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام
ہے۔ غرض اس راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد پیمان ہوئے۔ مان سنگہ
اور خسرو دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگایا
اور پیار کیا اور منہ چوما +

۸۔ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر مین دارالخلافہ آگرہ مین تخت
سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت
جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی نربدا کو ایسے بڑے امن وامان مین پایا جیسے کہ ایسی وسیع
سلطنت میں توقع ہو سکتی ہے۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تھا۔ مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ
میں محصور تھی بادشاہ غالب رہا تھا۔ البتہ ملک دکن مین زیادہ شورش برپا تھی۔ احمد نگر جو ابھی
شاہی قبضہ میں آیا تہا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور
ملک جو اسے چھن گیا تہا اوسکے لے لینے میں کوشش کرتی تھی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے
حکم دیا کہ زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی دادخواہی اور غور رسی میں
دارالعدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں
تاکہ اوسکی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی
تھی اوسکا طول تیس گز تہا۔ اسمیں ساٹھہ گھنٹے لٹکتے تھے اسکا وزن چار ہندوستانی من تھا
ایک سرا اسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارہ
پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ اس حکمت سے ستم زدہ دل
کو عرض سنگیون کا توسل نہ ڈھونڈھنا پڑتا تہا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام
نکلتا تہا۔ اہلکاروں کی شرارت سے جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تھی اور

تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال +

زنجیر عدل

اونکے حال سے بے علم رہتا تہا اسکا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکہتا ہے کہ مینے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوۃ و تمغا و میر بحری و سایر تکالیف جو جاگیرداروں نے ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گہاٹوں اور بندرگاہوں پر محصول اور چنگی نہ لی جائے نہ بہیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونوکے عہد میں جاری ہوا تہا اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ـــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرائے اور مسجد بنائیں اور کنوا کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرا میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کی مال کی گٹھڑیاں اونکی رضا بغیر نہ کہولیں

حکم سوم تمام ممالک محروسہ میں خواہ ہندو مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکے وارثوں کو دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نکرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرایوں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کھدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +

حکم چہارم مسکرات و شراب بنگ بوزہ کوئی شخص نہ بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹہارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ کے بیس پیالے نوشجان کرتا تہا۔ رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالہ سے چہہ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بہی مختلف تہے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تہا بعض اوقات رات کو چہہ دن کو نیس سال تک یوں شراب پی بعد ازاں رات کو شراب پیتا۔ پہر آخر دنوں میں فقط ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزولی نہ بنائیں۔ بے گھر بے در کسی کا کرنا اچھا نہیں ہوتا +

حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ الٰہی میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +

حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار یا خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے خود کاشت نہ کرے +

حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنے میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +

حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور ان میں طبیب علاج کیا کریں بیماروں کو دوا و غذا املا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دئے جائیں +

حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸۔ ربیع الاول کو جو اوسکے تولد کی تاریخ تھی عمر کے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور نہ ذبح ہو اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ نیر اعظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن بھی کوئی جانور ذبح نہیں ہو +

حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مناصب بدستور برقرار رہیں اور بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب میں اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا اضافہ نہیں کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرا پردگیوں کی تنخواہوں میں بقدر حالت و نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ میں اہالی ائمہ کی جو لشکر دعا ہیں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس تھے برقرار و مسلم رکھی میران صدر جہاں کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ

عہد مین جلیل القدر منصب صدارت کا اسے متعلق تہا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو رد پرد گیا ہے
حکم دوازدہم جیلخانون اور قلعون مین مدت سے آدمی مقید و محبوس ہین وہ رہا کئے جائیں۔
غرض اوسنے بہت سے محصول جنمین رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تہی اور اکبر کے عہد مین اونپر خیال
نہیں ہوا تہا ان سب کی اصلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہوٹی توزک مین اسطرح لکہے ہیں کہ مین نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغون
کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوسسے کبہی انحراف نہیں کریں۔
اول - مین نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغون میں تین صیغے معاف کردئے
زکاۃ میر بحری - تمغا راہداری جسکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں بہرہ من سونا تہی -
(۲) مینے حکم دیا کہ بندرگاہوں خداجو ودیعت میں سپرد ہوئے ہیں اونکے مال کو اگر راہزن یا
کوئی اور زبردست کہیں چہینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنے کے لئے مجبور
کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا - میں نے ہدایت کی کہ جب کوئی
ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہاں دیہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اونکی کی جائے - اور
ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے - مینے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیردارون
کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں
اور سوداگرون کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروری رہتا ہو
تو وہ خزانہ شاہی سے ان کامون کو سرانجام دے +
(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت کہتے ہیں اونکے مال کی گٹھریاں کسی قسم کی بغیر اونکی
مرضی کے نہ کہولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو
خریدارون کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +
(۴) جب کوئی شخص مرجائے اور اوسکے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز
نہیں ہے کہ اوسکے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچوں کو ذرا
بہی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال سے مسجدیں

تالاب بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ عادت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ دہ مین لشکر آئے تو بغیر زور وظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ محض اجنبی آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوسکے جورو بچون کے لئے ہاتھ پھیلانے کو بھی جگہہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے گرہ خار دار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آیندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیر داروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت اوسمیں نہ کریں۔ کسی جاگیر دار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے سرحد سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ میں کر لے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیے۔ غیر علاقہ مین دخل نہ دینا چاہئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گھر مین کسی سبب سے تر یا کہیں جا کر مر جائے تو دوسرے شخص ہی جو اوسکے گھر مین رہتا ہو اوسکی خوف کا ...

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکموں کو حکم دیا گیا کہ وہ دار الشفا قائم کرین اور جو بیمار اونکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دار الشفا سے جائیں تو اونکو بقدر مایحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اُٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلان کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۳) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کیے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت مین نے دیکھی انکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جس پاس دس گھوڑے تھے اون پاس پندرہ گھوڑے کردیے۔ اور اسی نسبت سے اور امراء منصبداران کے اضافہ کیے۔ فقط بعض آدمی ناعاقبت بین فتنہ پرداز فسادانگیز ایسے تھے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تھے اور ملک مین خرابی پھیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اول خود ہی برباد ہوجائینگے۔ اس باب میں مجھے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اونسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اسمیں کیا بھرنا چاہیے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بھرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب و شربت و برف سے بھرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو افیونی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودھ و قند سے بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری راے تم سب کی راے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خون سے بھرنا چاہیے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

قول شاہ طہماسپ +

مین نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چھوٹے جنمیں سے بعض چالیس برس [illegible] قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعوں کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ہندوستان میں باستثناء ملک بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم [illegible] میں نے [illegible] میں سونے پر سکہ لگوایا مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے [illegible] نام رکھا چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی۔ اور پچاس تولہ کا [illegible] کا نور دولت دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور [illegible] اور [illegible] کا نور [illegible] تولہ کا رواجی نام رکھا۔ اور چاندی کے سکوں میں سو تولہ کے سکہ کا نام کوکب [illegible] تولہ کا کوکب اقبال

قیدیوں کی رہائی اور سکوں کے نام +

بیس تولہ کا کوکب مراد۔ دس تولہ کا کوکب بخت ۔ پانچ تولہ کا کوکب سعد۔ ایک تولہ کا جہانگیری اور
نصف تولہ کا سلطانی۔ اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا۔
اور اسی روش پر تانبے کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا۔
سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر   رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر

مصرعوں کے درمیان جگہہ چھوڑکر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ بھی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خور زین سکہ نورانی جہان   آفتاب مملکت تاریخ آن

دونوں مصرعوں کے درمیان مقام ضرب سنہ ہجری وسنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ بعوض
مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اسپر یہ بیت ہوئی

دست زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ   شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری وسنہ جلوس منقش ہوا۔
سکہ جہانگیری کہ وزن میں ۵/۱ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی کے
دستور پر ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران وتوران ہے۔
مکتوب خان داروغہ کتاب خانہ ونقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ
کو بہت پسند آئی + سے

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد   اقبال سرپائے صاحب قران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان
کے گھر کو اپنے واسطے بنالے سعید خان کو پنجاب کی ایالت وحکومت سپرد کیگئی۔ رخصت
کے وقت میرے گوش زد ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیردستوں اور مسکینوں پر
ظلم کرتے ہیں اسکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور
عدل میں کوتاہی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے
پوری سزا پائینگے شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تھا خلعت و

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر بامور رکہا اور اوسکی سرفرازی
کے لئے میں نے کہا کہ تجہکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں یقیم کو کہ میرے باپ کے
عہد میں وزیرخان کا خطاب کہتا تہا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی - خواجگی
فتح اللہ کو بہی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبد الرزاق معموری کو جو میرے ایام
شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چہوڑکر میرے باپ پاس چلا گیا تہا بدستور قدیم
بخشی کیا - اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بہاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا
اوسکی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا - غرض بیرونی اور اندرونی
ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکہا شریف خان کہ خردسالی
سے میرے ساتہ بڑا ہوا تہا میں نے نقارہ و تومان و توغ اوسکو مرحمت کیا تہا اور منصب دوہزاری
و پانصدی دیا تہا اور صوبہ بہار کی حکومت دارائی اور اوس ولایت کا حل و عقد اس کے
قبضہ اختیار میں چہوڑا تہا اور اس طرف رخصت کیا تہا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد
میری خدمت میں حاضر ہوا - اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا - اس لئے کہ اوس کی
بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا
ہوں - مجہے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تہا اسلئے میں نے اوسکو
وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیر الامرائی کا خطاب دیا - نوکری میں کوئی اور خطاب
اس سے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہرچند اوس منصب میں
افزائش کی گنجایش تہی کہ اوسسے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوسنے عرض کیا کہ جب تک کوئی
مجہسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب مذکور سے زیادہ نہ چاہونگا - ابہی میرے باپ کے
بندوں کی حقیقت اخلاص واقعی ظاہر نہیں ہوئی تہی اور بعضوں سے تقصیرات اور
ناشائستہ ارادے جو خالق و خلق کو ناپسند تہی سرزد ہوئے تھے وہ خود بخود شرمندہ
و شرمسار تہے - باوجودیکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کر دیں اور یہ
قرار دے لیا تہا کہ امور گذشتہ کی بازخواست نہ ہوگی - مگر ایک توہم اونکی طرف سے

میری خاطر میں چلا جاتا تھا اسلئے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تھا۔ اگرچہ کل بندونکا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے خصوصاً بادشاہونکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم ہے۔ راجہ مانسنگہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تھیں اور وہ میرے پدر کے امراء معتبر و معتمد میں سے تھا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تھے کہ اوسکو یہ توقع نہیں تھی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ملایت دونگا جسمیں پچاس ہزار سوار رہتے تھے۔

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تھے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر کو سلطان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بھیجوں غرض فرزند مذکور کو رخصت کیا اور بیس ہزار سوار اور امرا مفصلۂ ذیل وسکی خدمت کے لئے تعین کئے اول آصف خاں جو پہلے پرویز کا اتالیق مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید سے باہر نہ جائیں اور عبد الرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خاں کو دیوان مقرر کیا راجہ جگناتھہ پنجہزاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادہو سنگہ اور راول سال درباری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خاں کو سہ ہزاری منصب دیا۔ شیخ عبد الرحمن پسر شیخ ابو الفضل کو اور مہا سنگہ نبیرہ راجہ مانسنگہ و زاہد خاں پسر صادق خاں کو اور وزیر جمیل و قراخاں ترکمان جمیع سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکھتا ہے خلعت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچھوا ہوں میں سے تھا اور میرا باپ خردسالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تھا اور فارسی زبان جانتا تھا اوس کا یہہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمیں بود کہ کسے
بنور حضرت خورشید پا بخود ننہد

وہ بھی اس مہم میں شریک کیا گیا۔ غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خانزادے اور راجپوت کار طلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ کہتے ہیں متعین ہوئے +

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندون کو اپنے منتہائے مطلب کا میاب کرے اسلئے اوسنے بخشیون کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تاکہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر مین مقرر ہوا اور تغیر و تبدیل سے امین ہو - بادشاہ کے آبا و اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت کے عنایت کرتے تہے - اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اسسے ہے کہ فرمان پر شنجرف سے مہر لگائی جائے - جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلاپوش کی جائے اور مہر مذکور اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

بیرداس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ میں جو بادشاہ کے ساتھ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ متعد آمادہ رکھے - چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ ساٹھہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر بارود اور بیس گولیان ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے تیار رہیں و راس کارخانہ کے خرچ کے لئے بنارہ پرگنے مقرر کئے جنکی آمدنی ایک لاکہہ انگی اشرفی تہی - مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا - اوسکو جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس بڑا ہوا تہا اسلئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تہا - راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لائق بیٹے بہاؤ سنگہ کو منصب یک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق برقرار رہا - زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شاہزادگی میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابتخانی کا دیکر منصب ہزار و پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوسکے لئے مقرر ہوئی - راجہ نرسنگدیو کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا - اسکی رعایت و ترقی کا سبب اسکا ابوالفضل کا قتل کرنا تہا جسکا بیان اوپر ہو چکا -

میر ضیاء الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیان کیں ہزار
ہزاری کا منصب دیا طویلہ کا شرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گھوڑے بخشش کے لیے حاضر
رکھی مرزا علی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی
امیر الامرا نے ایکدن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیانت
و بے دیانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ
اون میں نہ ہو اور اس استعداد کا چھپانا جو بیگانگی میں ہو یہ بھی بے دیانتی سے
یہ بات سچ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہئیے۔ ہر شخص کی حالت جیسی
ہو عرض کرنی چاہئیے۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا اور
اوسے یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت
و بندگی اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقدمے
تھے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تھی۔ مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تھا
تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو
ہندوستان میں پرویز کو چھوڑکر توفیقات الٰہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ ہو
خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان بھی
جو عبد اللہ خان اور اوسکے بیٹے عبد المومن کے بعد تخت نشین ہوا تھا مر گیا اور ولی محمد خان
اوسکا بھائی اس دیار میں حاکم ہوا تھا۔ ابھی یہاں انتظام نہیں ہوا تھا — دوم سرانجام مہم ملک
دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ دکن کا فتح و تسخیر ہوا تھا اوسکو خدا کی عنایت
سے ایکدفعہ تحت و تصرف میں لاکر ممالک محروسہ میں داخل کروں +

چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان اوزبک حاکم تھا
وہ مر گیا اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے۔ اسکی حکومت کی ابتدا ہی میں میں نے خیال کیا کہ
وہ مجھسے عداوت کے ساتھ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے
مقابلہ کے لئے بھیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کرسکے میں

خود ماوراء النہر جاؤں۔ دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تھا کہ اس لشکر کو جو اسیر فتح حاصل کر سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنے باپ کے سبب سے پیدا ہوا تھا وہ بہت اس ملک موروثی ماوراء النہر کو فتح کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤں۔ میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور سے لڑنے کے لئے بھیجوں +

۲۷ شعبان کو پسران اکہے راج ولد بھگوانداس عم راجہ مانسنگھ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا ان بے سعادتوں کا نام ابھے رام و بیجے رام و شیام رام تھا یہ نہایت بے اعتدال تھے۔ ابھے رام نے بہت بے اعتدالیاں کیں تھیں مگر میں نے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تھا اس تاریخ میں مجھسے عرض کیا گیا کہ ابھے رام یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن پہنچا دے اور پھر خود بھاگ کر رانا کی پناہ میں جائے جو میرے خاندان کے نا دولتخواہوں میں ہے۔ رام داس اور اور امرائے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختوں کی جاگیر اور منصب کو برقرار رکھوں اور اونکے گذشتہ کو تکوں کو عفو کر دوں لیکن انکی بدطینتی کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیر الامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا ضامن ہو اونکو حوالات میں رکھے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی کے حوالہ کیا۔ جب اونہوں نے چاہا کہ ان جاہلوں سے ہتیار لے لیں تو وہ اپنے نوکروں کو ساتھ لیکر جنگ کرنے لگے امیر الامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص و عام کے صحن میں واقع ہوئی اور اس سیاست سے ناعاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہو گئی ابوالنبی اوزبک نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر آذربائیجان میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تیس نابود کیا جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اُسی کی میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضائے عدالت بھی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے چھوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

پسران راجہ [illegible] دیوان خاص و عام [illegible] +

۷ شعبان کو رام جی اور بیجا رام (بیجے رام) اور سیام سیران بہگوانداس عموے راجہ مانسنگھ
کو اونکی بداعمالی کی سزا دی گئی - اونکے سر میرے ہاتہیون کے پاؤن تلے کچلے گئے - ان
سب میں رامجی بڑا شریر تہا ضمیمہ دیکہو -

ایک دن میں نے پنڈتوں سے جو ہندوستان کے دانشمندون سے عبارت ہے یہ پوچھا کہ اگر تمہارے
مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالی کی ذات مقدس نے مختلف پیکرون میں حلول کیا ہے تو
وہ ارباب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالی جو
تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نفس
الہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں مساوی ہے اور وہ ان دس پیکرون
سے مختص نہیں ہے - اور اگر صفات الہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس
صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات
موجود ہین اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں - بہت سی گفت
و شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و جون و چگونگی سے منزہ ہے
ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت
کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکرون کو اپنی شناخت و
معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکرون سے معبود تک پہنچنے کا مقصود
کب حاصل کر سکتے ہو +

ہندوؤں سے مباحثہ خود +

شب سہ شنبہ ۱۱ ذیقعد سنہ ۱۴ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۰۶ کو آفتاب برج حوت سے برج
حمل میں آیا - سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تہا اُسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس
کے سالونکا حساب کرتا ہے - باپ کے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے
اور روز اول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کر کے خانہ شرف میں آئے
ہر روز جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ کیفیات و مسکرات میں سے جسکا جی چاہے کہائے
منع و مانع کوئی نہیں ہے - ان سترہ اٹھارہ روز میں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تہی ہر روز

جشن اول جلوس نوروز +

امراے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات
و امتعۂ نفیسہ اور ہاتہی گہوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنیکی تکلیف دیتا
اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ
کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا - بادشاہ کی طبیعت
سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تہی اس سال پیشکش معاف ہوئی
مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھہ لے لیا گیا

گجرات میں مظفر خان کی اولاد کی شورش +

آغاز جلوس میں مظفر خان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے
حاکم زادوں میں سے سمجہتا تہا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و
تاراج کیا - اور چند شاہی سرداروں کو جیسی کہ بہادر اوزبک و راے علی بہٹی تہے مار ڈالا
بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چہہ سات ہزار سواروں کے
ساتہہ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک کہ مفسدوں کے رفع دفع
سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے - اور قلیج خان جو پہلے اس
خدمت پر تعین ہوا تہا وہ بادشاہ پاس آئے - اس فوج کے پہنچتے ہی باغیونکی جماعت پریشان
ہوئی ایک جماعت جنگل میں بہاگ گئی - اور اس ملک کا انتظام ہو گیا +

خسرو کا بہاگنا سال اول جلوس [illegible]

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے
خیالات فاسد پیدا ہوئے - خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض
کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تہے اور
عفو و اغماض سے محض ناامید تہے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بناکر امور سلطنت کے مختار
بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند
ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے - خالق دادار اس امر عظیم الشان و رفیع القدر
کے لئے جس کسی کو شایستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کے قامت
کو راست سمجہتا ہے اوسکو دیتا ہے + ۵

زور ارندہ نتوان ستد بخت را	نشاید خرید افسر و تخت را
سرے راکہ حق تاج بر ور نمود	نشاید ازو تاج و دولت ربود

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سواے ذلت اور پشیمانی کے نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الہی کے ساتھہ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کرکے اوسکے دل سے دغدغے و وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے مشورہ سے شب یکشنبہ ۸۔ ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بناکے قلعہ سے باہر آکر بھاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھہ لے گیا۔ اوسکی روانگی سے تھوڑی دیر بعد لالٹین چراغچی نے جو وزیر الملک کا آشنا تھا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک سکو امیر الامرا پاس لیگیا اونسے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا کہ مجھے کچھہ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے گمان میں بھی نہ تھی میں نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی۔ جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے میں نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے میں خود جاؤں یا خرم کو بھیجوں۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اونسے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے اور بھیڑا مچائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو جو کچھہ تیرے ہاتھہ سے ہوسکے اس میں تقصیر نہ کرنا سلطنت میں خویشی و برادری نہیں ہوتی کہ۔ بادشاہ خویشی ندارد کسے [illegible] باتیں اور بعض اور مقدمات کہکر میں نے اوسے رخصت کیا۔ میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت و منزلت حاصل ہے اُسے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات وہ کرے اور اوسکو ضایع کردے۔ معز الملک کو میں نے حکم دیا کہ جاکر اوسکو الٹا لے آئے شیخ فرید بخشی بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ پہرہ پر ہیں۔ میری ہمراہی پر متوجہ ہوں۔ اہتمام خان کوتوال کو قراولی و خبر گیری کے لئے مقرر کیا

اور ٹہیرایا کہ جب دن ہو تو مین خود جاؤن - معز الملک امیر الامرا کو سے آیا - میرے پاس خبر آئی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے - میرے دل مین آیا کہ مبادا وہ راہ مین چپ
زدگی کرے یعنے چلے اور طرف اور دکھلائے اور طرف - راجہ مانسنگہ اسکا ماموں بنگالہ
مین موجود تہا اسلئے اکثر بندہاے درگاہ کی رائے یہ تھی کہ خسرو وہان جائیگا - ہر طرف آدمی
بہیجکر یہ تحقیق ہوگیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے - اس اثنا مین صبح ہوئی عنایت الٰہی پر بہروسہ
کرکے عزیمت درست کیے ساتہہ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلا

بلے آن را کہ اندوہ است در پے — تے داند کہ رہ چون میکند طے
ہمیداند کہ آفت پیش راند — نداند باکہ آید یا کہ ماند

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روحانیت
سے استمداد ہمت کی - اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا پکڑا ہوا آیا - جب بات مین نے اوس سے پوچھی تو وہ انکار نہین کرسکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتہہ باندہ کر فیل پر سوار کرین - یہ اول شگون تہا کہ حضرت والا کی روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا - دوپہر کو خوب لوئین چلین تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ جب میرا با وجود امنیت خاطر کے
یہ حال ہو کہ معتاد افیون جو اول روز مین مجھے کہانی تہی اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بھی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے -
مجھے تکلیف اس سبب سے تہی کہ میرا فرزند بے سبب خصم و غنیم ہوگیا اگر اوسکے پکڑنے مین
سعی نہین کرتا تو مفسد اور فتنہ اندیشون کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر پکڑے ہوئے
اوزبک یا قزلباشون پاس جائیگا جسکے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا - کچھ آرام لیکر پرگنہ متھرا سے کہ آگرہ سے بیس کوس
پر واقع ہے دو تین کوس چلا اور اس پرگنہ کے ایک موضع مین اترا جہان تالاب بھی تہا
خسرو جب متھرا مین آیا تو حسین بیگ بخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت یافتون مین تہا ملازمت

کے قصد سے کابل سے آتا تھا کہ وہ خسرو سے ملا - بدخشیوں کی طبع فتنہ و آشوب سے پیراستہ ہوئی ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تھا - دو سو تین سو بدخشان - اوسکے ہمراہ تھے وہ خسرو کا راہ برادر سپہ سالار بنا - راہ میں جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا - گہوڑا اور اسباب وسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافروں کا اسباب ان لچوں کا مال تہا - جہاں وہ جاتے وہاں عورتوں اور بچوں کو ستاتے خسرو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ باپ دادا کے ملک موروثی پر کیا ستم لوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکھ کر ایک ساعت میں ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا - مگر ان کتوں سے ہرا دو سوا اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہتا تہا - اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے دغدغہ خاطر میری ملازمت میں آتا عالم الاسرار یزد دانا ہے کہ میں اوسکی تقصیرات سے بالکل درگذر کرتا اور اوسپر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل میں بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہیں رہتا حضرت جنت آشیانی کے واقعہ میں بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل میں جو ارادے پیدا ہوئے تھے وہ جانتا تھا کہ مجھے وہ معلوم ہیں اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہیں کرتا تہا - میری شاہزادگی میں خسرو کی ماں نے اوسکے اطوار اور اوضاع کی ناخوشی سے اور چھوٹے بھائی مادہو سنگہ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کھا کر اپنے تئیں ہلاک کیا اوسکی خوبیوں اور نیک ذاتیوں کا کیا بیان کروں عقل اوسکی کامل تہی اخلاص اس کا میرے ساتھ اس درجہ پر تہا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تہی - بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوسنے دیکھا کہ اوسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور انجام اسکا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کی لازم ہے مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبھی کبھی اوسکا مزاج شورش میں آیا تھا - یہ شورش موروثی تھی کہ اوسکے بھائیوں اور باپ دادا میں بھی دیوانگی میں ظاہر ہوتی تھی اور ایک مدت کے بعد علاج پزیر ہوئی تہی - جن دنوں میں کہ میں شکار پر متوجہ تہا ۲۶ - ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ ہ میں عین شورش دماغ میں بہت سی افیون کہائی اور تہوڑی دیر میں مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تھا پہلے سے دیکھ لیا تھا اول میری شادی اوس سے ہوئی تھی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ اوسکے بھائی اور بیٹے میرے ساتھ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگانی کا مزہ کچھ نہ رہا کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ جب والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور رحمت سے اس فدوی خاص پاس بھیجا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بھیجے اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پر پانی ڈالا۔ اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوس سے زیادہ کیا بے سعادتی ہو سکتی ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہوے اور اپنے باپ سے بغیر کسی سبب و باعث کے محض تصورات و خیالات فاسد سے بغاوت و عناد اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے منتقم جبار نے ہر کردار کے لئے اوسکی سزا برابر رکھی ہے اسلئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان دائمی میں گرفتار رہا۔

راہ چو مستانہ زد و ہوشمند
پائے بدام آرد و سر در کمند

روز سہ شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں کی جماعت کے ساتھ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بھیجا۔ دوست محمد خان کہ میرے ہمرکاب تھا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی محافظت کے لئے بھیجا جب آگرہ سے میں آیا تھا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی حراست سپرد کی تھی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں لیکن وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بھیجدینا اور حکیم مرزا کے بیٹوں کو قید کر کے محبوس کر دینا اسلئے کہ میرے فرزند صلبی نے یہ معاملہ کیا ہے تو برادر زادہ

اور عموں زادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دوست محمد کے جانے کے بعد معز الملک بخشی ہوا۔
بلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳ - روز جمعہ کو دہلی میں آیا - دادا کی قبر کی زیارت کو گیا - اپنے ہاتھ سے
روپیہ تقسیم کیا - یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا - اور فقیروں اور
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا - ۱۴ کو سراے نرلیہ میں گیا جسکو خسرو نے جلا دیا تھا - آقا ملائی میری
خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب پر کیا تین سو سوار اوسکو دئے
ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلئے کہ بہادر اونکی
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپئے دئے کہ اپنے آدمیوں
میں تقسیم کردیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں - ۱۶ - کو پانی پت میں آیا - یہ منزل
میرے آباے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی - اس شہر میں دو
فتح عظیم حاصل ہوئی تہیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تہی جسکا ذکر تواریخ میں موجود ہے
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تہی جب خسرو دہلی میں آکر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا - تو
حسب اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا - وہ جمنا سے اترکر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار
کرکے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے - انہیں دنوں میں لاہور سے ایسی
مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا - دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہوکر میرا منتظر رہے - وہ گرانبار
ترسندہ تھا - اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک الوزرا کا پایا اور نبرد میں صاحب اختیار ہوا - دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اکثر وریوں اور سوداگروں وغیرہ
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی - بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ
ہوجاؤ - اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا امین ہوگئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

ہوجاتی اور خسرو ہاتھ میں آجاتا مگر انکی ہمت نے یاوری کی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی نہ کسی سے اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کرکے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور ایسی خدمت نمایاں کین کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں تردداتِ مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہونگے۔ ۱۷ ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر مقام کیا۔ ۱۸ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل خوش ہوا۔ منزل الوہ میں الوانی اور زبک کو ستاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی کمک کے لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔ کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دیئے۔ ۲۴۔ ماہ مذکور کو خسرو کے پانچ آدمی پکڑے آئے جنمیں سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا۔ اونکو میں نے ہاتھیوں کے پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔
۱۲۔ فروری ۱۶۰۶ء مرزا حسین و نورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۲۴۔ فروری کو دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست تھی اوسکی مرمت کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کفی الجملہ سرانجام ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرکے لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگادی جائے اور اپنے نوکروں کو اوسنے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف آکیا دردیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تہا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بہیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہون - اہل قلعہ بہیں کشتیاں بہیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نوروز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سواد ہائے اعظم میں
لاہور ہے چہہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہوگئے -
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجہے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تہا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دوپہر تک سلطان پور
میں رہا حسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ ومقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تہا میں منہ میں نوالہ رکہنے کو تہا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کہا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچہہ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا جلیتہ خاصہ کو سرجنا طلب کیا مگر اسنے
نے لاکر نہیں دیا ہتیاروں میں سے سوا نیزہ وشمشیر کچہہ اور میرے پاس نہ تہا - خدا کے
بہروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتہہ پچاس سوار تہے اور کسی کو خبر بہی نہ تہی کہ آج جنگ
ہوگی - گو بندوال کے پل تک چار پانچ سو کے بہلے سوار میرے ساتہہ ہوگئے - پل سے
گذرتا تہا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بہیجا تہا
ابہی آیا تہا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت وشوکت اسقدر بیان کرتا تہا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تہا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تہی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تہا اور تعجب کرتا تہا کہ جس لشکر کو میں نے دیکہا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پا سکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا
سنگھاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانوں میں سر رکھا
اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ
سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں
دکھاتے تھے ہراول بنے تھے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود
ترددات مردانہ کرتا تہا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مر گیا
سادات بارہ پچاس ساٹھہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے - اونہوں نے پانسو و ہزار
ہزار بدخشی سواروں کو زخم لگا کے پارہ پارہ کر دیا سید کمال کہ اپنے بھائیوں کی کمک
کو گیا تہا - ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پامال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو کا
صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکھتا تہا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا +

که دانست کاین کودک خرد سال — شود با بزرگان چنیں بدسگال
باول قدح دردے آرد به پیش — گداز دشکوه من و شرم خویش
بسوزاند اورنگ خورشید را — تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات
مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت
پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے - ناقص عقلوں کی مشورے میں ہیجا نہیں ہوا عقل و دانش
کے ساتھہ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت
درست کی برکت سے جو مجھے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بھاگا میں نے راجہ باسو کو جو
کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و
اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی
کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھہ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے
اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسکے پیچھے جا کر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاوے تو کابل میں مہابت خاں
کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا
تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر تعاقب
کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ احدیوں
کو دیا تہا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں - ۲۲ کو لاہور سے ۲ کوس پر منزل
جیپال میں لشکر آیا خسرو دریاے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی
رایوں میں اختلاف ہوا - افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تہے یہ چاہتے
تہے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پہیلاوے حسین بیگ
کہ جسکے اہل وعیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تہا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تہا -
خسرو نے حسین بیگ کی راے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اوس سے جدا ہوگئے
دریاے چناب کے شاہ پور کے گہاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ
روانہ ہوا - یہاں گہاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گہاس و لکڑیوں سے
بہری اوسکے آدمی لائے خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور
راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تہا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار رہکر
ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گہاٹ بند ہوگئے تہے حسین بیگ
نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گہاس اور لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں
اس اثنا میں کمال چودہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا - اوسنے دیکہا کہ ایک جماعت
رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا
حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے - اس
شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہوگئے - کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے
کشتی چلانے کی بلی چہین لی اور کشتی کو چکرایا - ہر چند ملاحوں کو سو روپیہ کا لالچ دیا گیا
مگر کسی نے قبول نہ کیا - ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تہا اوسکو یہ خبر پہنچی

اگر اتنے کو ایک جماعت آپ جناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں ہمیت یہاں آئے
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی - چار کوس تک کشتی خود حرکت ہا وپر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تہا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تہا - ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بہیجا تہا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تہا - وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا - اسکا اہتمام ابوالقاسم خان تمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکہتا تہا صبح روز یکشنبہ ۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا - اور دوسرے روز مجہے اوسکی
خبر ہوئی - مین نے امیر الامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بہیجا امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی راے اور فہمید سے کرتا ہوں - اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچہا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسسے دین دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا - دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا - روز پنجشنبہ ۳ محرم ۱۰۱۵ھ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پا بزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کہڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کہڑا لرزتا اور روتا تہا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تہا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بہیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کر کے دراز گوش پر الٹا بٹھلا کے
شہر میں پہرایا - گائے کا پوست بہ نسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گہٹنے سے دم نکل گیا عبد الرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تہی وہ زندہ رہا +

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تہی ییئے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامراں کے باغ میں توقف کیا - بہر وال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو مین نے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب والا دیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دو رویہ داریں کھڑی کیں اور ایساق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی - اقبال نامہ میں لکہا ہے کہ خسرو کو ہاتہی پر بٹہایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکہے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے - اوسپر یہ حاشیہ بہی چڑہایا کہ خسرو کو یوں حکم دیا کہ چوبدار سے یہ کہوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست وجہ وجاہت جناب و بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکہتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہوگیا اور ایسی آزادی کرنے لگا - اوسکے مال میں سے سات لاکہہ روپیہ میر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکہا ہوگا اور اپنے ساتہہ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا -

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبد الرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا - پوست سگ وسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار و قسم خیار سے اور مرطوب چیز وسنے جو کچہہ اوسکو ہاتہہ لگتا وہ کہاتا - ایکدن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا - ایکرات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑگئے مگر وہ زندہ رہا -

جہوٹی توزک میں لکہا ہی جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سب آرام مایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہتے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب و عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑکر بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں او کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو شدہ بہت برس رہا تہا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریائے گووند وال سے عبور کرکے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بد نصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تہا اور میرے سامنے کہانے کا طبق آیا تہا اور میں کہانے کو تہا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کہایا کہ گہوڑا تیار ہو کر آیا۔ اور میں اوسپر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھہ نہیں لیا۔ اگرچہ میں اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا۔ میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بہروسہ کرکے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا۔ میرے پاس دس ہزار سوار تہے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کرکے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گوبند وال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بہیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بہیجا کہ اوسکو یہ نصیحت کرے کہ گو تجہکو شیطان نے بہکاکے گمراہ کیا ہے کہ بر ملا باپ سے جنگ کرتا ہے اگر تو میرے ساتھہ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کریگا تو اس جواب دہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوسنے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جائے

تزک جہانگیری میں جو حال سلطان خسرو کا بیان ہے +

مگر اوسکے فتنہ پردازا و باش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سواء کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بہیجا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گہنٹے دن چڑہے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گہوڑے سے اوتر کر ایک سنگاسن میں سلئے بیٹہا تہا کہ اس طرح کے ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خان نے اسے پہچانکر گہیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بہاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کہائی +

میں گوبند وال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تہا کہ دیکہیئے کیا نتیجہ ہوتا ہے میر جمال الدین مجھ سے کہہ رہا تہا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکہی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید انکو مغلوب کرسکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر چہ دہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمیل الدین نے گہوڑے سے اوتر کر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تہا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکہکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے ۔ دونو شیخ فرید اور ابو قاسم اور (بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلیئے دونو کو میں نے پنجہزاری منصب دیا اور اوسکے ساتہہ نقارہ و علم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنایت کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر کردیا سیف خاں پسر سید محمود عمادہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے تھے اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چیندروز زندہ رہ کر مر گیا ۔

خسرو کے دو سپہ سالار سید حل لول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سُنتے ہی لڑائی کے ابتدا میں بھاگے چارسو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو آدمی قید ہوکر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آ گیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تہے اس پنجشنبہ کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلیئے بنایا تہا کہ ہاتہیوں کی کشتی کا تماشا دیکھا کرے ۔ یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ تیز چوبیں دریائے راوی میں گاڑی جائیں ان سات سو مفتریوں کو جو خسرو کے ساتہہ بغاوت کی سازش میں شریک ہوئے تہے زندہ کہال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لیئے نہیں ہے کہ وہ دیر تک تکلیف میں رہ سکتے ہیں اسے ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں ۔ میرا خزانہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی ابتدا سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے ۔

۲۶ صفر کو ۱۰۱۵ کو میں دارالسلطنت آگرہ میں آیا ۔ کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کھایا نہ پیا اور روتا رہا ۔ غم و غصہ و بھوک و پیاس میں گھلتا تھا اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ رہنے کے لیئے کچھہ کھانا ضرور ہے ۔ اگر وہ نہ کھاتا تو تین رات دن تک کھانے سے چوتھے روز

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو
بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں
صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگر جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ قندہار کی طرف قزلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندہار پر چڑہ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جما کے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹہا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکھتے تھے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی -
سر و پا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکہا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بہیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا مین
طرف سے محاصرہ کر رکہا تہا ـــــ جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی بیگ ترخان بہیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار امیر روانہ کئے
اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیج بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے ملا - اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصر ارجن رہتا تہا - اوسنے خسرو کے ماتہے
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے خسرو جب لاہور میں تہا تو
راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تہی راجو کو دار پر کہینچا اور ابنا سے ایک لاکہ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بہاگا تہا تو میں نے یہ قرار دیا تہا کہ
جب تک خسرو کو نہیں پکڑونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تہا کہ خسرو ہندوستان کی

جانب اپنا رخ پھیریگا۔ ایسی حالت میں دار الخلافۂ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملکداری
سے بعید تھا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سرا پردگیان محل مقدس
و گنجہائے عالم کا مدفن تھا اسلئے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو
پرویز کو لکھا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بھاگا اور سعادت
تیرے پاس آئی۔ میں نے اوسکے تعاقب میں ایلغار کیا ہے مہمات رانا کو بمقتضائے
و اصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا۔ پایۂ تخت اور خزانہ تجکو حوالہ
کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس یہ حکم پہنچے رانا نے عاجز ہو کر آصفخان
پاس آدمی بھیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہوں۔ امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہو کر
شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ میں اپنے بیٹے باگھہ کو اس پاس بھیجدوں۔ پرویز
اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بھیج اسی وقت خسرو
کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باگھہ کے
آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت میں باگھہ آیا۔ پرویز راجہ
جگناتھہ اور امرا تعیینات کو لشکر میں چھوڑ کر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت
کے ساتھہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اور باگھہ کو درگاہ والا میں بھیجا۔ جب وہ حوالی آگرہ میں آیا
اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا
حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ۔ وہ نہایت شوق سے ایام
برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب
اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

پرویز دربار میں +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں
بیٹوں کے نام طہمورث۔ بایسنقر۔ ہوشنگ تھے میں نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت
کی کہ کسی کو اسکا گمان بھی نہ تھا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھہ
رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں +

دانیال کی اولاد +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کرکے مقرر کرتا تہا اس
سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے
خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہو تاکہ کاموں اور مہمات
مین بندگان خدا معطل نہ رہیں۔ مین بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کہنڈ مین امیچند پسر
نند کوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کرکے گرفتار کیا او
کالپی مین لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا مین نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تھا
اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکہتا تہا اور
بڑا فساد مچایا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد رائے رایسنگہ
کو نواحی ناگور مین کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبدالرحمن بن شیخ
ابوالفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل مین بہاگ گیا+

بست دوم ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۵ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۰۱ کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق
جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجھے معلوم ہوا کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا
جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۲ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار
مین داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی
خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۶۷ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا
کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے
بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب مین قندہار آسانی سے ہاتہہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ
عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کرکے اور ملک سیستان کو اپنے ساتھہ متفق کرکے
حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جماعت
بہیجی ان سب نے متفق ہوکر چڑہائی کی۔ یہان کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ
دو سردارد اگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہہ سے جائیگا۔ قلعگی تنگنا جنگ سے بہتر جانا اور
قلعہ داری کی ٹہیرائی اور تیزرو قاصد میرے پاس بہیجے۔ مین لاہور مین تہا اس خبر کے

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا اور منصب داروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسکے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فرا نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ
کے ہاتھہ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے
اسکے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے
تھے۔ حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھہ آئی تھی ایسا نہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان
کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا
کہ اپنے آباو اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں یہ
چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اور
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا۔ جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں
نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بہلی طور پر دفع ہوئی تو دل میں آیا
کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں
آئے اور اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے ۔

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہان توقف کیا - ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ مین بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ وارائے ایران کو عنایت کئے قلیج خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور مین متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں۔
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہون میں ہے اسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تہا مزار بنایا گیا ہے - یہ آہو آہوان
جنگی اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تہا اور اس بنا پر ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوشنویسون میں سرآمد تہا یہ نثر ایک پتہر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دلکش
آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یکماہ از وحشت صحرائی
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنا بر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو مسلمان حکم گوشت گاؤ و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تہا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے - پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چندالہ مین منزل
ہوئی - روز شنبہ ۱۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہان کے کروری سے بنوائی تہین دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۲۱ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کر کے پرگنہ گجرات کے
حوالی میں گیا یہیں منزل ہوئی حضرت والد ماجد کشمیر کو جاتے تہے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تہا - گوجرون کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تہا اُس کو
اس قلعہ میں لا کر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجرون کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھہ کر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا - گوجرون کی قوم کشت و کار کمتر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان کے آباد کیا تھا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے
بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پھر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتھ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تھیں۔ میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لاکر از سر نو پل باندھیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں
دریاے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے تریاگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں تریاگ
سانپ کو کہتے ہیں۔ بظاہر اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تھا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے نیں گز ہوگا۔ اس نواح میں باصنت ہندوں کی عبادت گاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سُنا تھا کہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندھ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتھر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغچے لگائے۔ جو کو اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ
پر ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پامم یا پانپور میں چشمہ کا پانی
ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے پھولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اوسکے اندر رہتے ہیں اور ہر۔ ازمی میں ایک پور کی برابر
زعفران بہی ہوتا ہے۔ وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈہیلیوں میں پیدا
ہوتا ہے۔ بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں۔ اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا۔ باوجودیکہ
مجہے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجہے بہی دردسر ہوا۔ حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تہے میں نے پوچہا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبہی عمر بہر
دردسر اونکے تصور میں بہی نہیں آیا۔ اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے۔ عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کہاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے نکلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں رودخانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے اور یہ موضع
بہی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریائے بہت کے قریب ہے۔ یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتہہ میں ہاتہہ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گہیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ وسہ برگہ ہے اوسکے
اوپر فرش بچہانا بیدردی اور بیسلیقگی ہے۔ اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارو شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں۔ اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں۔
کشمیر میں اوسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض و طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا (یا زین

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی تہہ عمیق ہے اول
اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے
بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا
اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں - ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش
کے واسطے ترتیب دیا - اکثر اوقات کشتی میں بیٹھہ کر وہ یہاں آتا اور بہت سے چلے کھینچتا - ایک دن
ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھہ کر شمشیر کشیدہ آیا - مگر جب باپ
پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیمہ و مضطرب ہو کر اُلٹا پھرا بعد ایک
لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اُسی بیٹے کے ساتھہ کشتی میں بیٹھہ کر شہر کو روانہ ہوا
اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پر
سوار ہو کر میری تسبیح لے آ - بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹے نے دیکھا یہ بے سعادت
از روے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اسطرح
کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تھا
(اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سواء کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں
کے اوضاع و اطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں
تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے
بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی - اور تھوڑے دنوں
میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچو گے - یہ بات کہہ کر اوسنے کھانا اپنا چھوڑا اور ایک
چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے
ساتھہ عبادت الٰہی میں مشغول ہوا - اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کر کے
جوار حق سے پیوستہ ہوا - اوسکے تین بیٹے آدم خان - حاجی خان - بہرام خان آپس میں
لڑے اور بہت غارت ہوئے - اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتھہ لگی جو اس ملک کے
عوام الناس میں سے تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین صنعوب میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تھی کشمیر کی خزاں وبہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں میں نے فصل خزاں دیکھی اوسکا حال جو سنا تھا اوس سے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک روز درمیان قلعہ رہتاس میں آیا جسکو شیرخان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ اس سے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین گکھرون کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش ومتمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے بنایا گیا ہے کچھ بنا تھا کہ شیرخان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتھروں پر قلعہ کی تعمیر کی خرچ کندہ کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکھ دام کسر سے زیادہ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے چالیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ ہر کو پانچ کوس چلکر ٹلہ میں منزل کی ٹلہ گکھروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ اور وہاں سے بھکرا کی دہ میں آیا اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک بوٹیہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں ٹلہ سے بھکرا تک تمام راہ میں ہو خانہ کے درمیان آیا اوسمیں پانی رواں تھا اور کنیر کے پھول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکھاتے تھے نہایت رنگین وشگفتہ تھے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پھول ہمیشہ شگفتہ و بے بار رہتا ہے اس دہانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تھے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے میرے ہمراہ ہیں اس پھول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پھول نہ ہوں اوسکی دستار اتاری جائے یوں مجھے ایک عجیب گلزار بنا تھا لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو سہا میں میں نے منزل کی یہاں گل پلاس ایشسوم شگفتہ تھے۔ یہ پھول بھی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹہ کی برابر الیسا دکھائی دیتا ہے کہ اوسپر
نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تھا
اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طی کی۔
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
مارگلہ سے ہتیا تک پوٹھوار (پھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔
رہتاس سے ہتیا تک لوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھروں کے ساتھہ خویش و ہم جد ہے
روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کر کے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے
کہتے ہیں کہ اسمیں پکی اینٹ کی سراے بنی ہوئی ہے۔ یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تہی
راہ کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے۔ اس جگہ ریوج
(کہٹاساگ) کابل سے لائے تھے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑھے چار کوس
کوچ کر کے موضع کورمیں (کھر) منزل ہوئی گکھروں کی زبان میں کھر جراور شکستگی کو کہتے
ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے گذر کر منزل
نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی
دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی۔ اس کے آگے
تال تہا جسمیں رد کا پانی آنکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اُترا
اور گکھروں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور
بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور
پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی
جراٴت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چھوڑی جاے وہ تمام حوض
میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بھی تیر کر سالم نکلا اس سے
معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچھہ اصل نہ تہی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر
ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تھا۔ اور وہاں آنے جانے والوں سے باج لیتے تھے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ سے مشابہت رکھتا تھا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہوگیا۔ سہ شنبہ یازدہم کالا پانی میں آیا۔ اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے۔ ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تھے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تھے گکھڑونکی ولایت یہاں تک ہے۔ یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچھہ فائدہ نہیں ہوا۔

جان جاہل لسبختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے) روز چہار شنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تھی۔ اس آب گیر میں آدہ اور یا ڈگز لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربوں کے ساتھہ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بھنور جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تھا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے ہاتھہ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پھر اونکی ناک میں موتی ڈال کر چھوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخوں سے حسن ابدال کا حال کچھہ نہ معلوم ہوا۔ جسنے پوچھا اوسنے شخص جواب نہیں دیا۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہ وہ ہے جہاں دامن کوہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی رکھتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

درتہ آبش از صفا ریگ خرد   کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خافی نے جو والد بزرگوار کا وزیر مدتوں تک رہا ہے ایک صفہ بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تھا مگر
بسبب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب ہوئی۔ حکم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بھائی حکیم ہمام
میرے باپکے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امرد ہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجب سبزہ زار کیفیت دیکھا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کھاترا ور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتوروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریائے نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تھا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تھی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریائے
نیلاب طغیانی پر تھا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیر الامرا ایسا
ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چھوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہوکر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تھا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
ابیاسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایہ کے
ہندو سندھ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دھرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریائے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریائے کابل سے
دریائے کونیر ملتا ہے) کونیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جسکے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

اوسکو اب اکثر لنڈی ناما کہتے ہیں پنچکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریبًا جنوب میں بگرام
پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک اوسکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بھری
ہوئی مشکیں باندھتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتھر ہوتے انمیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں - بارہ ہزار روپیہ شریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دیئے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں - اور
عبد الرزاق معموری اور بہا ریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفر خان کے
ساتھہ چھوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کریں - یہان سے ایک منزل
درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی - سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانون کے استیصال کے
واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تھا - کہتے ہیں حضرت ہمایوں نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کھیلا تھا اور میں نے
اپنے باپ سے سنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتہہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا -
روز پنجشنبہ بست و پنجم سرائے دولت آباد مین فروکش ہوا - احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکون کو ساتہہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست و ششم باغ سردار خان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کے مشہور معبد گھورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہوں مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکھتا ہے - ایک گلہ بیکی
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکھنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا - روز پنجشنبہ
بست و ہفتم کو جمرود میں نزول ہوا - روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
مین منزل ہوئی - شنبہ بست و نہم کو کوتل ماریچ سے گذر کر غریب خانہ میں اترا - سہ شنبہ دوم صفر

پیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ اصلا درخت و سبزہ وہان نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد سے مینے سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے امیرالامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہیں اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تہا وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رودخانہ میں ایک سنگ سفید تہا مینے حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصرع تاریخ ہجری کے سال کی ہے نقش کیا جاے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ ۲۴ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر مین نے سنے تہے۔ ایک ان مین سے یہ تہا کہ کسی مسلمانی لولی عورت کو اوسنے اپنے گہر میں ڈال لیا تہا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گہر میں گور میں دفن کر دیا تہا اول اوسکو قید کیا اور تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس رہے۔ اور سگبانون اور حلال خوروں کے ساتہہ کہانا کہلایا جاے۔ پہر سرخاب میں بعد اسکے جگدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں چوب بلوت دیکہی جسے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پہر بہسود بادشاہ مین منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش پران جسکو ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجہے دکہایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اسکو میر موشاں کہتے ہیں مینے ابتک اپنی عمر میں اسے دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کہینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اسکی صورت بلی سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ تادیب کے لئے تعین کیا اور عبدالرزاق معموری کو جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہ ہزار سپاہ پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکہہ روپیہ ہمراہ کرکے لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بھی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوے

امیرالامرا +

قتل مفسد +

موش پران +

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا اور قلعہ بلاغ کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا - اور دلاور خاں افغان کو سرکار خانپور مرحمت ہوئی شنبہ ہیژدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میرا لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجون پر روپئے اٹھنیاں چونیاں پھیر گئی اور میں باغ مذکور میں داخل ہوا - اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالون اور ہمسنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پھلانگیں اکثر نہ پھلانگ سکے اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں بھی پھلانگا - مگر حسن چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پھلانگا تھا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پھلانگ سکا - اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا - ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہان آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک ہم کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ کنارہ جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو نصب کریں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ تمغا و تکالیف و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید بغضب و سخط الٰہی گرفتار آید - میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تھے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں وملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دل خواہ برآمد ہوئے - میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیژدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب دیہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر
بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھہ کر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ
میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہہ
عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان
خلد اللہ ملکہ فی سنہ ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ
اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھہ
کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بہر دیا اور جتنے ملازم میرے
ساتھہ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ بلاد ہفت اقلیم اسکو
بہی کندہ کرانے کا حکم دیا +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لئے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ
ساری سواے ساڑھے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تہی سو میں نے اپنے ہاتھہ سے ان
چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاے کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ
میں نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہون لیکن ترکی زبان
بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے
گھوڑ دوڑ کرائی ۱۰ اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بہیجا تہا وہ سب گھوڑوں پر
سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں۔
راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادر زادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تہا پکڑ لیا
اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۴ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اُتروائیں اور شہر آرا باغ کی
سیر کی اجازت دی مہر ہیدی نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے
اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تہے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تہا۔ مگر مہر ہیدی نے

واقعات بابری +

خسرو کی رہائی +

اجازت نہیں دی کہ میں اسکی جان کا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور میں اغماض کرنا
ناپسندیدہ ہے اسکی تقصیرات سے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اوسنے بعض اوباش
ناعاقبت اندیشونکی پاس آدمی بہیجے اور اونکو فساد کی اور میرے مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکرنے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور
اوسکی اطراف میں شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جسدن کہ میں
سرخاب میں میں اوترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد بپا کرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان وشریف پسر اعتماد الدولہ
پانسو آدمیوں سمیت بادشاہ کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب وقابو جو میں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا میں نے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل میں آیا کہ میں برسر سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے میں نے فساد وفتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +

شیر افگن خان شوہر نورجہان بیگم +

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا۔ اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو
بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسمعیل ثانی والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخاناں سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخاناں
نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات
پسندیدہ کیں خانخاناں نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا
ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ
کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوس سے ہوگیا جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور
شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا
سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو
صوبہ بنگال میں جاگیر دی جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش
طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا
اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ
اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً
قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدظنہ ہوا ہرچند اوسکو بلایا
مگر وہ نہ آیا دور از کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے
حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے
اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان
کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو
شیر افگن کے نیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی
تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں
نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز توزک اور سلوک کی ہے قطب خاں نے
آدمیونکو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے
پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خاں کی
پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونو

ہاتہوں سے پیٹ پکڑ کر چلا۔ یا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خان کشمیری نے کہ اوس کے
غلاموں میں تہا اور شجاعت وجلاوت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔
شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا پہر قطب الدین خان کے
آدمیوں نے گہیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال
لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار
سے ساقط ہے +

۴۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع
رنکتہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا میں نے یہ خیال کرکے
کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی
زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں
جا کر وہاں سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈہائی کوس ہے +

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سراے میں کہ قلعہ کے اندر تہی داخل ہوا راہ
میں پانچہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دورویہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ
نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لا کر پیش کیا۔ اگرچہ چرند وپرند کی انواع حیوانات میں
جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوبقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تہا۔
اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اوسکی سفیدی بہی کچہہ نیلاہٹ مائل رکہتی تہی

۸۔ محرم ۱۰۱۷ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے
خالی نہ تہا چند معرکوں میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تہا پچاس یا ساٹہہ
برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں بہیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کرکے
اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے
تو اوسکی ماں نے نہایت محبت کے سبب سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ
کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتہ

سننے مین نہیں آئی ہندؤں مین رسم ہے کہ خاوندونکے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہیں وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئیں جلاتی ہیں مگر مسلمانوں اور ہندوں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور میں نہیں آتے ۔ یازدہم ماہ مذکور کو ایک گہوڑا جو سب گہوڑون میں اچھا تھا از روے عنایت راجہ مان سنگہ کو بادشاہ نے مرحمت کیا ۔ وہ اس گہوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہوتا ۔ شانزدہم کو راجہ مانسنگہ کے پسر کلان جگت سنگہ کی بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تہی اوسکی ساچق میں اسی ہزار روپیہ بہیجا ۔ مقرب خان نے بندر کھنبائت سے پردہ فرنگی ارسال کیا ابتک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصورون کا کام نہیں دیکہا تہا ۔ چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگہ داخل محل ہوئی اور حضرت مریم زمانی کے محل میں مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگہ نے ساٹہہ زنجیر فیل جہیز میں سوا اور چیزوں کے دیے ۔ چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تہا تو اوسنے مہابت خان کو بہیجا ۔ بارہ ہزار سوار کمل کاردیدہ افسروں کے ساتہہ اوسکے ہمراہ کئے سوا اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمیں ستر توپ گج نال و شترنال و ساٹہہ زنجیر فیل تہے اس خدمت کے لئے مقرر کئے اور خزانہ سے بیس لاکہہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتہہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تہا وہ یہ نہیں جانتا کہ پاؤں آیا ہوں یا سر کے بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا ۔ بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے اُٹہایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پہ بوسہ دیا ۔ اوسنے دو تسبیحیں موتیون کی اور چند قطعہ لعل و زمرد کے پیشکش میں گذرانے جواہر مذکور کی قیمت تین لاکہہ روپیہ تہی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع میں سے بہت کچہہ اوسنے نذر میں دیا ۔ باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہوں نے پچیس ہزار روپئے اور خانخانان نے نوے ہاتہی پیشکش میں دیے ۔ بست و دوم کو آصف خان نے ایک لعل جو

سات ٹانک کا وزن مین تہا بادشاہ کی نذر مین دیا اسکے بہائی ابو القاسم خان نے پچہتر ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹہہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک مادہ آہو شیر دار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبہی دیکہی تہی نہ سنی تھی۔ ہرنی کے دودہ کے اور گائے بہینس کے دودہ کے مزوں میں کچہہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے۔ راجہ مانسنگہ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیارمست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دولت الملکیہ کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکہہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دوں تو مجرم ٹہیروں مگر شرط یہ ہے کہ سواء اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

ہندوستان مین خصوصاً ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی ہے کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹوں کو خواجہ سرا بناکے مال واجبی کے عوض میں حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے ضایع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا۔ ان دنوں مین بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام واقدام نہ کرے۔ خردسال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خاں اور حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرا خردسال ہو اوسکو چہین لیں اب تک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں میں یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونسے جلس قدام

آصف خاں +

آہوئے شیر دار +

راجہ مانسنگہ و خانخانان +

خواجہ سرا بنانے کے قاعدہ کی بندی +

کی سزادی
کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتہہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات
پسندیدہ کیں تہیں رانا کی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچہہ کا زخم لگا تہا اُسنے میں نامی آدمی
قتل کئے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر دہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی
افسری سے سرافراز ہوا +
جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکہا ہے کہ اگر ہو سکتا تو میں پلکوں
سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا ۔ میرے باپنے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو
ایک سو بیس کوس ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا
اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہی میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت
جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر
کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی
تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا ۔ بدسلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا ۔
آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر
میں صرف ہوئے ۔ میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب قوت اتفاق کرکے بعض جگہوں کو اس
نوع پر کہ قرار پائی تہی گرادیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد
ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا ۔ دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے
ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکہہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گہر
میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر
کے عہد میں بنایا گیا تہا ۔ حوض چہہ گز سے چہہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا
جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں
جاتا تہا ۔ دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹہہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود
تہا بادشاہ کو پیشکش میں دیا ۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں تیمور صاحبقران کی شبیہ تھی جسوقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھ میں گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی کا اظہار کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی کچھہ اصل ہوتی تو کوئی چیز اسسے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے شباہت نہیں رکھتی۔ اس کی سچی تصویر ہونے میں میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

چہار دہم ذی الحجہ ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۷ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا۔ مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہئے تھا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ نے اپنے پاس اسکو بلا لیا اور اوسکے بجائے عبداللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شاہزادہ پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھہ روپیہ ساتھہ کیا اور آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیر الامرا اور سران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لئے مقرر ہوئے۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھہ جو سپاہ گئی تھی اس سے مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور استکبار کا دم بھرتے ہیں بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک معرکے کے لئے خانخاناں خانجہاں کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ و حاجی بے اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبداللہ خان کے ساتھہ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں انمیں سے چار ہزار سوار ان کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچا دے اور خود واپس چلا آئے +

عبداللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤن میں رانا کا تعاقب کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱ کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکہا اور پرگنہ باری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی غرائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہرکن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی قبلہ گاہے ۔ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تہا۔ بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے۔ اونے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا گوشہ سر پہ کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تہے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکہ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تہے شیخ نے انسے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکہتے ہو اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے سامیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر بسمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا۔ اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خاں کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر کھنبایت میں اسکے آدمی بزور پکڑکے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہدیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تہی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ ماہ اردی بہشت سنہ جلوس مطابق ۴ صفر سنہ ۱۰۲۸ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم نشین ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا۔ یہاں کا حاکم صوبہ افضل خاں گورکہپور کو

نقل مجلس نوروز ۱۰ مارچ +

وفات ملا علی احمد +

امین بیوہ کا انصاف +

واقعہ پٹنہ +

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر
خوب ظہور میں آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ اٹھائی۔
یہاں لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اسکے اہل کو قلعہ دولت آباد مین
لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوار
کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا جب لشکر شاہی کھڑکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ
گئی اور لشکر شاہی ... کھرکی مین تین روز مقیم ہوا اُس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ
مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی
بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔
داراب خان و راجہ نرسنگہ بندیلہ و راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے
اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد
مین تھے۔ وہان جانا لشکر شاہی نے مصلحت نہ جانا۔ اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج
کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمدنگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا خنجر خان نے قلعہ داری
شائستگی کے ساتھ کی۔ اب آذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے
۲۹ رادی بہشت کو اس طرف کوچ کیا۔ جب خنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قوی بازو ہوا
اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا۔
اور دو سو آدمیون کو قتل کیا۔ جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا
تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہی۔ بمقتضای احتیاط و حزم ہر فوج مین سے
ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سنکر کہ
دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصّے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصّے کئے داراب خان
و راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار
تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے۔ طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخر کار
دکنیون کا لشکر بھاگا ہوا دوسری فوج شاہی بسرکردگی عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن

اور راجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاورخان و جادو رائے
و آتش خان تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اول راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لیکر
ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی۔ باربرداری کے چارپایہ ہاتھی گھوڑے اونٹ
بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی
بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا
اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا
دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر دستگیر
کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالا گھاٹ
مین آئے۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رائے کو آٹھ
ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو
سوارون کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب
گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا۔

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہوتی ہین تو اس نے چند مردم معاملہ
فہم کاردان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ
شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان نے حق
خدمت کی ادا کی اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا
اور شاہجہان نے اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ پردازی اور تدبیر مصلحت آمیز
کو صحیح مان کر اسکا اعتبار بڑھایا۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جس وقت کہ
اسکو فرصت ملی سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بندے غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات
پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے
موکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت . . . نہ چھوڑونگا اور محال جو پادشاہ سے تعلق

رکھتی ہین انکو چھوڑ دونگا اور دم نقد گرانمند پیشکش خود اور اور تمام دنیاداران دکن کی طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال در خور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و تزویر نہین کرتا تو اسکی تمام درخواستین شاہ کشورکشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر کے احاطہ سے ہاتھ اٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ اور ضروریات قلعہ کو لے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے ظہور مین آئینگے تو اسکی درخواستین شاہجہان کے روبرو پیش ہونگین وکلائے عنبر ان باتون کو خدا سے چاہتے تھے انہون نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بلے توقف اپنے آدمیون کو دور قلعہ سے اٹھا لیا اس سے اولیاے پادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ مدد خرچ کے لئے اور ایک سردار لشکر حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بے مزاحمت قلعہ مین پہنچ گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوگئین اُس نے اپنی نیک نہادی سے باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و قہرافروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم بڑھنے کی متواتر خبرین آرہی تھین یہ دانگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہد نامہ بیٹھ گئین۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات پادشاہی تصرف مین تھے اور جو ضمن صلح مین اول دفعہ بہ سبیل اشتراک سرکار پادشاہی سے تعلق رکھتے تھے اور جن مین سے بعض مواضع و قریہ جنمین وہ خود دخل رکھتا تھا وہ تنخواہان شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ۲۵ لاکھ روپیہ تھی اور یہ وقت مصالحہ سے ابتک اس کے تحت تصرف مین تھی اُس سے ہاتھ اٹھائے اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش و جرمانہ بی ادبی خود و نظام الملک و عادل خان و قطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر سے اطمینان ہوا تو کھرکی کی طرف شاہجہان نے سفر کیا۔ قلعہ احمدنگر سرحد

پر تھا۔ شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط مین ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔
اور امراے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے
ساتھ ظفر نگر مین عبد اللہ خان کو مقام آرہ مین کہ ظفر نگر سے چھہ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ
ابو الحسن کو ضلع بیلی مین جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور دلیر کام
مین جو نزدیک روہن گرہ کے ہے اور خنجر خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر مین اور بلند خان کو تین
ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور مین اور جان سپار خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ بنیر مین یعقوب خان
بدخشی کو نگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکنی ناہور و برہان پور مین مقرر کیا دیوی کا تم تک جا بجا
تھانے مقرر کرکے راہ گیرون کو مخالفون کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔
عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول
کیا جاے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے
۱۸ لاکھ۔ حکیم عبد اللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک
و عنبر پاس اور عبد العزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے
راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ عیدارا اور راجہ گوندوانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ
کرے۔ ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خان نہین دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال
مین اور محال کے تسلیم کرنے مین تعلل و تہاون کرکے دفع الوقت کرتا تھا۔ افضل خان جو
عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اُس نے عادل خان کو سمجھایا اُس نے پیشکش
مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶۰ ہاتھی سامان کرکے افضل خان و
حکیم عبد اللہ خان کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجی اور افضل خان کو دو لاکھ روپیے دیئے
اور قاضی عبد العزیز بھی سو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ
روپیہ . . . قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش
نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشین اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب
وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئین جہانگیر نے شاہجہان کے

تقرر پیشکش دکن اور اسکا وصول ہونا۔

جواب میں ایک نوشتۂ استحسان و تحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔
سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہیں انسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہیں اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت و ناگزیر کار سطلق شرکار دولت کا استیصال خیراندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہیں۔ دین و دولت کے صواب گویون کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔ جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری میں خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کر دیا تھا گفتگوی مردم کے رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ اسکی نعش کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج میں اسکو مدفون کیا۔ اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحہ ناگزیر نے مدتون تک دور و نزدیک کو رنج و الم میں رکھا اور جب تک وہ شہر میں مدفون رہا شب جمعہ کو ایک عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد میں منتقل ہوئی ہر منزل میں بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی۔ برسون تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرد و نواح سے جمع ہو کر رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مغیرات کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہوگیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام میں مطلقاً مصروف نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نور جہان کی راے سے وابستہ تھی وہ اپنی خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دوربینی و عاقبت اندیشی پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کار فرمائی پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہوگئے تھے۔ جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑا اور یہ بات شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اس سے بڑے فساد اُٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار میں ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جسطرح ہوسکے شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی پائندگی پر اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائیں --

خسرو کی وفات - ۲۰

سلطان خسرو کے مارے جانے کا سبب اور رضائے شاہجہان ولیعہد

شاہجہان نے محض صلاح وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اول معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار مین لانا چاہئے تا کہ رعیت و سپاہ کا حال پریشان نہو۔ جب توجہ کیجائیگی حقیقت مین رعیت کے سر پر رحمت کا سایہ ہوگا بے شمار خزانہ اور بے پایان سپاہی اور اپنے اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادرون کی گرد فتنہ دور کیجیے۔ اسلئے ارباب نفاق سے موافقت کی اپنی دور ہونے کے سبب سے جو فساد محتمل تھا اسکو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ پرویز و شہریار کی بنا رکار ابھی پایدار نہین ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہین پایا ان دونو کے معدوم کرنے کے لئے سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام مین مصروف ہوا اور محفل کنگاش کی آراستگی مین اور لشکر کے اجتماع مین مشغول ہوا اول خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس مین طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہان برہانپور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنون مین اس گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیا داران دکن سے سب ابواب مین خاطر جمع ہی اور اس قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ برہانپور سے مندو یا اجمیر مین آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو مقامون مین سے کسی مقام مین گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک مین سفر کا موسم ہی سپاہی کو بکیون کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق شرف آفتاب کے روز برہانپور سے مندو کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ مین افضل خان و حکیم عبد اللہ و قاضی عبد العزیز دکنی تینون مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادل خان کی افواج کی تنبیہ و ربالاگھاٹ مین تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل کرکے اور راجہ بھیم چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد او

روانہ ہونا شاہجہان کا برہانپور سے بصوب قندھار

پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے
بھیجکر زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ
یہ ہی کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس ورود
شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور بارہوی بہشت سنہ جلوس قلعہ مذکور
مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین
مالوہ سی عبور کرنا مشکل ہے۔ حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھ کر یہان
توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا
انصرام اس کشور کی طرح نہین ہو سکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کی قریب
فاصلہ ہی اور اس سرزمین کی منزلون مین جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو
اس لشکر کلان کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے ہیں
بادشاہ سپاہی منش و مصاف دیدہ ہے بکرر روم اور اوزبک کے روبرو ہوکر غالب آیا
ہے۔ ناچار اُدھر کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ
صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جوکی جاگیر مین مقرر
ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی مہیا ہون
اور خزانہ بھی زر بہت سا سرانجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرے اور
اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش و کمی
مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو تملیات لشکر کا سررشتہ میرے اختیار مین دیا جائے
یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کے ساتھ
دلخواہ سرانجام پائے۔
مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نورجہان بیگم اس پر مطلع ہوئی ان ملتمسات مین سے
ہر ایک کو نامناسب وقتون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ
بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی

اور حصار و میان دواب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ
مین مقرر کی اور شدید سزاول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ
و احمد آباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سی جہان چاہیے
اپنا محل و اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے
ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ سے
باہر نہ جاے ۔

نورجہان بیگم رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے آخر سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہ جہان بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر
جسکے اسکی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب باتون سے آنکھین
بند کرکے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اسکی طرف سے بھڑکاتی
رہی ۔ مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی ۔ اعتماد الدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب
مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور
اسکے توابع مین حکومت کر چکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار
کا اتالیق مقرر کیا ۔ بادشاہ سے بیغرضانہ تقریر دلپذیر کرکے شاہجہان کے گماشتون
کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کرکے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرایا ۔ اور اس باب
مین دو تنخواہون کی گفتگو کو بند کرایا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کے وکیل
میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کر دی اور اسکو شاہجہان پاس جانے کی اجازت
دیدی غرض ایکدفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اوٹھا دی کہ کسی طرح الفت و
موانست و صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون امرا سردارون کو
شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہجہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

حال تہا محل میں ایک شاہزادی سے اوسکا بہناپا ہوگیا - اوسکی لڑکی جسکا نام مہرالنسا
(نور جہان) سیانی ہوگئی تھی - اوسپر حسن خداداد قیامت کا بہرا اسپر ادا و انداز غضب کا -
سب محل کی عورتیں دیکہہ کر کہتی تہیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار
کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تہا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی - ایکدن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں مینا بازار میں
اودہر سے جاتا تہا اودہر سے مہرالنسا (نور جہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتہہ
میں دو کبوتر تہے اوسنے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لیں پہول توڑ لونگا - اوسنے
کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا - اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا -
جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا - اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا
کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا - شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا - اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا
کہ اس طرح - اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چہڑکا - جب ماں کو ان چہیڑ
چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا چہوڑ دیا اور جس بیگم سے بہناپا تہا
شکایت کی - اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی - بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت
سمجہایا کہ شہزادون کو بہلے مانسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے
اور مہرالنسا کے ولیون کو کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کر دیں اور شاہزادہ سے
اوسکو الگ تہلگ رکہیں مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب
میں کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ
شاہ ایران کا داروغہ - وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان میں
خانخانان کی خدمت میں آیا وہ جوان سپاہی کار طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے
حال پر متوجہ ہوا - اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا - اوسنے خانخانان
کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی میں کارہا نمایان کئے - خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو
کیا - بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا - اور مہرالنسا کی شادی

اوسنے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرازون
کی جہوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگاری
پر خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی جہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی بیگ
رہا اور پہر اپنی جاگیر میں چلا گیا جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پہر عشق کا زخم ہرا ہوا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بہیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ
نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بھگا دیا۔ پہر ایک شیر سے
تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب یہ وار نہ چلے تو ایک
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری و چغتہ کی
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان میں جا بیٹھا۔ خافی خان لکھتا ہے۔ بادشاہ نے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بہائی سے زیادہ عزیز جانتا تہا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا
رخصت کے وقت یہ شیر افگن خان کے باب میں چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے
نوشتے سے ازروے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی اسی دن سے غیرت کے
مارے نے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور بحسب ظاہر یراق باندہنا بھی
چھوڑ دیا جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور
نوشتے بہیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت
کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بہیجا۔ شیر افگن جریدہ نیمہ آستین
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کر کے چند معدود آدمیون کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان
کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تہے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوے۔ پہر گفت
و شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی
توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے پیچہ کہ زیر آستین

حمائل تھا کھینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیاں گھوڑے سے نیچے گر پڑیں چاہتا تھا
کہ وہ باہر بھاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کھاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکھتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخمہاے کاری جان ستان لگے تھے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گھوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گھر کے دروازہ تک نہ پہنچا
مہر النسا کی ماں عاقل و ہوشیار تھی اوسنے یہ دیکھ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کردیا اور ادھر ادھر روانی
پھیلی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے میں ڈوب مری - اب شیر افگن خاں کے
گھر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے - شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا - اگر یہ روایت سچ ہو تو اچھا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا - اب اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ اوسنے
بادشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تھا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹھیرا سارا
گھر بار ضبط ہوا - مہر النسا بھی قید ہوکر بادشاہ پاس پہنچی گئی - اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا
اور کھلم کھلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہو گذرا - اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے - اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے - اس جواب کو سن کر بادشاہ کے
دل بھی اوس سے اچاٹ ہوگیا غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا - ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے - پھر عشق کی دبی آگ سلگی - مہر النسا بھی آخر کو پسیج گئی - اور سمجھ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب اونکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نورمحل کا اور پہر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہیں مگر نورجہان کے آگے سب کا چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت و جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا امورات سلطنت میں جو اختیارات اوسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کھدا +

در جہان گشت بفضل اللہ ہمدم و ہم راز جہانگیر شاہ

خطبہ مین اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا اوسارے کاروبار امور ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لحظہ و دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جس وقت دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹہتی جب ہاتہی پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چندروز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا کہ میں سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہون اس عاقلہ او فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امرا مغلیہ میں ابتک رواج رکہتے ہین زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما تہے منسوخ ہوگئے مگر بعض بلاد ہندوستان میں شیخ زادون اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر میں عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا ہے اور چاندنی راتون میں ایک خاص نمود رکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے۔ غرض وہ زیور و پوشاک بنا و سنگہار۔ گہر کی آرایشون میں نئی نئی ایجاد کرگئی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ تُوزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا ہے۔ بہاری باؤ کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادنہ کہ جسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہو جاتے ہیں اوسنے اپنی دانائی سے اپنے نام پر نورمحلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو بشاہ و گدا کے کام میں آتے ہیں ورنہ زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے اعزا کو اوسنے موذوی ہے اسقدر فیض رسان تھی کہ ہرسال بے سروسامان مغلوں کی جماعت کثیر کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں روانہ کرتی تھی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور زادِ خرچ اپنی سرکار سے دیتی تھی اور کدخدا کرتی تھی۔ اوسکو گھر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تھا کہ عرائض کے زربفت کے خریطے جو آتے تھے اونکو جوڑ کر ہاتھیوں کی جھولیں بنا لی۔ گھوڑے پر سوار خوب ہوتی تھی۔ شکار ایسا کھیلتی تھی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است — در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تھی اور مخفی تخلص کرتی تھی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزار داستان تھی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تھا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکھا اور نورجہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑھا ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + تو نورجہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑھا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدرشناس تھی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تھا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے کچھہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکھا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوس کے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا — بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہاں شدم چوں بوئے گل در برگ گل — میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر
شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بھی بیگم کی تصنیف سے ہیں +

دل بصورت ندہیم تا شدہ سیرت معلوم
بندہ عشقیم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما
ہول ہجران گذرانیدم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کر دی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کر دی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھکر جو دن رات بادشاہ رنگ رلیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرا دیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوئی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہان کو علامہ زمان گذری ہے۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت در ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوتے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خان کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع رکہتا تہا قوی کیا۔ ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

نور جہاں کی سازش کرنا اور اوسکا فساد +

دوم ماہ صفر ۱۰۳۲ھ کو مرزا اسد سے سنا کہ خاندوران خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب وقار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار و پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

کا اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون و سکنہ تھہ نے خصوصاً کل قزلباشون کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گہرون کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانون نے اپنے کوٹہون اور گہرون پر سے تیر و تفنگ چلا کر روشنائیون کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جو اونکا معتبر سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب سے آدمی جمع ہو کر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کرین وہ پریشان و ہراسان ہو کر باہر چلے گئے۔ قریب اسّی نفر کے انمین مارے گئے۔ دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ مین اوسی دن اس خبر کو سُنکر شہر مین سویہر کو آگیا۔ اور دشمنون کے تعاقب مین دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہو گیا تہا اسلئے کچہہ کام نہ کر سکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیج خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم ۷ امحرم ۱۰۲۱ھ (۱۰ مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے اسکے کہ حقیقت جنگ مرقوم کرون خصوصیات بنگالہ کی چند سطرین لکہتا ہون اقلیم دوم مین بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر چاٹگام سے گڈہی تک چارسو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کو ہہار شمالی سے سرکار مدارن تک دوسو بیس کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہان کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادہ اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیان نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد مین فتح ہو گیا تہا جب مین بادشاہ ہوا تو سال اول مین مین نے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک مین حکومت و دارائی کرتا تہا اپنے پاس بلا لیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی مین شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کو بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تہا

نوروز ہفتم +

جنگ بنگالہ +

بہ سبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جا کر اسکا متصرف ہوا اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہوا اور اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بیمار رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ اعتراض کرتے تہے کہ وہ خردسال و رکم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی منظور نظر حق میں آئی اسکو میں نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا عجب اتفاق اس ولایت کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا . ابتک کسی کو سطرح کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا - اوسکے کارہاے نمایاں میں ایک کام عثمان افغان کا رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور وہ دفع نہ ہوا تہا ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بہیجنا چاہیے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست و نابود وہ کرے - ابہی اسلام خان پاس شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان و سید آدم بارہ و شیخ اچہے برادرزادہ مقرب خان و معتمد خان و پسران معظم خان و اہتمام خان اور امیروں کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا - نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا - میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمینداری رہنمونی کے لئے ساتہہ کئے - جب لشکر عثمان کے قلعہ و زمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کے لئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرکے سبب بغی طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے - وہ غرور کے سبب اس تمام ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلا ان باتوں کو نہ سنا جدال و قتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل وجہہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی - روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت
خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیج دیا کہ آمادہ جنگ
رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا - مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت
لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا
ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع
ہوئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا - اگر ہم شکستہ و ریختہ
اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہنچ سکے گا - اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو
فرصت میں قلعہ میں پہنچ جائیں - آدہی رات گئے عثمان مرگیا تیسری پہر اوسکو
اوسکی جسم بے جان کو اٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھہ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ مین
چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے
اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے - مگر سپاہیوں کی ماندگی اور
مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخواری کے سبب سے آگے جانے
یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے - اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی
لے کر آگیا - اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے
عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک
فوج تازہ زور کے ساتھہ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر
پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت
باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول
دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کریں - شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت
دولت قول دیا - دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بھائی اور خویش سب شجاعت خان
پاس آئے اور ۴۹ ہاتھی پیش کیے - شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۲ صفر کو
اسلام خان پاس لایا - اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب ششہزاری ذات

سرافراز ہوا۔ اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا۔

۱۶۔ ماہ فروری کو مقرب خان کہ جو محرم قدیم الخدمت تہا بندر کہمبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکھے تہے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تہا بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہیں دیا کہ انکی صورت کی تصویر کہینچیں۔ یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بہی لکھا اور جہانگیر نامہ میں انکی تصویریں بھی مصوروں سے کھچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو دلیپ کا باپ رائے رایان سنگہ مر گیا تہا اوس کے ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی۔ لکھمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تہا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جسمیں نافہ بندہ تھا اور کھانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

۱۰۲۲ھ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں انکی مکافات ہو جائے۔ اوسنے یہ تجویز کی تہی کہ عبد اللہ خان حاکم گجرات ناسک اور ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتہہ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امرا کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تہی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تہی اور جانب برار سے یہ مقرر تہا کہ راجہ مانسنگہ و خانجہان و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور یہ دونو فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہوتیں تو

ظن غالب تھا کہ فتح ہوتی عبداللہ خان جب گھاٹیون سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا مقید نہ ہوا کہ قاصدون کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرار داد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا ۔ بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کر کے اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں وہ سکے ہی نام پر فتح ہو اور بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی خبر بھیجی ۔ یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو ۔ گیارہ ہزار سوار جنمیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تھا اوس کے پاس تھے ۔ وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا ملک عنبر کو عبداللہ خان کی خبر پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب مدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بھیجا آ بھیجدیا ۔ اور توپ خانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا ۔ اس دیار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تھا ۔ اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تھا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبداللہ خان کے مقابلہ مین تعین کئے ۔ قزاق بشیوہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑھے اور اُسکے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبداللہ خان کی فوج کے اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوئے ۔ اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہیں بائیں طرف بے خبر آکر دستبرد نمایان کرتے چارپائے کہیں جہان ہاتھ لگتے چھین کر لے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے اور کوچ کے وقت شتر بار بقطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کر لے جاتے ۔ روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر قوت پکڑتے جاتے تھے ۔ یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبداللہ خاں کا نصف لشکر تلف ہو گیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی ۔ زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا ۔ کوئی دن نہ ہوتا تھا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو عبد اللہ خان نے عاجز ہوکر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی
ہواخواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر مستعد
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھہ آئیں اور تلافی کریں - اسلئے ناچار مراجعت
کو قرار دیا - اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا - دکنیون کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تھا اسلئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تھا لشکر شاہی
فوج کے ساتھہ چنداول بنایا گیا - دکھنی ہر طرف سے فوج فوج آکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر لیے جنبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے
اور گاہ و بیگاہ غافل و ناگاہ پھیر پر تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے - اور اندھیری راتون میں داہنے بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخر کار دس بارہ
ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا - علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا - حبشے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے - ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور [illegible] اوسکے علاج [illegible] واسطے معین کئے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک [illegible] نے کہا کہ فتح
آسمانی ہست تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی ہست مگر [illegible] ہست - مخالفون
نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت شورشین [illegible] - اگرچہ موجب
حکم کے سرداران برہان پور عبد اللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر پاکر [illegible] دولت آباد کے
عازم ہوئے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبد اللہ خان کی رفاقت سے راضی نتھے اور عبد اللہ
خان نے بھی اونکو خبر نکی تھی تو وہ کچھ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلے [illegible] اونہون نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی اور [illegible] شاہزادہ [illegible] گئے عبد اللہ خان گجرات چلا گیا
بادشاہ کی رائے صائب [illegible] ہوتی ہے کہ اگر [illegible] سردار اتفاق سے بے نفاق
کو کارفرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہوجاتا لیکن نوکرون کے رشک ور عدم اتفاق سے
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم ارادہ کے مانع ہوئے اور ابو الحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا اوسکو بھیجنا چاہیے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہ رائے دی۔ غرض خانخانان کو اور خواجہ ابو الحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیوں نے امراء دولتخواہ سے صلح کی باتیں کرنی شروع کین۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلا دوں۔ جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کر دیا۔

آٹھواں نوروز ۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی اور رانا امر سنگہ کو قلع قمع کروں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود اس مہم پر متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ میں آیا۔ دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر میری نظر سے گذرے۔ پانچویں شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر میں داخل ہوکر روضہ کی زیارت کی۔ میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا کے لئے بھیجوں۔ ۶ دی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھ تعین کیا۔ بارہ ہزار سوار اوسکے ہمراہ کئے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر نامزد ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھ اوسنے موافقت کی شیوہ ناستودہ پر عمل کیا جب یہ مقدمہ میں نے سنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام لکھو سے کہ جسوقت تو برہان پور میں تھا تو آرزوئیں کر کے اس خدمت کے لیے مجھسے التماس کرتا تہا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا۔ اور مجالس و محافل مین مذکور کرتا تہا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا تو غازی ہو نگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو بجانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تہی اوسکا سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو تے لکہا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس مہم کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے عرایض مین معقول وجوہ بیان کر کے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری راے اور تدبیر کے موافق عمل مین آئے ۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے پانون کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے۔ اس مدت میں بابا خرم کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاروانی کے اعتماد پر اوس کو بہیجا ہے تو تجھے چاہیئے کہ نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے ۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل نہ ہووے ۔ اگر ان باتون کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھے گا ۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں۔ مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھہ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل قرارواد سے باز نہ آیا جب بابا خرم نے دیکھا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے ۔ اوسکی نگاہداشت کر کے عرضداشت کی کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ خسرو سے نسبت رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے میں نے مہابت خان کو بہیجا کہ جاکر اوس کو اودیپور سے لے آئے ۔ محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ مندسور میں جاکر اوس کے فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے ۔ ۱۲ کو فرزند بابا خرم کی عرضداشت آئی کہ فیل عالم گمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا ہے اور عنقریب انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

۹ صفر ۱۰۲۳ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۵ کو

بھیجی نوروز اور رانا کی اطاعت +

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خان اعظم کو آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار مین نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ مبادا مہم رانا مین بسبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔ اسلیئے مین نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ میں بطرق بندیون کے نہ رکھیں بلکہ اسباب راحت و آسودگی اور کھانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رہین مہم کے تھینے میں خوشخبریان متواتر آئیں اول خبر یہ تھی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے تئیں شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکھن کے بعض کو مکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوئے۔ شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ مین داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سواروں کے ساتھہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ و معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بت خانون کو جہان پائے مسمار کرے اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال میں کوشش کرے اونکی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑو نبر جو مخالفوں کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہہ نے ایک قلب مکان مین آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوس کے متصل بنائے تہے اور جب چتور کو چھوڑا تہا ابتک رانا یہین سکونت رکھتا تہا۔ اب وہ اسے چھوڑکر دشوار گذار پر اشجار کوہستان مین بطریق فرار چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودے پور مین آیا اور اطراف ملک میں چار فوجیں متعین کیں اور رسد کے بندوبست و رسد کے بہیجنے کے لیئے جہہ تہانے مقرر کیئے۔ رانا کے سردارون کے ساتھہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار ہوئی خصوصاً بتخانون کے مسمار کرنے میں جنکی حفاظت میں راجپوت ایسے جان توڑکر جم کر لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایکرات کو فوج کوہ نورد

ساتھ لے کر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا - اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے ہمراہیوں نے راجپوتوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا - بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہو گئے - اسی ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ و دلاور خان کاکر کو بکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور لشکر اسلام کو تقویت ہوئی - آب و ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور نامی نوکر تلف و بیمار ہو گئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کار پردازوں اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن اپنے خانو کو بھیجکر شفیع جرائم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا و اجداد کے طریقہ کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی پیشکش کے ساتھ نذر دیے - شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع دو فیل اور پچاس گھوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیوں کو عنایت کیے اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا - پھر رانا نے اپنے بیٹے رانا کرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا - بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا - اور بادشاہ نے کرن کو کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کوہستان میں اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا - اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم کے سبب سے حاصل ہوئی - یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی - خان اعظم تو اس پاس سے چلا آیا تھا - اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی - وہ اپنے دادا جان کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب انا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکے گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادوں کو خراب نہ کرے - پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا
حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔
سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں اپرتگیزون نے
بے قولی کر کے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں
تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کر کے انکا مال متاع سب چھین لیا۔
بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تہا اوسکو تدارک اور تلافی
کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (وارزیح) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچا
تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر رند کو میں پرتگیزون اور انگریزون کے درمیان لڑائی
ہوئی۔ اس بندر مین انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے
پرتگیزون کے اکثر جہاز جلادئے۔ ناچار تاب مقاومت کی نہ لا اور گریزان ہوئے۔ بادشاہ گجرات
کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے
آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کھڑی کر دی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون
نے عنبر کے مارنیکا قصد کیا تہا وہ گھات لگاکر عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکو ایک ناقص زخم لگایا عنبر کے
کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گھر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ نہ رہا تہا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی
کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال مین دردسر و تپ میں مبتلا ہوا تہا۔ نور جہان بیگم نے مسیحائی کی کہ ان امراض
کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ
باطن میں معتقد و حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تہا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجہتا تہا ایسے ہی ظاہر
میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک دانہ مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص
نے بھی اوسکی تقلید کی انکو ۳۰۰ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے
واقعات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ
سورج سنگہ کا وکیل گوبنداس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بسبب نزاع دنیوی مار ڈالا
کشن سنگہ برادر زادہ کا چاہتا تہا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے وکیل سورج سنگہ

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگہ مع اپنے برادرزادہ
کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑہ گیا۔ وہ سورج سنگہ کی بنا پر
رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگہ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم
مین غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگہ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور
راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگہ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مارڈالا۔ کشن سنگہ
کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ
شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگہ نے کیا اور دولتخانہ کے
دروازہ پر آیا اور جہروکے کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان مین
بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۲۴ھ کو حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا۔ جشن
نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات سوار
سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اوس کو
سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تھا۔ اوس کی عمر اس سن مین ۲۴ سال کی
تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہو چکی تہیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی
آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور
بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجھکو شراب پلاتا ہون اور اجازت
دیتا ہون کہ جشن کے دنوں میں اور ایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال
کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے
پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکھی ہے

می دشمن مست و دوست ہشیار است	اندک تریاق و بیش زہر مار است
در بسیارش مضرت اندک نیست	در اندک او منفعت بسیار است

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی ہے مینے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تہی
لیکن ایام طفولیت مین دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤن نے اوراطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب وآب مین ملاکر کھانسی
دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تھا - اِن دنون مین کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لئے گیا تہا - تو قلعہ اٹک مین کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے مین ٹھیرا -
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہان وہ شراب دار توپچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمایئے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہوجائے گی چونکہ ایام جوانی تہی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تہی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گہر میں جاکر شربت کیف ناک لائے - حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالے کے چہوٹے شیشہ مین بہیجی اوس کو مین نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑہائی یہانتک کہ پہر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تہا اور میری خورا ک نان و ترب کے ساتھ ایک مرغ تہی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تہی کہ مجھے منع کرتا - یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تہے
جب یہ حال ہوا تو مین نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوس نے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا - اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیرین عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھہ میں اثر کیا اور مینے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا - مین نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا ہر روز
کم کرتا جاتا تھا سات سال تک کہ چھ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہوں اوس سے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہوں۔
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شبہا متبرک ہے اور
روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونوں کا لحاظ کر کے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذاروں اور منعم حقیقی کے شکر میں
تقصیر کروں اور روز پنجشنبہ و روز یکشنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا
اور اوسکو عزیز رکھتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھ رتی افیون پانچ
گھڑی دن چڑھے اور چھ رتی پہر رات گئے کھاتا ہوں +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبریں آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے
زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا سولہواں سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی
رفتہ رفتہ وہ شکستیں کھاتا اور پریشانیاں اوٹھاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا۔ اوسکے
اطراف کو خاندوراں خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کیں جب اس کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتوں کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
میں چراتا تھا اور خود بھی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کریں خاندوراں خان کو
یہ خبر پہونچی تو سوار اور تفنگچی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیوں کو ایک معین شب تعین کیا
کہ حوالی چرخی میں جا کر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جا کر رات کو پناہ گاہوں میں پنہاں ہوئی

احداد افغان +

اور دن کو خاندوران خان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے اور احداد اپنی جماعت کے ساتھہ کمین گاہون سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خاندوران خان ہے تو اوسنے متلاشی و مضطرب ہو کر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ مین تھے اونکو بھی سر راہ لیکر حملہ آور ہوا۔ دو پہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخر الامر افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑون مین وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دو بارہ اس ابنے محکم جا مین نہ جاسکا بالضرورت قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون مین جا کر انکو جلا دیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کا کریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان مین رہتا تھا طائفہ ہنود کے فقرا میں سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھہ کھینچ لیا ہے اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ میں مین نے نہین دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ مین تجھے دونگا اور اوسکو قران کی قسم دی کہ تو مجھہ سے مانگ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت کیجئے اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھہ کا لکھا ہوا جو نفائس روزگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو ایسی سلیس عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں قران کا لفظ بلفظ فارسی مین ترجمہ

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مقید نہ ہو اور جب تمام ہوجائے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور برار میں سردار فوج تھا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رائے اور بابو کانٹیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہوکر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لئے اور دو روز دیگر کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا مجمل داد خان و یاقوت خان و آتش خان و دلیر خان و دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو محالات میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہوکر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرکے آخر ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سُننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبہ سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھ کروہ کا فاصلہ تھا اور ایک نالہ اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تھا اوسنے پیش آہنگی کرکے میدان جنگ کی جائے سر راہ نالہ پر گل اور لائے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز وہاں پر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب میں جابجا فوج کو بکی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہاء آتش فشان اور شمشیرہاے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیوں نے بھی

دور ورنیں اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی۔ ضرب گولہ و تفنگ و صدمہ بان اور تیر سے
دکہنیوں کے بہت سے سردار بے سروپا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل کے
کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایکدوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے
جو پانی میں پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیہ الہی جانتا تھا۔ جو تیر کھی اور تازی گھوڑون کے
لگتا تھا وہ چکر کھا کر جار یا ہوتا تھا اور اپنے سوار دوپا کو نیچے ملتا تھا جو فوج دکھنیون
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پہر جاتی تھی بادشاہی
فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاوروں کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایکدفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان ہزیمت ہیجائے۔ مگر
شہ نواز خان اور یاقوت خان سیل روان کی طرح عنبر کے مقابلہ مین آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور
تین کسوا ونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جواب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک
اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت
کی شہ نواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے+

تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تہی ابراہیم خان
کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے
اس میں ایک رودخانہ جاری ہے جسمیں سے ایک روش خاص سے الماس نکال لیتے ہیں اور نکالنے
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنوں میں گردابوں و آب کندون میں پانی کم ہوتا ہے تو

جس گوراب میں الماس ہوتا ہے اسپر بہت ریزہ پرند جانور پشہ کی قسم کے جسکو ہندی مین جھینگا
کہتے ہیں ڈھیرون جمع ہوجاتے ہین رود خانہ کے طول میں جہانتک جاسکتے ہیں دیکھہ بھال کر
وہ لوگ گوراؤں (جن سوراخون میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہیں)
کرتے ہیں پھر بیل (گدال) اور کلندان (پھاوڑے) سے گوراؤن کو گز ڈیڑھ گز نیچے لے جاکر
اونکے گرد کھودتے ہیں جو سنگ و رنگ ریزہ نکلتے ہیں ونہیں تلاش کرکے چھوٹے بڑے الماس
نکالتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پارچہ الماس ایسا ہاتھہ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکھہ روپیہ اوسکی
قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف
تہا۔ ہرچند صوبہ بہار کے حکام اسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب راہون کے استحکام اور جنگلوں کی
کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے۔ اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے جب
صوبہ مذکور میں ظفرخان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے
کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے۔ ابراہیم خان بمجرد اوس ولایت
میں آنے کے جمعیت کے ساتھہ زمینداروں کے سر پر چڑھا۔ اونہون نے بدستور سابق آدمی
بھیجکر چند الماس اور چند ہاتھیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
اسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے
راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ دره کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور
درجن سال کے تفحص میں آدمیوں کو بھیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتوں کے ساتھہ
پایا جنمین سے ایک اوسکی ماں تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تھی۔ اُنکو
اوسکے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تھے ہاتھ
لے لئے اور تیئیس ہاتھی بھی ہاتھہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خاں کا منصب
چارہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف
مین ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بھیجدیتے
ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بھیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی۔ اسی سے احتمال ہوتا ہے

کہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جاینگے +

گیارہوان نوروز اول ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۶ء حسب معمول جشن ہو + بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبد اللہ خان صوبہ دار نے رویداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گہر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبد اللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کر کے لاے عبد اللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا خود روانہ ہوا۔ دیانت خان سے رستہ میں ملا وہ پہر اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا۔ بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پہر مرزا خرم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا۔

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام مین وبائے عظیم پھیلی پرگنات پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور مین سرایت کی۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے پہر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب مین دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی۔ بہت سے دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا۔ وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مرجاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحراے عدم میں چلے جاتے۔ اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا۔ اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا۔ لاہور کے گھرون میں دس دس بیس بیس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر میتون سے بھرے پڑے مقفل رہتے۔ جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا۔ کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا۔ پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی۔ کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مرگیا تھا اوس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا۔ دوسرے روز درویش مرگیا۔ جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گاے نے

بارہویں نوروز ۱۰۲۵ جلوس

وبا

کھایا وہ مرگئی اور جن کتوں نے اس گاے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈہیر رہے غرض ہندوستان کا
کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں ہا جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی
اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں بنا رخ نہیں دکھایا اس کا
سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور
او ر برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی وکمی بارش کے سبب سے ہوا میں
عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ
تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کی حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے روپیہ چرایا
چندروز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور
کچھہ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھہ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں بڑی دلیری
کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہئے ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے
پانوں تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں بادشاہ
نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدمست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا چند مرتبہ
فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تہور پیشہ نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست دیکھہ چکا
اپنے پانوں جماکر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا
جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری ومردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں
تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔
یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی سعدی نے یہ سچ کہا ہے کہ ؎

	گرچہ با آدمی بزرگ شود		عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	؎

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھہ میں سوار ہو کر نکلا جسمیں چار گھوڑے جتے
ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھہ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں۔ شام کو موضع دیورائی
میں پونے دو کوس چل کر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

قصد سے شرق کو جائیں تو فیل دندان دار پہ سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ
پر- اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین- اور اگر جانب جنوب مین تو رتھہ مین سوار
ہون - جہانگیر دہ دن کم تین سال اجمیر مین رہا- جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے
ہوا اسکی قریب اعتدال ہے مشرق مین دار الخلافہ آگرہ وشمال مین قصبات دہلی جنوب
مین صوبہ گجرات مغرب مین صوبہ ملتان ودیپالپور- یہ ولایت ساری ریگستان ہے- اس
زمین مین بدشواری پانی نکلتا ہے- کشت کار کا مدار بارش اور تر زمین پر ہے- اوس کے
زمستان مین اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملایم ہے- اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار
اور تین لاکھہ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہین +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا- راہ مین شکار کھیلتا- کشتیان اوس کے
ساتھہ چھکڑون مین لدکر چلتی تہین جہان کہین تال جہیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھکر
آبی جانورون کا شکار کھیلتا جب راہ مین وہ اودیپور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملازمت
مین آیا- نذر دی خلعت پایا- قلعہ رنتھنبور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تھے
رہا کیا- بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لا
گڑہ کی انتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
ندربار تک ۲۳۰ کوس او سکے مشرق مین ولایت مانڈو وشمال مین قلعہ نرور جنوب مین
ولایت بگلانہ غرب مین صوبہ گجرات واجمیر- یہ ولایت نہایت پرآب وخوش ہوا ہے
پانچ دریا سوا نہرون وندیون وچشمون کے اسمین جاری ہین- دریا یہ ہین- گوداوری
بھیما- کالی سند- سپرا- نربدا- ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے- اس ولایت کی زمین اپنی
اطراف کی نسبت بلند ہی- قصبہ دہار مین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دفعہ انگور
لگتے ہین اسکی کشاورز ومحترفہ بے سلاح نہین ہتے- اس ولایت کی جمع ۲۴ کروڑ ستر لاکھہ
دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو
پیادے ایک سو زنجیر فیل کے ساتھہ نکلتے ہین +

جہانگیر کا جانا اور مالوہ کا حال لکھنا ہے +

اجمیر سے مانڈو ۹۰ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طی کیا ۴۶ کوچ اور ۷۸ مقام۔ ان چھیالیس کوچون میں حسب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوئیں جو تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان مین درخت سبزہ کثرت سے ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا ہو اس سفر مین ذرا تکان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈو کا حال بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ اور تیس لاکہہ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں برپا ہر جا ہیں اون مین ابتک کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ۱۴ کو میں ان عمارتون کی سیر کو گیا اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں۔ یہ عمارت بڑی کشادہ اور عالی ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے۔ پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد وازل نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھہ سے باپ کو دیا اور کہا کہ اس کو آپ پیجیئے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھہ یہ زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو مین نے دولت و عشرت و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب یہ میرا بازپسین کا زمانہ ہے امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر حساب کرکے اوس سے بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہکر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان [illegible] کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا باوجود

حیوان طبعی کے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیر کی قبر پر لکڑیان مارین
مین بھی حسب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لائیں اوسکی قبر پر مارین اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ
بھی اس قبر پر لائیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
اوسکی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین لیکن پہر مجہے یہ خیال آیا کہ آتش تو
انوار الہی مین سے ایک نور ہے حیف ہی کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتہہ آلودہ ہو
مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے خود
استخوانون کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین ایام حیات مین طبیعت میں
حرارت غالب تہی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تہا اب ایک سو برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی قراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا
قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تہے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تہا وہ استراحت مین تہا بندوق
خاصہ فتیلہ روشن کے ساتہہ مسند خاص پاس رکہی ہوئی تہی۔ نورمحل مع دو تین خواص کے برسم
پرستارون کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تہیں اس اثنا میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید تہی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان
اس فن سے عاری تھی۔ جوہین شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق جہکا کے
شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ
شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی
خوشی بندوق ہاتہہ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے
کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
تشنیع کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تہی
اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لیئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونمین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت و سخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نور جہاں پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نور جہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تہوڑے دنوں میں اوسکی مشق کر لی - آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا -

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتداء سن تمیز سے اتبک جو شکار کیے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلیئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان حلہ و فعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کر کے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تہی اس سال ۱۰۲۶ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے سامنے ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اور اُن مین سے ۱۷۱۶۷ شکار خود بندوق وغیرہ سے مینے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

شیر	۸۶	ریچھ چیتہ - لومڑی - اودبلاؤ کفتار	۸۸۹
جہاگودن	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ چینل - بزکوہی وغیرہ	۱۶۷۰
نیل گائے	۹	قوچ و آہوے سرخہ	۳۱۵
بھیڑئے	۶۴	گاؤمیش صحرائی	۳۶
سور	۹۰	زنگ	۳۶
قوچ کوہی	۲۲	ارغلی	۳۲
گورخر	۶	خرگوش	۲۳
	۳۱۲		۲۸۹۱

کل میزان چوپایوں کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر ۱۰۳۴۸ کلنگ ۳ جگر ۲ غلیواز چغد قوطان موش خور ۷۹

ابابیل ۴۱ کنجشک ۵ / ۴۸ الو ۳۰ / ۳۲ مرغابی ۱۵۰ / ۲۲۹

زاغ ۳۲۷۶ / ۱۳۶۶۵ میزان کل ۱۳۹۵۴ گرجھہ ۱۰ میزان کل ۱۷۱۶۷

جہانگیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کھیلا نہ اوسکو آبی جانوروں کے مارنے کا شوق ہوا۔
جب بادشاہ کے حسب لخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرگرمی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیا
شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر
بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت
کو نظام الملکی و عادل خانی وکلاء کے ساتھ جو اس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس
بطریق سفارت بھیجا اور اونکو فرمان لکھا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکھے کہ

یکے نور صلح و یکے نار جنگ	دو شعلہ زنگ یک شمع دارم بچنگ
ولے نار خشم بود خانہ سوز	بود نور صبح شبستان فروز

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائیں عادل خان نے کہ جب وہ آئے اطاعت قبول کی
اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازموں نے چھین لئے تھے واپس حوالہ
کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کے باب میں جیسا کہ لکھنا چاہئے تھا اوسنے لکھا

اسی سال میں یہ خبر بھی آئی تھی کہ قدم بیگانہ بیگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ
و فرمانبردار تھا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکھتی تھی تھوڑے توہم سے اوسنے
اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور سر تھانے میں اپنی
جماعت کو بھیجا۔ جہاں وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہاں کے آدمیوں کو غفلت کے
سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب سے
کوہستان افغان کے درمیان ایک دنگا مچ گیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونوں
بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں محبوس کیا اور افغانان بیگانہ بیگانہ
نے عبدالسبحان برادر خان عالم کو ایک تھانہ میں مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے
چکانے کا حکم ہوا۔

۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۲۶ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۷ کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ
خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر معاف کی جاوے۔ اسلئے

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تھا اسلیئے مین نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بہائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تہا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تہا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بہیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایکدم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکہا ؎

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو　　من از شمع و فا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھہ کر بہیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو　　ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تہا - اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص و تجویز کرکے اوسکی دودکشی بطور سعوط بعض امراض کے لیے مناسب جانی - رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اوسکی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا - عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دودکشی کے آرزومند بہت آدمی ہوے - اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لیئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا - اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کھانے کو ترک کردے مگر تنباکو چھوڑنا اس کو بہت دشوار ہو - جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں گوارا تر ہو اور نرخ اوسکا گران تر ہو ؎

بسیار کسیکہ خواہدش از دل جان　　کمیاب کسے بود کہ اورا کم خواست

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کیلیے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکہا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کٹوا دیتا

یا کچھ اور سزا دیتا ۔

نورجہان کا شیرون کو شکار کرنا +

قراولون نے چار شیرون کو گھیر اتھا۔ میں اپنے محل کے ساتھہ شکار پر متوجہ ہوا
جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون
مین نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو
تیر مار کر نیچے گرایا ۔ ایک پلک مارنے میں ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا ۔ایسی
تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چھہ تیر پھینکے
جنمیں سے ایک خطا نہ کرے ۔ چار درندون کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اس تفنگ اندازی
کے صلہ دینے ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی
نورجہان کو مرحمت کی +

دکن کے باب میں عرضداشت شاہزادہ خرم و عادل خان کا پیشکش بھیجنا +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی
خدمت میں آیا اوسمیں لکہا تہا کہ عادل خان وعنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت وعبودیت
اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اور قلعوں کی
کنجیان جنپر عنبر متصرف تہا ملازمان شاہی کو حوالہ کین ۔اور جو ولایت کہ ہاتہہ تلے سے
نکل گئی تھی وہ اولیائے دولت کے تصرف میں آئی ۔مفسد جو رستکیار کا دم بہرتے تہے عجز و
نیاز سے انکسار اظہار کر کے باج سپار اور خراج گزار ہوئے جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا
اور شادیانے کے نقارے بجوائے ۔سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادہ
کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا ۔اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر
جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تہا ؎

شدی از التماس شاہ خرم　　بفرزندی جہاں مشہور عالم

اس فرمان کے آتے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتہہ ڈیڑہ لاکہہ ہن اور دو لاکہہ روپیہ
کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد وجنس پندرہ لاکہہ روپیہ کی
پیشکش بھیجی ۔اور سفیرون کو دو لاکہہ روپے دئے ۔قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیشکش بھیجی۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئیں کہ کبھی پہلے اب تک کسی بادشاہ پاس نہ آئی تہیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمدنگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی۔ اور اوسکے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لئے مقرر ہوا۔ اور ہر جا و ہر محل مین ایک معتبر آدمی مقرر کئے گئے غرض ہیلکا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوسمیں سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا اا شوال ۱۰۲۶ کو بادشاہ کی خدمت میں وہ حاضر ہوا۔ آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھہ کر اوس کو گلے لگایا جسقدر ادب اور فروتنی مین زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت وشفقت کرتا تہا۔ باپ نے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا شہزادہ نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش دربرد کرتا صرف فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر میں گذرانا۔ بعد اسکے بخشیونکو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھہ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت میں آئیں۔ اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشاہ نے اوپر بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش میں دیا۔ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے پینتالیس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزیں پسند کیں۔ بعد ازان عبدالله خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دیں پھر مہابت خان زمین بوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش میں

جس کی قیمت ایک لاکھہ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی
اجمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکہہ روپیہ قیمت مانگتا تہا - اور جوہری اوسکی اسّی ہزار قیمت آنکتے
تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا - اولٹا لے گیا جب وہ برہان پور مین آیا تو مہابت خان نے
اوسے ایک لاکھہ روپیہ کو خریدا - بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و
سردار خان برادر عبد اللہ خان وشجاعت خان عرب و دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان
بخشی وا ودارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا
اور دولت خواہون کی سلک مین منتظم ہوا تھا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی
جلدو میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ
ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا - اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب
سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا - اور حکم ہوا کہ تخت کے
نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے - اسی شہزادہ کے حال پر
یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی - اور پچاس ہزار
کا خلعت عنایت ہوا - نورجہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھہ روپیہ
خرچ کیا - شاہجہان نے دو لاکہہ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نورجہان کو دی اور ساٹھہ ہزار
روپیہ اور ماؤن کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بلیس لاکھہ روپیہ کی نذریں قبول
ہوئیں غرض بائیس لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا -

جہانگیر نے سُنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکھاتے تھے تو بادشاہ
نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکھائیں ان کبوتر بازون نے چند جوڑے
ایسے آموختہ کیے کہ اول روز مین مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
دو پہر میں ورنہیں ڈیڑہ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

شعبان ۱۰۲۶ ہجری

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانیٹہ
دادا رام اور حیدا اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہوکر شہنواز خان پاس آئے تھے
عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملامتون سے اور ملک عنبر کے فریب سے اونہون نے
بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھاکر اوس کو دہوکہ دیا
اور فریب سے پکڑکر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پھر مار ڈالا - بابو رائے کانیٹہ اور اودا رام
عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز بعد
بابو رائے کانیٹہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ مار ڈالا - عنبر نے اودا رام سے لڑنے کو لشکر بھیجا اودا رام
اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تہا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکھنے
اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولون نے جاکر فیلہائے صحرائی کو دیکھکر
شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکھئے اور
مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا اس شکار کو کرکے دار الخلافہ
میں آئیے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بہ منزل طے کرکے یکم دی کو
تال جہسود (جہنود) میں پہنچا - اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی روہو
مچھلی کا شکار کرکے لایا - بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً روہو مچھلی کا کہ
ہندوستان میں سب قسم کی مچھلیون میں بہتر ہے - اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے
اوسکو یہ مچھلی بھی ہاتھ نہ آئی تھی اوسے کھاکر وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گھوڑا
انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد داہاد (داہاد اصل میں دو حد ہے وہاں سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی
ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور
زمین اور ہے آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانین ہی کچھ اور ہیں جو راہ
میں جنگل نظر آتے ہیں انمیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمر ہندی کے لگے ہیں

کھنبایت کی وجہ تسمیہ

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
یہ سارا ملک ریگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اُڑتا ہے کہ آدمی
کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب گرد آباد رکھنا چاہیے
جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذر گئے ہیں۔ ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا لکھاتے
ہیں وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑپوتے راجہ
ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
آدمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع
اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی طوفان
بلا سے شکستہ ہوا۔ مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
استنبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہو گیا۔
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریائے عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
ہے۔ جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہین اور اس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیئے غرابون مین اسباب لیجاتے ہین
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تھے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کر کے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھکر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تھا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تھا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تھے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے اور
مراجعت کرتے تھے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتھائی لیتے تھے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ کے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کر دیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدھا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ مین ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین لفظ جہانگیر شاہی
۱۰۲۷ اور دور پر یہ مصرع - بزد این سکہ شاہ جہانگیر ظفر پرتو - اور دوسرے رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت ۱۲ جلوس اور دور مین مصرع دوم - پس از فتح دکن آمد
چو در گجرات از مانڈو + کسی عہد مین ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا - طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا - اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ مین
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیوارین بنا دیتے ہین کہ بوجھ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہین تو اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہین اور اوٹھا لیتے ہین
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا - اوس نے سارے بڑے

بڑے شہرون میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو سلونکو گاڑکر ایک بڑی سل لکھہ دیتے ہین بادشاہ مانڈو سے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۲۸ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور اور کھنبایت میں بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۲۱ کوس ہے پانچ کوچ دو مقام میں طے کئے مجملاً اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۴۵ کوس دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۱۴ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازارون کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانین وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانون کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات شاہی خراب و ویران۔

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑلیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو فتح کیا اور وہان کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان بہت لائق جوان تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت سے سرافراز ہوا ولایت اڑلیسہ و گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہان سودے کی خرید و فروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانون کے سوا بنیون نے مکان اونکے رہنے اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑون کے پاس بنیے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلا حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ نے اطراف میں فرمان بھجوادئے کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

اکرم خان و فتح ولایت خوردہ +

سیوڑون کا اخراج +

جب دریاء مہی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا
نام جساتہا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک
گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے
اسکا ملک دریاء شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے اور کار کے وقت
دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے - اوسکی ولایت میں گھوڑے اچھے ہوتے ہیں اسپ
کبھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے - بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تھا اوسکی
نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جائے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو -

جہانگیر لکھتا ہے کہ اتوار کی رات ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۷ کو مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۸ع کو
حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا - اور نیازمند درگاہ الہی کا
تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاوان سال عمر کا شروع ہوا -

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا
ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب اختیار سلطنت ہو گیا تہا - مگر جب اوسکے بعد اسکا
برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان
بیجاپوری پاس گیا تو وہاں بھی حسب مدعا صحبت گرم نہ ہوئی - ایران چلا گیا - باوجودیکہ جواہر
اور اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے
مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے
وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا - پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر
بہت عنایت کی -

بادشاہ موضع سلجا میں آیا جہاں سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ
اپنے بندہاے خاص کے ساتھ شکار فیل پر متوجہ ہوا - ہاتھیوں کی چراگاہ کوہستان
میں واقع ہے اور اس میں فراز و نشیب بہت ہیں - اسمیں پیادہ چلنا مشکل ہے
پہلے سواروں اور پیادوں نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ کے

ہاتھی کا شکار

احمد آباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا - اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لئے نشیمن بنائے - سو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آمادہ رکھی گئین اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے - قوم جرکہ کے ساتھہ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے - یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائیں کہ وہ شکار کا تماشا دیکھے - اتفاق سے جسوقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جا نہ رہی جنگلی ہاتھی سیمہ ہر طرف دوڑے تھے اور اس جانب میں سترہ نر و مادہ آگئے خوف یہ تہا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی ہاتھیون نے آگے جاکر اونکو باندہ لیا - مگر بہت ہاتھی ہاتھہ نہ آئے - صرف دو نفیس ہاتھی بندی مین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہ مین ہاتھی رہتے ہیں اور اوسکو گشس پہاڑی یعنی کوہ کہتے ہیں اس سبب سے ان ہاتھیوں کے نام بادشاہ نے راون سر و پاون سر رکھے جو دیوون کے نام ہیں

بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد میں پہر آیا - گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسے محنت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی - اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن - اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد میں آیا - یہان ان دنون میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تہا - مگر جانون کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے - گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا - اسلئے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تہا - بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا - ہوا اسکی

مسموم زمین اوسکی کم آب سے رنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا - پانی نہایت
ناگوار - رود خانہ کہ کنارے شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے -
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ - سواد شہر میں جو تالاب ہیں وہ دہوبیون کے صابن سے چھاچھ
بنے ہوئے ہیں - جو لوگ صاحب مقدور ہیں - اونہون نے گھرون میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بہر تک پیتے ہیں - ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے - شہر کے باہر نہ جائے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع
اے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا - اب مین نہیں
جانتا کہ کہوستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد - اس مین یہ سب
صفات ہین - اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا سے رہائی پانے مین توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا -
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب کہ مبادا کہیں
اہل رد و تعدی و ستم کرکے خانہ ملکی میں اتر پڑیں اور فقرا اور مساکین کے احوال کے
مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نکی رودیدگی کے سبب مداہنت کرین اور ان
ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جس روز سے اس شہر میں بادشاہ آیا با وجود حدت
و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف
ہے دو تین گھنٹہ بیٹھتا - اسکے سامنے کوئی در و دیوار و یساول و چوبدار حائل
و مانع نہ تھا - وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا ستم پیشیوں کو
جرایم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور
جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا -

بہر نگہبانی خلق خدا ۔۔۔ شب نکنم دیدہ بخواب آشنا
از پئے آسودگی جملہ تن ۔۔۔ رنج پسندم بہ تن خویشتن

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الٰہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹے سے زیادہ
بیہودے وقت کو خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو۔ دوم بیدار دلی یاد حق میں ہو غنیمت ہی کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمیں بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لمحہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باش بیدار کہ خواب عجیبے در پیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹھائی
اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار ہوا۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں فرو
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً و فور ارزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان سے
یہاں کے انواع اقسام امتعہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکھتے ہیں۔ یہاں ہر سال تجار لاکھون
روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلی خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں۔ یہاں خربوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تعہد کیا تھا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کرونگا۔ یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھ دیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار
فتح کردون گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکون میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا۔ ان دنون میں مجھے یہ سوجھی کہ پہلے کسی کو نہ سوجھی
تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلاً ماہ فروردی

ہین جو سکہ تیار ہوا وسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اردی بہشت میں تیار ہوا وسپر ثور کی شکل ور اسطرح جیسا
ماہین جو سکہ تیار ہوا اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سرمین درد ہوا۔ اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدہی رات
کو خمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں
تپ میں تخفیف ہوئی حکیمون سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی
اور پرہیز پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور مین نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں
کہ مین نے ایسے شوربے پیئے ہون امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو
کہانا میرے رو برو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی مختصر تین روز و شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک
رات دن آئی تہی مگر ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش
تہا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تہی۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ بہر یک گل زحمت صد خار
می باید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ؎

ساغر مے بر رخ گلزار مے باید کشید　　ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلایق ہے۔ ابوالحسن
مصور نے جسکا خطاب نادر الزمان تہا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے
دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے
کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصور استادون
کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا
تہا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک
چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو مین بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا
ہے اور اگر ایک صورت مین چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو مین سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ
کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

کان الماس +

خانخانان نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیرالسد کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بہیجی کہ خاندیس کے زمیندار پلچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی دار وغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت ونفاست میں ساری قسم کے الماسون مین امتیاز رکھتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نکیا ندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے کہ وہان ندی مین سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف مین ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر نامہ

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو مینے کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد مین کرکے نسخہا متعدد ترتیب دیکر بندہا خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد مین بہیجون کہ ارباب دولت واصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہوا کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون میں مقدم جانتا تہا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوسکے مطالب کے دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضا جوئی خلایق اور دعاگوئی خلق اوسکو نصیب ہو جیو۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے انیں سے ایک مدار الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصفخان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

حال سبحان قلی قراول +

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تہا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولون مین تہا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہوگیا اوسنے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہوگیا اوس نے

اس نمک حرام کو محبوس و مقید کرکے بادشاہ پاس بہیجدیا۔ اس کے رشتہ دار بہت سے نوکر تہے اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت نے وہ قراولون میں بہرتی ہو گیا۔ مگر وہ بے سبب بہاگ گیا۔ بری شکل سے وہ مقید و سلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اوسنے اوس کے حکم قتل دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تہا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچہہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تہا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تہا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکہو اور مار و نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تہا اسکا دستور یہ تہا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں شہر کے اہل بازار اور اہل حرفہ دکانیں آراستہ کرتے تہے جواہر و مرصع آلات وانواع اقمشہ اور اقسام امتعہ جو کچہہ بازارون میں فروخت ہوتا تہا بادشاہ کے روبرو لاتے تہے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکہی جایا کرین جس سے خوب عمدہ ہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے یہ بہی جہانگیر کا ایجاد تہا۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۶ھ کو احمد آباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا حسب ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پہول نثار کئے۔ روز جمعہ ۲۳ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکہتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس و تیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کہڑا ہوکر زبان حال سے میں یہ کہتا تہا +

خداوندگارا تو نگر توئی	توانا و درویش پرور توئی

بازار کا رات میں لگانا +

روزہ افطار کرانا +

نہ کشور کشائم نفرمان دہم	یکے از گدایان این درگہم
تو برخیز و نیکی دہم دسترس	وگرنہ چہ چیز آید از من بکس
منم بندگان را خداوندگار	خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر یہاں آئے تہے وہ مدد معاش کے خواستگار تہے مین نے اونکے استحقاق کی موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناساز گار تہی حکما نے یہ صلاح بتلائی کہ معتاد پیالہ میں کچہہ کم کرنا چاہئے اونکی صواب دید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چہہ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑہے سات تولہ شراب ہوتی تہی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تہی۔ اب چہہ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چہہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑہے سینتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکہتا ہی کہ بدایع وقایع میں ہے اب سے سترہ برس پہلے الہ آباد میں مین نے اپنا خدا سے عہد کیا تہا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہو گی تو مین شکار اور تیر و بندوق کو ترک کر کے کسی جاندار کو اپنے ہاتہہ سے آزردہ نہ کرون گا۔ مقرب خان جو میرا منظور نظر تہا اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور میں پہنچی یہ پچاسوین سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت حرارت دنجار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تہا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تقسیم پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال وہ بہت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالی کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن تدبیر سے استمداد ہمت کر کے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزردگی بھی رفع ہوئی اپنے تئین خوش وقت اور توانا پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت ہمت فردوسی پاک زاد	کہ رحمت بران تربت پاک باد

جہانگیر نے شراب کم کی۔

عہد خدا سے ترک شکار۔

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جاندار و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکہا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاونگا تو شجاع اچہا ہوگیا - عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی - جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف مین آئی وہ اوسکو انعام دی جاے اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بہیجے - پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنون میں عادل خان خدمات شایستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دسری دی نیکی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی -

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما — آسودہ نشین بسایۂ دولت ما
سوے تو شبیہ خویش کردیم روان — تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریاے بہت پر خواجہ ابو الحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بہیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا -

۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی - اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرہ ہوا میں وہ بخار دخانی عمود کی شکل مین پیدا ہوا - ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا - اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونو سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب و روے بسوے شمال در بہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا - منجمون اور اختر شناسون نے اسکا قد و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آتہہ درجہ فلکی ہے

+ شبیہ خاص جہانگیر و عادل خان والی بیجاپور

+ دریاے بہت کا پل

+ ظہور ستارہ دنبالہ دار

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہے اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت مین کہتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تہا پہر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب و استیلاء دشمنان ملوک
عرب پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم عنداللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ گھڑ دین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی دبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی۔ ہندو کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی دبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
یہ پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک نا اتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سردرختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزوں اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شائستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکھتا ہے کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت و حسن سیرت رکھتی تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتوں کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دیے تا کہ آپ آہستگی سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوس کے دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادمون مین داخل کرون پھر اوس نے باغبان سے پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھ نہیں لیتا ہے بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا اب میں حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جائے۔ پھر اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی سلطان نے کہا کہ اوس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی۔ اس دفعہ بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھہ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا تو آپ کی نیت کچھہ اور ہوگئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور اوس نے فکر کو دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لا وہ پھر گئی اور جلدی سے قدح لبالب بھر لے آئی اور خندان و شادان بادشاہ کے ہاتھہ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی فراست پر صورت حال بیان کرکے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور عدالت کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جسوقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور مستبعد نہیں ہے الحمد کہ میرے زمانہ میں سر درختی کا محصول ایک حبہ وایکدام خزانہ عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جاے۔ خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

جو نیت بخیر است و حیزم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بداندیشی و فتنہ جوئی کے سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسیلئے ناراض و آزردہ خاطر ہی وہ مرگیا۔ جہانگیر نے راجہ باسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہہ مقرر کردیا۔ جب سلہ جلوس میں مرتضیٰ خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو راجہ سورج مل جو اس کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضیٰ خان نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورج مل نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خان کے آدمیوں سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا مرتضیٰ خان نے اوسکی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بہیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع کی کہ مرتضیٰ خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہو جیسے اور اپنے پاس بلا بھیجو شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضیٰ خان کو بلا لیا۔ انہیں دنون میں مرتضیٰ خان مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک ملتوی رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جاے۔ سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بہیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
باتقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوسنے
باتقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتیں
بھیجیں و صاف لکھدیا کہ میری اسکے ساتھ نہیں نبھیگی۔ اور اس خدمت کا اوسے انصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جاے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہو جائے۔ باتقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا۔
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہیں اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہوں کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور بڑے آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے۔ صفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اسسے لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورج مل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھہ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مرواکے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہوگئے اور اسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بھیجا
کہ قلعہ و عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہو جڑ بنیاد سے اُکھاڑی جائیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگہ کو جو بنگال مین اونی

خدمت پر نہا با اکر سورج مل کی جگہہ مقرر کردیا
دوشنبہ ۳ دی کو بادشاہ قلعہ تھنبور کی سیر کو گیا۔ دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک
کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ان دونوں اسمون کو
ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس ہین پانی
بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے
قلعہ فتح ہوسکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا۔ اس حصار ہین ہندوئن
کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے اسمین
ٹھیرا نہیں۔ اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا۔ ہر ایک کی جمعیت حال
اور حقیقت احوال دریافت کرکے بمقتضاے عدالت حکم فرمایا کہ سوا خونی قیدیون کے
اوران قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دئے جائیں
اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا۔

بادشاہ جب سے کہ اپنی دارالخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لئے گیا تھا پانچ
سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا۔ اور ۹ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل
ہونے کے لئے تجویز کی۔

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں مرض طاعون شایع ہے چنانچہ
ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں
یا تہ گلو مین دانہ نکلتا ہے اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوسکا طغیان ہوتا
ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین
کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر
ظاہر نہیں ہوا۔ فتحپور سے آمان آباد ڈہائی کوس ہے۔ وہان کے آدمیون نے اس وبا
کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہیں ناگزیر یہ حزم و احتیاط
کی مراعات کو ضروریات سے سمجہکر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین بہار کی اور فرخی کر ساتھ

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایکدن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تہا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہکر اسکی دم پکڑکے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چہوڑکر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کہولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز دہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا - اور سوزش اور درد کی شدت سے ایکدم آرام نہ لیتی تہی - رنگ اس کا
متغیر ہوا - زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے - اس گھر سے
جدا ہوکر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا محض آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو ہم انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودہوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ - مارچ سنہ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا - اور ایک لاکھ روپئے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیش کش مین دئے - ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی - داراب خان
اسکا بہائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبر سن کے سبب سے
استعفا دیا - چہہتر ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب مین اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریاے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

نوروز چودھوان جلوس ۱۴ +

سڑکوں پر درخت لگانا اور سرائیوں کا بنوانا +

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنون میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے
لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنادیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس
پر ایک کنوان بنائین کہ مسافرونکو آمد و رفت مین آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے
محنت و صعوبت نہ پہنچے اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا جہان محال خالصہ تھے
وہان سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے تعلقہ محال جاگیر میں مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہان
سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافرون اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں
نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار یا پانچ کوس کے اندر ایک سرا
بنادی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا مین متصرف تھی جس سے
خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہوگیا کہ
ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت
لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے مُنہ
پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجون کی دل خراشی
کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کے باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو
جو پہلے نیک فرجام آدمیون نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات
و دہات اور آبادیون کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بدعاقبت انکے ظلم کی شر سے اور
لشکریون کے ارّہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیون کے کام میں آ گئے
اکثر راہ کے اطراف پر ان درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سرا و مقبرون و مساجد کو جو
مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر
بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناء راہ میں متھرا میں آیا۔ یہان جا کر
بندرابن کے بُت خانون کی سیر کی۔ انکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد
میں اجپوت امیرون نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم
نجات نہیں ہوتی ہے

از برون چون گور کافر پر حلل — درون قہر خداے عزوجل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے
بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے
عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤن گا - نورجہان بیگم سے کہا
کہ بندوق لگاؤ - ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا - مگر بیگم نے ایک ہی تیر مین شیر کا کام
تمام کیا - جب بادشاہ اوجین مین گیا تھا تو وہ گسائین جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ
یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سُنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون
سے شہر اجین کے نزدیک گوشۂ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ
ومشغول رہتا ہے - مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُتر کر دون کوس پیادہ
اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گرہ
اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین وہ
جا سکتا تھا اسکا طول وعرض اتنا ہی تھا جسمین یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ
فرش کاہی تھا اس سوراخ تنگ وتیرہ مین گذر کرتا تھا - ایام زمستان اور ہواے سرد مین
باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا
جیسا کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے -

پوشش بار وز تاب آفتاب — شب نہالی ولحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین
مین ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے
اور اونکی درویشی وقناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ
اونکے گھرون مین کوئی آفت وولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ نہ ہوتی کھانے کے

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کفِ دست پر رکھہ کر نگل جاتا چباتا نہتی تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ علم بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھہ گھڑی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہاں ٹہرا ہیں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان مین آئیں۔ حق جل و علی نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھہ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے زمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

داشت لقمان یکی کریچے تنگ ۔ چون گلوگاہ نامے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے ۔ چیست اینجا یکشش بدست دو پے
بادم گرم و چشم گریان پیر ۔ گفت ہذا لمن یموت کثیر

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی

حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھہ سے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارے احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن کو ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

گسائیں جدروپ سے دوبارہ ملاقات +

وزن سیر +

۲۴ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھون مین سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر لطف پدری سے کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھون کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ مین کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان مین پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھون نشان کٹورے لگنے کے لوگون کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلئے باپنے اوس کو محبوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرائم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ منزل بمنزل دہلی مین آیا اول اپنے فرزندون اور محلون کو لیکر حضرت ہمایون کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈہ مین اپنے دولتخانہ مین گیا۔ پرگنہ پالم مین شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز مین ۴۲۶ ہرن شکار کیے۔ حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغائی آغایان ۴۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے مین اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلئے اوسنے دہلی مین رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہان ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہان شیخ عبد الحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت سے ہین تھے بادشاہ کی خدمت مین آئے ایک کتاب اونہون نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس مین مشایخ ہند کا احوال لکھا تہا وہ کتاب مجھی دکھائی مدت سے وہ دہلی مین توکل و تجرید مین زندگی بسر کرتے ہین خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔ اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے مینے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔

دہلی سے پرگنہ کرانہ مین گیا یہان مقرب خان کا باغ دیکھا جس مین پستہ کا درخت

سبز تھا۔ یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا۔ اور درخت گرم سیر کی سرو سہی تھے۔ اور تین سو سرو کے درخت تھے۔ پنجشنبہ کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اوترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور تک پرگنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۴ کروہ براہ دریا کہ ۹۱ کروہ براہ خشکی ہے ۳۴ کوچ اور ۷ مقام میں طی کئے اوسکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دوبارہ روز حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۷۰ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب وسکے نزدیک آنے کی خبر لگی تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا۔ اور یہ مطلع لکھا ؎

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش　　کہ آرم ترا زود تر سوئے خویش

بلغ کلانور میں خان عالم آیا۔ وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقمیش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہرخی لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے۔

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اوسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات وحبوبات کا نرخ بھی بڑہ جاتا ہے میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو ملازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں میں رخصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا۔ طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا اوسکے سخن کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا۔

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل نہایت فاضل و

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی ہیں میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا - یہ عزیز باوجود کبر سن اور ضعف اعضا
کے تصدیعہ کر کے تشریف لایا مین نے بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اوس سے باتیں کین سچ یہ ہے
وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد میں نہایت غنیمت ہے - انسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا - اگرچہ اور دیتا تو نہیں لیتے -
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائیں اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں - نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ میں نے طرہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کر کے ہموار کیا تھا مگر چند شب و روز یہان ایسی ماندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر برف پڑا
٢٤ - اسفندارمذ کو دریا بھت سے عبور کیا - اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اونمین تکلیف ہوتی تھی اسلئے دو سو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ آدمیونکو
اسباب اوتار دین اور آدمی جو ضعیف و بوڑہے لوگ ہون اون کو بھی سوار کر لین تاکہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے - منزل بمنزل چلکر ٢٧ اسفندارمذ کو حسن ابدال میں پہنچا -
اکبر پور سے میں کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ٨٧ کروہ مسافت ہے
اوس کو ١٩ دن میں ٨ کوچون اور ١١ مقامون میں طی کیا - اس منزل میں چشمۂ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے - دو دن کو یہان مقام کیا - ٢٩ روز پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باونوان سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کرین
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائین مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کئی دفعہ میں عبور کرین رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک ورنوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پکھلی سے آئیں

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگاروں کے ساتھ، اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ
کر کے موضع سلطان پور میں آیا۔ اس تاریخ میں رانا امر سنگھ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ
اودے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگھ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا
بادشاہ کی ملازمت میں تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشن داس فرمان
رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور
تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیوں کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات
میں کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہیں ہوتا اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی
اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے۔
بیس برس ہوئے ہو کہ یہاں قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف
ہوا۔ اب اس قلعہ کو گندگڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ
کہتے ہیں پہلے اسکو لوگ گنج گڈہ کہتے تھے ظاہرا گنج گڈہ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی برہنگی
کی اور سبزی کے نہ ہونے کے سبب سے رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے ہنگا گنجا پن مٹانے
کے لئے گندگڈھ رکھ دیا۔ گندساگر کی گھاٹیوں میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی
راکھشس غار میں بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے
پھلور میں عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ ۱۸ کو ساڑھے
چار کوس کوچ کر کے موضع سنجی میں آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ میں گذر ہوا
اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے یہاں ہیں کوئی مغل نہیں
رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہوں مشہور ہیں چنانچہ یہاں یہ شعر مشہور ہے

پچ ہزارا کنکا بھلیاں دھنی کھوب گائیں — سور سکیسر تی گھوڑ بھلے شورو آب تی دھائیں

یعنی ہزارا کا گیہوں بھلا ہے دھنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (کہسار) کے گھوڑے بھلے ہیں
اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔
روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی جو چھوٹی رہتاس سے اول

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل تھل کنول قطعہ گل سرشت بسنو زارون میں شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے - روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہر میں
ورود ہوا - یہان نیابت خان نے پیشکش میں جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھ ہزار
روپیہ کا دیا - اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تہا اور گل خطمی کی برابر اندام
میں تھا - مگر اسے چھوٹے چھوٹے چند گل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے - دور سے یہ
معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا - اس دامن کوہ میں
خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ اوسکا بنفشہ سے کمتر تھا - سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طے کرکے موضع مال کلی مین آیا - آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسپ
و فیل خاصہ و خلعت مع پوستین مرحمت ہوا - آج آخر منزل تک بارش رہی - شب پنجشنبہ کو
۲۳ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اوپن پھسلن
ہوگئی - و بلا چار پایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوئے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا - روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکھلی زمین بوس ہوا - یہ جگہ ملک پکلی میں داخل ہے - یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تہا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہیں پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برساتھا - روز جمعہ بست چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ میں چمپہ بہت تھا بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختون میں شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے - اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی - روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا - آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا - اور اپنے امثال و
امیرون میں اسکا درجہ بڑہایا - والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے - گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش میں
دئے - اسپ و خنجر تو اسی کو دیدیئے - باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندہ کے میرے روبرو لائیں
سرکار پکلی ۳۵ کوس طول میں ۲۵ کوس عرض میں ہے - شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب

سمت مین اٹک بنارس ہے (یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے)
جانب شمال میں گنور جانب جنوب مین گکھر واقع ہے جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو
فتح کرکے ملک توران کو گیا تہا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو مرحمت کیا
تھا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ مشخص نہین جانتے کہ اسوقت مین اونکے
بڑے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہیں اور انھین کی زبان بولتے
ہیں۔ دھنتور کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئیے۔ والدماجد کے عہد مین دھنتور کا زمیندار
شاہرخ تھا۔ اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپسمین خویشی و پیوند کی نسبت
رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرنا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے ولتخواہ
رہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت میں میری
ملازمت کے لیئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
میں اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب و طاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان برنج
سے بوزہ بناتے ہیں اسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہانکے آدمیون
کی خوراک کا مدار سیر پر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون میں سیر کو بھرتے
ہیں اور اون کا مُنہ خوب محکم باندھ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم سے
زلال کو نکال لیتے ہیں اسکو آچھی کہتے ہین۔ آچھی دو سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان
محمود اسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لیئے وہ لایا مین نے بھی
امتحانًا اُسے پیا اسکا نشہ مشتہی ہے مگر ترشی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں
تھوڑی سی بھنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
مگر بالضرور شراب کا بدل ہو سکتی ہے۔ یہان میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
خودرو ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش سرپخانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے
اونٹ گائے بھینس پالتے ہیں بز اور مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بارگران او سیر نہیں چلا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہو اور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھ ہون باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے -
بہادر دستوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یک شنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
تین سکہ کے رودخانہ سے عبور کر کے منزل ہوئی تین سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کے درمیان ہے
یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لیئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک ، اگز دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑ اور تاڑ ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانون سے باندہ کر استحکام دیتے ہیں اور ان پر لکڑیون
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تہوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیوں کو پایاب و تار اور سوار و پیادے پل پر سے اترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام تین سکہہ یعنی راحت چشم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کوسارم
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل واقع ہے اسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سرنشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو بیم ورنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان میں ولی کو بیم کہتے ہیں - حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تہا کہ رولی پر متعاد (محصول) لے یہان متعا لینے میں ورنگ ہوتی تھی اسلیئے اُس کا نام
بیم ورنگ مشہور ہوگیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
مین نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے متعاد پیئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادون کا گذر ہو سکتا تھا

اِس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۰ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں پانی عمیق اور تند تھا۔ ہاتھیوں کو ننگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سوارون کو پل پر سے میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم بنائی گئی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریا بہت سمت شرق سے آتا ہے اور کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا۔

اس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان کو بنگش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اِن کافر نعمتوں حق ناشناسوں کی سرشت میں نفاق و بد اندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے حضور میں ہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے کے واسطے ترحم اور نوازش و مہر کی گئیں لیکن

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوسکے احوال سے ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سررشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانوں کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی بد اندیشی اور نفاق کے سبب سے اس یورش نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے باز پرس کر کے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ دارزم (؟) کو اوٹھا کے

بغاوت وحرام نمکی جو ابتک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔ ایک
سال بعد الہداد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزار پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ سہرند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار نے مکروفریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اور وں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھکر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں و معتقدوں
کے لیئے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کیئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثناء سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہان سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار والوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلیئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلیئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لیئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

(حاشیہ) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا ذکر ہے

اسلام خان صوبہ بنگالہ کا مرنا +

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر مین مجھے کچھ تکسر ضعف ہوا تو اسسے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ
مین پہنچی - ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری
طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول
اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے
اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہو گیا وہ مرض
سے آناً فاناً مین مرگیا +

جشن نوروز ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ +

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۲۰ کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا
جشن معمولی ہوا - روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طی کرکے مہران مین
نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ نے
اونسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت مین خوک کو
اور مولہ مقام کو کہتے ہین یعنے جائے باراہ ہندوؤن کے مذہب مین اوتارون مین خوک بھی
داخل ہے - باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہوگیا - بادشاہ بھون ابالس سے آگے چلا تھا
کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف
اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوسمین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان
کہین اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈھائی کوس مسافت طی کرکے آیا
اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد حبیا لم نسیم شب جان دادم گشتم خجل — خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھ اوسکی بساط مین نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے ہم باندازہ پیشکش کیا
بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت مین ہیچ معلوم ہوتی ہے
ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہین اس اتفاق کو اصل اخلاص و تائیدات
طالع سے سمجھنا چاہئے کہ مجھ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھ شبان روز اوسکے گھر مین راحت
و آرام سے رہا - کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلین طی کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

پس آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی
جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل اتکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس
کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہریور سنہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سوارون اور پیادون
کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ
شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک
وراثتاً کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اوکشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے پہرتے تھے۔
دلاور خان نے اپنے بھائیون میں سے ہیبت کو دلسیو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال کے متصل
واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی
راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک جماعت اور
بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب
کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کیں۔
گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔
جوان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفوں سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ
غنیم کی محکم تھی۔ جلال و جمال کی فوجین مختلف راہون سے آنکر مل گئیں مخالفون میں تاب
مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا
مرد تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا اسکے
مرنے سے راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ مین توقف کیا۔ اور لشکر
شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ و
مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے
حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع
پیشکش کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا
اور بیم و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول مقصود واپس کیا اور دلاوری و شناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے سخت جنگ کر کر مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندہا اور باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے چناب تک کہ مخالفون کا اعتصام قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے دو موٹے رستے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا دریا کے اس طرف مضبوط باندہا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رستے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے ان چوبون پر پاؤں رکھیں اور دونون ہاتھون کو اوپر کے رسون کو باندھیں تاکہ دریاے گذر ہو۔ اسکو کوہستانیوں کی اصطلاح مین رم پہ کہتے ہیں جہاں رم پہ باندہنے کا مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے ادمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع کی۔ دلاور خان چالے بناکر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار پہونچے لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ چالہ سیل فنا میں آگیا اور ۲۸ آدمی بحر عدم میں غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آگئے۔ اور دو آدمی دریا کے پار جاکر مخالفون کے ہاتھہ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس دن تک بھندر کوٹ مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہاں مخالفون کو رم پہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو بادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے۔ ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کر کے کہا کہ میں راجہ ہوں مجھے دلاور خان کے پاس لے چلو۔ اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں جو دو حد سو ماش و اڑد بہت ہوتے ہیں یہاں رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش ہنسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے ساتسو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ پر موقوف ہے۔ ذراسی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے یہہ جہت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ہے کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے ۱۹ کوچ اور ۶ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیس کوس مسافت ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل وجاہت سے خالی نہیں تھی گو پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں کے وہ دونوں زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندون کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ کی ملازمت مین لاتا ہون امیدوار مرحمت شاہی ہون جو حکم ہوگا بجالاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت کی مدت چار ہزار سال ہے اُنکا حال وراسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بہ تفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک نے نور اسلام سے روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی ۹۹۴ھ میں والد ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے ابتک ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ہے ملک کشمیر

کوس جہانگیری۔

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہی۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تاکہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ
ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوئی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہی کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں دہ کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا۔ اور بنا بر زمانہ کے عہد میں   ہر کوس پانچ ہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا
ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر
دریا بہت گذرتا ہے اور اوسکے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر میں چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں۔ شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا۔
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمد و رفت اور غلہ و ہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنوں میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار ۳ من
۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳۲ ہزار روپیہ پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر میں درآمد کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے دفتر چاہیے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشوں کے لئے ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش۔ آبشار دل کش۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر۔ جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خود رو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسئے زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار او صحن و بام گھروں کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور چلکہائے سطح و سہ برگہ کا کیا بیان ہو کشمیر میں لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھوں کو خاک سے پوشیدہ کرکے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے نادر العصر استاد منصور نے جو پھولوں کی تصویریں کھینچی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں۔

اقبال نامہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے زیادہ تر آدمیوں کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہی۔ چنا وہاں اول سال خوب پیدا ہوتا ہے لیکن اگر اسکو دوسرے سال بوئیں تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئیں تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاو میش کمیاب تھے تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں جو شام کو پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتوں اور مردوں کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو ہے۔ اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین -
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا -
غرض اس کرتہ کو برہمنون کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جیسا اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روی زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تہا - ایکدن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا - ہاتھی پر سوار تہا - ہاتھی کے
دونو طرف کشمیرنین کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکے کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
جسسے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ سے منہ چھل رہا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی جدت فہم و ذکا و جوہر شادت سے آراستہ ہیں لیکن روز
ازل سے اُنکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے - جو تاریخ مین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین
تھا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ مین آتا ہے اور
جسکو اس طائفہ سے سروکار رہتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت
و غیرت کسقدر ہے - مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انہیں بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے - ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے

رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند   بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان   بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین - ازار پہننا عیب جانتے ہین
کُرتہ دراز و فراخ سر سے پاتک پہنتے ہیں اور کمر باندہتے ہیں +

اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانہ میں اسپ کلان کی سواری نے اور بناے عمارت دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تھا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آب کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہو گیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسودے (مرزا حیدر) نے بدخشان میں اوسکے مشایخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھی سب شریعت ظاہری سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت سے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک سالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سلطنت کرتے تھے اور اسمیں اونہون نے مساعی محمود دکہین مثل یوسف و سلیمان و داؤد و موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف تھے وہ اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب احوط جو اسوقت کشمیر مین مشہور تھی ہندوستان کے علما پاس بھیجا اونہون نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

فتویٰ علماے ہندوستان بر کتاب احوط نوربخشیہ

یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا معتقد نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ سُنَنَ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَنُقْصَانٍ وَثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَانَتْ اَھْلُ الْعَالَمِ بِالْیَقِیْنِ ہے۔ کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب کیطرف مائل۔ اس قسم کی کتاب کا مٹا دینا اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیون پر جو اسپر قادر ہون موجبات فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملون کا اور اس مذہب کے معتقدون کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقر ہون اور مذہب باطل سے نہ پھرین تو اونکے شر کا مسلمانون کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہون اور اس مذہب کو ترک کرین تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الہی فرمایا ہے قبول کرین جب یہ نوشتہ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے مین طوعًا و کرہًا مذہب حق میں اونکو لایا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ ایک جماعت نے تصوف میں بنا دلی اور اپنا نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہین چند آدمیون

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہیں رکھتے شب بیداری و کم خوری کو تقویٰ و طہارت جانتے ہیں۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھاجاتے ہیں اور لے لینے اور شرہ و حرص بہت رکھتے ہیں اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہیں اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آیندہ و گذشتہ کے اخبار مین مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں اور اس رسوائی سے جلنے بیٹھے ہیں اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم و مکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ و زنادقہ ادھر دیکھنے مین نہین آتے جیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ کل اہل اسلام کو اس نوع کی آفات و بلیات سے اپنی عصمت کی پناہ میں مصئون و محفوظ رکھے بحق محمد و آلہ اسکے پہلے کشمیر میں کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب تھا کہ ہستی نور سے ہے۔ آفتاب ہماری عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہے۔ اور ہمارا وجود اوس کے نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اُٹھالے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا وجود ہمارے بغیر نہیں ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہیں ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہیں ہے۔ جب رات ہوتی ہے وہ ہم کو نہیں دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتا جو چاہیں کریں اوسپر مواخذہ نہیں ہوتا فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب کہا ہے۔ عوام کشمیر نے اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے مقصد صاحب گذشتہ کی تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہیں اور یہان کے علماء اکثر نور بخشی ہیں اور تبت کو جاکے بادشاہ کو کہ کشمیر کے ہمسایہ میں ہے کشمیر کے سپاہیون کی مخالفت و آمیزش سے تشیع میں ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی بیگانہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہیں ——— ایک فقیر و لنگا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہیں

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون۔ اور خود اسسے متمتع نہین ہوتے قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اِس ملک مین رہتی تھی اور اب بہی رہتی ہے تمام کشمیریون مین اُنکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہو سکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہین وہ اونکو پڑہتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہین۔ بُت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہین سب جا ہین اور اونکی عمارتین سنگین ہین بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوہچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تہا جو اب بن کر تیار ہو گیا ہے۔ مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پلاس و نمدون کے فرش لپٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اسکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر پلاس پر لگا اور پائون فراش کی پیٹھہ اور کندھے پر زمین سے لگے + رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + جوتک رائے جوتشی نے پہلے لکھہ دیا تہا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہین وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی اوگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جا کر افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل مین آیا تو سر کوتل پر ہجوم کر کے اوس کو مستحکم کیا۔ جلال خان جو مرد کار دیدہ و بیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز توقف کیا جائے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھہ پر لاد کے لائے ہین وہ ختم ہو جائیگا

لاچار خود بخود وہ ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر ینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائینگے تو افغان کچھ نہیں کر سکینگے اور اونکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برہنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑ دن کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کر کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان و مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی تھانونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بھت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کر کے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبداروں کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی راے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔ دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع میں رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جا کر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہو گئی۔ زمیندار اسے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کر کے پل کو جسپر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلا دیا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہو کر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ ناچار ناٹھان کر وہ مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد اپنے کام کی سزا ملے۔

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداردن کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ مین نہین گیا اور کسی بیگانے نے اسپر غلبہ نہین پایا اَلعِلْمُ عِنْدَ اللہِ اُس زمانہ سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ مین سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا سلطان فیروز شاہ اِس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتون تک محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہو گیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول میںنے مرتضے کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مرگیا۔ بعد ازان جوہر مل (جوہٹر مل) پسر راجہ باسو نے اس خدمت کا تعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر مین راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت مین وہ مرگیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اِس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکے بھیجا اور بہت سے امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمیندارون میں سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ بر آمد کو استحکام دے اور سرکوبون پر قبضہ کرے پہاڑون کی تنگنایون میں آن کر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سردارون کی جان گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ھ کو لشکر والون نے دور قلعہ کو گھیر لیا۔ مورچلون کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونھون نے اور خشک غلے نمک میں

جوش دکھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو
ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دو شنبہ غرہ محرم ۱۰۰۱؁ھ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ
پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۷ مہر الٰہی روز دو شنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول
کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع پنیر (پام پور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر
مین سوا اس گانون کے کہین زعفران نہین ہوتا۔ یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول
کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا
ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبہ کی برابر ہوتا ہے اسکے
درمیان میں تین شاخین زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من یعنی ۳۲۰۰
خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف حصہ
رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے
یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمین سے
نکال لیتے ہیں اس کا وزن پھولونکی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی
ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اوسکے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کاشمیر میں
نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہا کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے
اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیمون میں گذارا نہیں
ہوسکتا تھا معماران چابکدست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گردآوری اور اونکی
تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا
اسمین ایک تصویر خانہ بنوایا جسمین سب سے اوپر شبیہ بادشاہ کے دادا اور بابر کی تھی
پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم
و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے درجہ میں امرا اور بندہاے خاص کی شبیہ اور خانہ

باہر اطراف مین منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجلس شاہان سلیمان حشمتم بھی ہیرا پور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نائک و حسین نائک کے قبضہ مین ہے یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن مین نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو موضع ٹھٹہ مین بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا و زبان و لباس و حیوانات اور مخصوصات ولایت گرم سیر مین بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہان کے آدمی فارسی اور ہندی دونو زبانین بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ لی ہے - غرض یہان سے ہند مین داخلہ شروع ہوتا ہے - یہان کی عورتین پشمینہ کا لباس نہیں پہنتین - ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک مین نتھہ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجور مین محل نزول ہوا - پہلے زمانہ مین یہان کے باشندے ہندو تھے - یہان کے زمینداروں کو راجہ کہتے تہے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئین راجہ ہی کہتے ہتے اور ہندوپنے کی رسمیں انمیں جاری تھین جیسے کہ ہندؤن کی عورتین اپنے مردہ خاوندون کے ساتھہ ستی ہو جاتی تھین یہان عورتین اپنے مردہ خاوندون کے ساتہہ قبر مین زندہ دفن ہوتی تہین سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیون کا دم گھونٹ کر مار دالتے تھے اور ہندؤن سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتین نہونی پائین اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہون کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو بادشاہ سے کئے تہے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخانان نے خزانہ مانگا تہا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھہ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدین - اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانوں کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور برگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خنجر خان احمد نگر مین متحصن ہوا

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی
بنگاہ پر چھاپہ مارکر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت
تھی اسلئے وہ گریوہ - دھنگرہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو
ناگزیر بالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم
پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کر کے قتل کیا - بادشاہ کشمیر میں
سیر و شکار مین مصروف تھا +

مقصد یان ممالک جنوبی کی متواتر عرایض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہو گیا
ہے - دکن کے دنیاداروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے
پانون باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اہل
دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگا کرنے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے -
اول مرتبہ جب کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لئے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر
پر سرافراز کیا تھا جب برہانپور مین وہ آیا تو گربزیت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سرشت
کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیشکش مین نقد و جنس
بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سر رشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دینگے
اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعہ
شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری کا
خیال کر کے اونکی بخشایش کی اب اونہون نے نقض عہد کر کے شہر بنتی کی اور شیوہ اطاعت و
بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پھر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر متعین کیا - لیکن
مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام
مین چند روز التوا ہوا اب ان دنون میں عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہو گیا ہے
ساٹھ ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں زیادہ تر ملک بادشاہی پہ متصرف ہو گیا ہے اور جا بجا
سے تھانہ کو اوٹھا کر مہکر میں جمع ہوئے ہیں تین مہینہ سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

سوانحات دکن شاہجہان کی مہم دکن ۱۰۲۹ھ +

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر
مین نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی
نہین رہی ۔ چارپائے مر گئے یا دبلے ہو گئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُتر کر بالاپور مین توقف کیا
تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور مین آیا۔ قزاقی اور برگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی
چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب
لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی
پر آگئے ۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار
مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی۔ برہان پور
مین لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا اُنہون نے محاصرہ کیا چھ مہینہ تک
برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول
کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی جو پاپون مین جان نہ تھی لشکر شاہی
شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کر سکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا
تھا اس حال میں بادشاہ آگرہ مین آگیا اور کانگڑہ فتح ہو گیا ۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو
دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ
سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو۔ ۶۵۰ منصبدار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز
رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سوارون کے جو اسکے ساتھ
تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لیئے مقرر ہوا۔ اسی سال
میں بادشاہ نے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا ۔ بادشاہ نے یہ سفر دار السلطنت لاہور سے دار الخلافہ
آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۹۴ کوچون اور ۲۱ مقاموں میں ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا ۔
روز دوشنبہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۱ء کو نوروز ہوا ۔
ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندھر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کی جانب میں
ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اُٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور و شغب میں

تقسیم تباہی ہوئی ہوا

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک
لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگونکا ہول گیا۔ اِس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا
اور وہان دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تہی کہ سبزہ وگیاہ کا نشان
باقی نہیں رہا تہا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اونے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو
زیادہ کہودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ
نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھ دیر کے بعد وہ
ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن مین ہوا استاد
داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اونے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتوڑے) کے
نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملا کر
عمل کر۔ اونے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیر اور ایک کارد اور ایک
خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی تھی
شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے
کی یہ چیزین بنا دین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاء نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور
تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اونے خواجہ ابو الحسن
کو پانچہزار سوارون کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابو الحسن
بالشتہ کوب انکے تعاقب مین دریاء نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھ غنیمت اور
قیدی زیادہ ہاتھ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر جشن وزن سال گرہ میں
بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات سے
توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیوین سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا
کہ پھر وہ شراب سے آلودہ نہ ہوگا اور اونے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقون
کو دیدیا اور آب چنبل مین جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تہا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب　　شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے با وجود نشہ جوانی و ریاست کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان و داراب خان اور سپہ سالاران دکن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چندروز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہئے لیکن شاہجہان نے کچھ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبداللہ خان جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبداللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھ ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شبخون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و داراب خان اور اور متصدیان متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس پر یہان سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہو کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آگئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہوکر اطراف کی فوجوں کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے جو دہ پندرہ کوس ہے چھاونی ڈال کر توقف کرنا چاہئے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک مین

داخل ہوکر اونکی تنبیہ کرنی چاہیئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جو نیک صلاح تھی وہ تم نے عرض کی ہم جن باتکو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اس کے بعد بخشیون اور دیوانون کو حکم دیا کہ ان منصبداروں کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ دو ردست جاگیر رکھتے ہین ازروئے سررشتۂ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون اور اونکی طرف رجوع کی جائے اُنکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و باربردار و یراق جنکے پاس نہ ہو وہ اس کو خریدکے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک سپاہ کی حال کی برداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی عبداللہ خان و داراب خان و خواجہ ابوالحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجیں بسرداری بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین چھ سات ہزار سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور سب کو داراب خان کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہے اسلئے شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایک دن چنداولی کیا کرے ان سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ کے برہانپور سے چار پانچ کوس پر آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھپٹا۔ اُس دن چنداول مین خواجہ ابوالحسن کی باری تھی۔ دکنیون نے ایسی جراءت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکنیون کا لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکھنی مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو غنیمت ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہندوردی بیگ ترکمان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے ۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس عرض فی نفسہ ہے ۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی ۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کو ساتھ لیے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم اٹھایا
شاہی سپاہ نے تہور نمایان کیا ۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے ۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیوی کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا ۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو رائو و ہنبینگ رائو و
ساہو جی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایک فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے راجہ
بکرماجیت کی استقامت سے اونکی سید صلابت خان سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین نمایان کارنامے
کی ۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے ۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب ہنبینگ رائو جو دکھنی مین بڑا
تھا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے دو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گری اور اونھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے ۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہو کر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں ۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
ترددنمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت جاتی رہی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور غنیم خرگاہ بہت سا غارت گیا۔ گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔ یہان تک کے او اخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد اب کہتے ہین چھہ کوس پر لشکر شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے۔ صبح کو ہر طرف سے کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کر کے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی سردار بھی ہر جانب مین اُنپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا کرتے تھے۔ ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوبہ تھا اپنے ساتھہ لیکر اور کار آمد اسباب اُثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور گھاس کو نہین چھوڑ مین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کر کے اوسکی عمارات عالم نشین کو جو بیس برس مین بنی تہین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس دن سرداران غنیم سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔ باوجود دیکہ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا۔ مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھہ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنون مین ذخیرہ کے ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لئے مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جو سر حبشی داماد عنبر جو احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کر کے اور اس ضلع کے حوالی سے دفع کر کے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کر کے ناسک و سنگمنیر کی طرف جا کے۔ یہ ملک سیر حاصل آباد ہے جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کہ استعداد تمام قلعہ سے نکلکر جو سر حبشی پر تاخت کی اور ڈہائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک بان گنگا کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہوگئی تھین کہ ان مین جو ہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے ساہین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارون نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق کرکے تین فوجیں بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے دلاورخان اور آتش خان پر جنکے پاس بیس ہزار سوار سے زیادہ تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب ستخیز نمودہ ہوئی ہر طرف نے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروے کار لائے۔ اور دکنیوں کو ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی تھی اور مقابلہ مین آتی تہی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ مشتعل رہی۔ اس دار و گیر میں خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایان ظہور میں آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون کے ایک دو سردار فرار ہوگئے شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار کے پرگنون کے ضبط کی واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ انمنے بہت سی لڑائیان دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا انتظام از سرنو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستون سے شکستہ بال ہوا اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور تربنک کی جانب عزیمت رکھتا ہے تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور خجالت و ندامت زدہ ہوکر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا
تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات
بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بناکر عفو و مرحمت
کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے۔ تو مین تعہد
کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پھیرونگا۔ اور جرمیہ گذشتہ اور پیشکش حال اور
آئندہ سال بسال حضور مین بہیجتا رہونگا۔ پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر
کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سواے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی
کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بہیجتا
ہون شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی
التماسات کو قبول کرلیا۔ افضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس
بہیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکھا ہے
اس کو مختصر کرکے مین لکھتا ہون۔

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجھے
محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجراے
نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا۔ اطبا نے
گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھہ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ
سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا
کسی سے کچھہ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے
دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تہا
اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی
جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی۔
نورجہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دلسوزی تجربہ و تدبیر

اُسکے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاؤں سے پرہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت کے نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہوگیا تھا کہ ۲ من ۸ سیر وزن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین اونکی لوازم کو جلیا کہ اس دولت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کیئے اور اس مجلس ورترتیب بزم میں نہایت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا ایلکیلے تا تا بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمین دیتا مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا اس میں ساری خوبیاں جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود تھیں۔ بادشاہ اوسکو اپنی ماد حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے کہ کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی ۱۳ روز دو شنبہ آبان ۱۳ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۴ ماہ صفر ۱۳۰ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس ملک کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی سرزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جموں کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۱۱ کو ضلع

پرویز کا آنا۔

آگرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

بہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کیلیے روانہ ہوا - اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہیں چھوڑا صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال لیئے اور لشکر کی محارست کیلئے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا - اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نور جہان کے اضطراب کے سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہو کر اپنے لشکر مین پھر الٹا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا - سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی - بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھ پر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کر سکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور صاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم　　　در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدر بشر نہیں ہے کہ دخل و تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھ سکے - کوئی شخص اپنی عرض مطلب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے آزردہ ہو کر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولت خواہی اور کفایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا اکتالیس آدمی اوسکے فرزندوں اور قوم مین اور بارہ آدمی اوسکے ہمنشینوں میں تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اتروایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا بجانا نور جہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلیں طے کر کے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ جیتا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے - کوہستان میں کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہیں ہے - اس ملک میں زمینداروں کی گریز گاہ اوس کا ملک ہے - اس مین دشوار گذار گھاٹیاں ہیں - اب تک اوسنے کسی بادشاہ کی اطاعت نہیں کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی - ۲۴ - ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علما و اسلام ہمرکاب ہون

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہون قلعہ مذکور مین عمل مین آئین پس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتین ہوئیں جو بناء قلعہ سے ابتک نہ ہوئی تہیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا ۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد تک ہے کہ اگر آذوقہ اور لوازم قلعہ داری برجا رہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہین پہنچ سکے ۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سر کوب لکھتا ہے اور وہان توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریون کو زیان نہین پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کرکے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہین بادشاہ قلعہ کی سیر کرکے درگا کے بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہوت مشہور ہے ۔ وہان ہندوؤن کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آکر نذرین چڑہاتے ہین بتخانہ کے نزدیک اس کوہ میں طائفہ گوگردکی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالامکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے ۔ فی الواقع ہندوؤن نے اعتقاد درست و راست رکھکر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے ہنود کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندہے پر رکھ کر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا جب ایک مدت اسپر گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہوکر گر پڑی ۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام مین گرا تہا اس جگہ کو نسبت اور جگہون کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں ۔

انہیں دنون میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت حیات خدا کو سپرد کی ۔ عزت خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تہا وہان وہ مسموم ہوا ۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ہ کو نوروز ہوا ۔ آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا ۔

فتح کانگڑہ ۔

خسرو کی وفات ۔

نوروز ۱۰۳۱ ہجری

معاملات قندہار

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار
کی تسخیر کے قصد سے داراے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو نسبتہاے
سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تہی کہ اوسکے نوکرسے جس پاس تین چار سو آدمی
ہون ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں
کے ہاتہہ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بہیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیوں کے جس قدر
جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ
بھیجیں کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور
حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا
فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا
اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہو کر لاہور میں آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا اور
چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو
لشکر گران نہیں بھیجا جاسکتا اسلئے اوسنے بنجاروں کا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے
سامان کے واسطے تیار کریں۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ
اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جن سے معاملہ
قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ میں نے وہ تمام ممالک جو میرے
خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف میں آگئے تھے لے لئے۔ قندہار آپ کی گماشتوں
کے تصرف میں تہا اوسکو میں نے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری کے
سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود
ہی حوالہ کر دینگے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام میں کنایتہ وصراحتاً طلب قندہار
ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کریں کہ وہ میرے اولیاے
دولت کے تصرف میں آوے تاکہ دشمنوں وبدگویوں کا رفع طن اور حاسدوں وعیب جویوں
کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا۔ اس مقدمہ کی حقیقت

دوست و دشمن مین شہرہ ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل مین آئی کہ
قندہار مین جا کر سیر و شکار کیجیئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت مین آئین میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ مین آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین جدائی نہین ہے اور ہم یہان سیر
کے لئے آئے ہین کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھون نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا حوالی قلعہ مین پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو بلایا اور جو کچھہ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصائح سود مند نہوئین اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ مین مصروف ہوا اور تھوڑے دنون مین
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا انھون نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب مین
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہین آیا کہ جسمین قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہان
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تہا تو اوسکے جواب مین ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز مین مضائقہ نہین ہے انشاء اللہ تعالی بعد سر انجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی ابھی تم دور سے آئے ہو لاہور مین آرام کرو پھر مین کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء مین خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہین مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہین آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کور دہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہین آتا تھا بعد ازان یہ خبر محقق ہوئی
اوسی وقت مین نے عبد العزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضاء سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سر رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھہ نہین سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر
فرماتے کہ شاید وہ آپ کے مطلب و مدعا میں کامیاب ہو کر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے
پہلے اس خدمت کا مرتکب ہوئے تا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر
کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔
جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب مین اوسنے
یہ عرضداشت بھیجی کہ مین نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور مین بطریق ایلغار
قریب ہزار کروہ کے طے کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ مین طے کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے
دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت مین مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک
سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف
مین لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ
اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں مین مخالفوں کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر
پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا آپ کی خاطر کی رضا
کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی پیاپے
یورشوں سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ
کی گل سے ان ایام مین خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو مین تا اقتضاء شدت بارش
مین توقف کرونگا اور جب برآمد ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون
کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکتا ئے نامشہور ہے سروکار ہوگا
بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور مین آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے
نہنگ دریائے جرائت سے جنکے تمام قشون اور خان درر کاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا
ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ
و استقلال و اختیار مطلوب ہیں امیدوار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سرراہ واقع ہے

شاہجہان کی عرضداشت جہانگیر کے حضور میں ۱۰۳۱ھ

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لیئے کہ ہمیشہ روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیونکا اس ضلع مین ہونا
ضرور ہے اسلیئے وہ نیاز مند کی جاگیر مین عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے
حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر مین مقرر ہون لیکن اس زمانہ مین
یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لیئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی
اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پذیرائی
کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لیئے بھیجدیا۔ عرضداشت پہنچنے سے
پہلے یہ پرگنہ نورجہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ
جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو دوسرے چھوٹا بیٹا پرویز
تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اسکے
چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان
سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نورجہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے
اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھکر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار
مین شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے
عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھکر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی
آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل و
عقد امور خلافت بادشاہ کے حضور مین نورجہان کے اختیار مین تھا

ریاست مین مردون کا پاؤن جگہہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی
حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا
استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نورمحل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے
اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا عورتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے
اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو بیٹی کرکے اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے
اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نورجہان کی جاگیر مین شاہجہان کا دخل دینا

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھہ سے نہ چھوٹ جائے اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہون
کی جماعت کو وعدے کر کے رفیق و معاون کر لیا تھا - بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی
سارا دربار اوسکی چٹکی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا - اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا
سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا - اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی -
وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے
کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطرنشان
کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے
بلانا جہان ہمیشہ ضرورتیں پیش رہتی ہین اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا راے صواب کے
خلاف ہے - اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کام
کے قابل نہین جانتا اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے
بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال اوسکو ہاتھہ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تہیہ وسامان
یورش کی خرچ کی متکفل ہوئی - شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر شہریار
کی تنخواہ مین مقرر ہوئیں - بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے
وہین توقف کرو اور جو لوگ تمھارے ہمراہ ہین اونکو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے
لئے مقرر ہوئے ہین - دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے - شہریار کو
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی و سرداری
پر مامور ہوا - مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا - بادشاہ بھی لاہور مین
آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ
خاطر ہوا - افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ
و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر لکھہ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

شاہجہان کی آزردہ خاطری +

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پانون درمیان مین آتا ہے تو مرد ان افلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرے اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہین —

چراغ کذب را کافروزش نون بجز اشک و روغنش نیست روغن

ازان روغن چراغی چون فروزد بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و مشوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے ملک دکن کا فتنے سے بھرا ہوا دیارہ شمشیر سے مسخر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور بجز فدویت و اطاعت کے سوا کچھہ اور منظور نہین ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی یاداش مین جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کارفرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنے دنون کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کر سکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولیعہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور نورمحل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو بہ وجہ اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب و آزرم درمیان سے نہ اٹھے اور بغی کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بدہنجار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل ایسے تھے کہ وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —

آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے اہل غرض نے بہن بھائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بھی مادۂ ملال خاطر پیدا کیا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل و دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تھی اور بیہودہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہرچند سعی کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور بے نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے التماس کی کہ ایکدفعہ حضور مین پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطرنشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے مصلحت کار اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کرکے شاہزادہ پرویز کے ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین پیہم گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پر تعجب آتا تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے ہاتھ سے دیا اور سواد ہند مین وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو اس وہم و راز عقل کے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب مین لکھا کہ اگر شاہجہان سے سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبروکی برہمزدگی کے لئے حضور کمربستہ ہون تو چاہئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کردین تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسکوک ہوا ورجنس جو اسکو تفرقہ کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق پیہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو کابل مین چھوڑکر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہان کو حکم بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک مین حضور کے قدم مبارک مین آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیون نے میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہیں کرونگا ہنگامہ جو واقعہ طلبون نے نورجہان سے اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

دبعنی کی وکیل بناکے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال پر ملال زیادہ کرتی -
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی
معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط و کتابت رکھتے ہیں
اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لیے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر
خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور
بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا
جابجا سے موجب طلب کے حاضر ہوئے -
جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے
نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے
اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دھولپور اور اوسکی نواح کا
فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ ماندو مین توقف سے اور اوسکی
نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ عقل اوسکی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت
اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ
خلل پذیر ہوا اسلئے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرأت
و بے باکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرکے جادۂ معقول اور
شاہ راہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلیٰ سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر
بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنے کا ارادہ نہ کرے - یورش قندھار کے لیے جو ملازم
بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسکے ظہور مین آئے گا تو وہ ندامت اٹھائیگا
خرم پر اور اوس کے فرزندین پر مین نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب
بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ اوسکو صحت بخشے تو پھر مین بندوق سے
شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا - باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار نا ملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کہلنے پر توجہ کی +

۴ ۲۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے
پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لئے
بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجائے۔ مین نے
اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف مُنہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان
بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیے وہان اپنا
محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جاویگا تو ندامت اُٹھائیگا +

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور اعتدالیون
کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص
اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے
اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون
اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے۔ تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ
عمل مین آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت
مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار بے تابانہ
ہوا کہ شاید اثناء راہ میں خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے
لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین
مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین بوئے خیر
نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت
پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ
تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرہ اسفندارمذ
کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں گیا تو درِ دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ ادبار ہوکر توقف کیا۔ خانخانان اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسیخان فتح پور میں ملا اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبدالعزیز اپنے ملازم کو موسیخان کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اُسنے سندر اپنے نوکر کو کہ سر حلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان خزائن ودفاین ہین اسپر متصرف ہو۔ دولتخان کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپیہ لے گیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر میں اپنا منہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اوروں کا کیا گلہ ہے گویا اسکی سرشت اوسکے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھ یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں مطعون اور مردود ازل وابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود — گرچہ باآدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبدالعزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی ملتمسات معقولیت نہین رکھتی تھین عبدالعزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابتخان کی حوالات میں سپرد کیا۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھہ بےتقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھو ڈالوں۔ پردۂ ادب ارزم کو درمیان سے نہ اُٹھاؤن حضرت میری جاگیرون کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدمبوسی کرکے عرض حال کرون اور بےتقصیری اپنی دکھاؤن اوسکے سوا میرا مطلب کچھہ اور نہین ہے

ان میں کوئی ملتمس نا معقول نہیں ہے۔ آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں نہر ہند سے گذرا تو اطراف
و جوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔
جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی۔ جب میں نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے
تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں سرانجام امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صوابدید
پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبد اللہ خان مقرر ہوا۔ چیدہ و گزیدہ جوانوں
اور کار دیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا۔ میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک
کوس جائے۔ اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے۔ لیکن اسسے غافل تھا کہ وہ اس
بے دولت کے ساتھ ہم داستان ہے اور غرض اصلی اس بد اصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچاوے
اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس
اس جگہہ بھیجے گئے ہیں۔ بعد میرے فدوی بندوں کو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے
ہیں اور یہاں کے دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور درا اندازی سے میں
از جا رفتہ ہوتا اور اضطراب و بے تابی کرتا تو اس طوسکی شورش میں کہ تندباد فتنہ و طوفان
بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت سے بندہائے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوتے باوجودیکہ بعض
دولتخواہ خلا و ملا میں کنایہ و صریح اسکی بداندیشی و ناراستی کی سچی باتیں عرض کرتے
مگر وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھا دیا جاتا۔ میں اپنی چشم و زبان کو
اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت نہ ہو نگاہ داشت کرتا اور بیشتر سے بیشتر اوسپر عنایات
اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور
فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول
تھی جو کچھہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہواں سال ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۳ھ سے شروع ہوا
جشن نوروزی ہوا۔ اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متھرا میں آیا اور ستائیس
ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی بھی

اسی سمت مین نہضت کی اور افواج کی ترتیب ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور
مناسب آئین سے ہوئی۔ پہر خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخانان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر گینہ
کولکہ مین گیا کہ ہر کروہ جانب چپ مین واقع ہے اور سندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب
خان پسر خانخانان اور بہت سے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خان
لشکر کا سردار تھا لیکن سندر برمدار کار تھا شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا۔ اور لشکر شاہی
قبول پور مین۔ جنداول کا سردار باقر خان تھا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا۔ اور کچھ
اسباب لوٹ لیا۔ باقر جار رہا۔ ابوالحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان
کا لشکر بھاگ گیا۔ آصف خان و خواجہ ابوالحسن و عبداللہ کی سرداری مین پچیس ہزار سوار
جدا کئے گئے۔ اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجے گئے۔ آصف خان کی سپاہ
مین آٹھ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار اور عبداللہ خان کی سپاہ مین دس ہزار
سوار قلمبند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لئے متعین
ہوا۔ جہانگیر نے ترکش خاصہ عبداللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دلگرمی ہو۔ جب
طرفین کی فوجین سرحد مالوہ مین مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صدائے
دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ خان مع اپنے دس ہزار سوارون کے شاہجہان کے
لشکر سے جا ملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور
عبداللہ خان کو بجائے خود قائم رکھا کہ شصت غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا اور اوسکا سر کٹا اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا
سررشتہ انتظام ٹوٹا عبداللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا
پھر بھی شاہجہان کے سردارون نے اول حملہ میں کارنمایان کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے دلیر دست
و شیر حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکھا۔ مگر بعد ازان آصف خان
نے شاہجہان کی لشکر کو شکست دی کر پرے ہٹا دیا پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقامون مین جدا
ہوگئے۔ مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتزویر کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبد العزیز سے شاہجہان کو لکھوا بھیجا تھا کہ مہابت خان نے یہ مقرر کیا ہی کہ جس وقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے۔ شاہجہان اصلا فساد پر دل نہادہ نہ تھا۔ اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت میں مسافت طی کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں سلطان پرویز اُس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئیں کہ شاہجہان نے امنبیر کے حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اور باشندون کو بیجا لٹوا یا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو کو تعین کیا کہ اپنے وطن مین جا کر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دیکر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لیے بھیجا اور یمین الدولہ القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔

۱۱ تیر کو صوبہ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو میں شاہجہان کو صوبہ گجرات جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین یہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت وحراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہرداس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوسنے ملک گجرات کو عبد اللہ خان کے تیول مین مقرر کیا اور کنہرداس و صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس لاکھہ اشرفیون کا۔ اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ مین بنا تھا اور

مہابت خان کا طلب ہونا +

بادشاہ کا اجمیر جانا +

سلطان پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کو بھیجنا +

عبد اللہ خان و صفی خان کی لڑائی +

ساتھہ لائیں - یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپ کے لئے تیار کرائے تھے - صفی خان جعفر بیگ کا
بھائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا - اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان
کا خطاب دیا تہا - اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی
یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی - شاہجہان کو اوس سے ہمراہی اور موافقت کی
توقع تھی عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سراے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا
وہ احمد آباد مین آنکر شہر گجرات پر متصرف ہوا صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا
تہا - اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی -
کنہر داس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی - اور وہان سے محمود آباد
گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور مد بیدہ ناہر خان و سید دلیر خان
و مالو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھہ جو اپنے محال جاگیر میں تھے
مراسلات و مراعات کرکے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا
شاہجہان کا ملازم محمد صالح بہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تہا وہ نمواے کا سے
سمجھہ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھہ اور ہے - اور کنہر داس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی - مگر صفی خان
ایک جماعت کو دلاور شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا - کوئی دست و بازی نہیں
کرسکتا تہا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کرکے خزانہ پر دست درازی
کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھہ روپیہ
اشرفی بھیجا دیا - کنہر داس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا - مگر تخت کو گرانی کے سبب سے
ساتھہ نہ لے جا سکا - صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار
نائب عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑکر اوسکا سونا اور زر خزانہ جو ساتھہ
تھا سپاہ میں تقسیم کر دیا - اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خان
کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان
اپنے آگے کچھہ نہ گنتا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑکر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت ہے اور مشہور ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان۔ ناصر خان کو اور اپنے ہمسایہ امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبد اللہ خان کو شکست دی ۔ دو دفعہ ان دونون میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبد اللہ خان نے ہزیمت پائی۔ صفی خان نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کر کے لوٹا۔ عبد اللہ خان بحالت تباہ شاہجہان پاس برہانپور میں چلا گیا۔ صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضداشت مین لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور ناہر خان کو نہ صدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیون اور توپخانہ عظیم کو لیکر مانڈو سے رزم کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو راے داود سے رام و آتش خان کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کرین۔ مہابت خان نے اپنے لشکر کو شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ساری فوج کو لیکر چلا۔ سوار ہونے مین اور اوترنے مین شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا۔ برگی دور سے اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایکدن چنداولی میں منصور خان فرنگی کی باری تھی۔ اترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج کو بستہ کھڑا کیا تھا تا کہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں منصور خان نے اثناء راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہان مانڈو سے گذرا رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سہ بیستی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سد راہ ہونے کے لیے متعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان سے

سازش کرکے اوس سے مل گیا - باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آگئے - شاہجہان نے نربدا کو اکبرپور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کرکے اُنمین کاہ وہیمہ بھر کر جلادیا اور ملاحون کے سرداروں کو پکڑکر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا - بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے - برسات کا موسم آگیا تھا - اور خود برہان پور کی طرف چلا جب برہان پور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف میں لایا - راجہ گوپال سنگہ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا - انہی دنوں میں خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی ز بے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی لے پیش کیا - اوسکے مطالعہ کے بعد اوسنے خانخانان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھہ مین دیا تو عرق خجالت میں اوسکا چہرہ ڈوب گیا - خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا - شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظربند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ مزن فال بدکآورد حال بد سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہون شاہجہان نے بعض خدمۂ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہان پور کی حوالی میں دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا - دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے - مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر مین غوطہ لگایا اور ازراہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اوسکے بدنام اور نظربند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے - اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی نہ پیدا ہو - اس مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے کہ شاہزادہ شاہجہان کا کوئی مطلب اور سواء اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے - وہ اپنے ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہیں وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچینگے - مین اگرچہ آتے مین مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے اوپر اور سب مسلمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معتمد کو

خانخانان کا مقید ہونا +

مہابت خان کا خانخانان کو لکھنا +

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد وعناد کی آگ بجھادی جائے
اور قتال وجدال کا پاؤں باہر کردیا جاوے اور نیک وبد کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہوں یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر وتزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر
کے ادعائے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الٰہی کو کفیل بناکے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلاکے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاے نربدا کے اس طرف
خانخانان پھر بنائے عہد وقرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونھون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل ورسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیون کی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صدائے تفنگ اور آواز دار وگیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی مین اتر کر پار آگئے۔ اس عرصے مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی اپنی جگہہ سے ہلکر مقابل اعدا سد راہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئیں اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہان پور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی ہر روز
کا کھانا جانا اور حفظ وخیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ سے مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہان پور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا۔ مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے
سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا۔ اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ
مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کرکے
اور کارخانجات کو چھوڑ کر بطریق استعجال برہانپور مین آیا اور چند منزل ادھر اوس کی سرحد
تک شاہجہان کا تعاقب کیا۔ اور پیر برہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت
کے سننے سے کچھہ اطمینان خاطر ہوا۔ دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
سے اوسکی خاطر کو نفرت تھی۔ اور آب وہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی باوجود
تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس زمانہ مین بنگالہ لیا
آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہواخواہ تہا اوسکو
اپنے پاس بلا لیا۔ متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و
عبداللہ خان و داراب خان بپرو بال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر
اڈیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان
پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سر و پا برہنہ جان سے ہاتھہ دہوکر راہ
فرار اختیار کی۔ ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان
مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بہاگ گیا۔ شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون
کی جماعت کو بہیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھہ آئے تو پہیرا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لائیں
نامبردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا۔ اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہوکر والدہ اور عیال
اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتھہ آیا اور مردانہ کمانداری
کے لئے کہڑا ہوا۔ ایک ندی اور جہیلہ درمیان مین تہا سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس
جاکر فریب کی باتین بنا کر اپنے ہمراہ لیجائے۔ ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین
سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا۔ اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بہی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بہی

جب تک اس مین رمق باقی رہی بہتون کو بے رمق کیا۔ سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہان پاس بھیجدیا۔ جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو مین آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان و عنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا۔ اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے بازو بند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی۔ اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزین شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی پیش کین عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون مین سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لے گا تو مین اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا۔ اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہین لونگا۔ عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اُس سے بہت بُری طرح پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا۔ اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھجوایا تھا سبکو غائبانہ اُس سے طلب کر لیا۔ افضل خان یہین تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ مین بیٹھا۔

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کر کے بندر مچھلی پٹن مین آیا۔ جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی مین پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا۔ اور انواع و اقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا۔ اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائین۔

۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون لیساولون و لیساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے۔

جب بادشاہ کو ایسے مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابتخان

شاہجہان کا مچھلی پٹن میں آنا

نوروز و جشن ۱۰۳۳ سنہ ۱۸

اورامراکو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صوبہ
الہ آباد وبہار کو روانہ ہون۔ اگر بحسب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کر سکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم واحتیاط کے سبب سے
عمدۃ السلطنت خانجہان کو دارالخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود مین حکم کے لئے
کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے ستو فرمان کے
حکم کے مطابق کاربند ہو جس زمانہ میں شاہجہان کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا
تو شاہ کے حکم سے وہ مہابتخان کی حوالات مین تھا بعد چند روز کے کام وناکام مہابتخان
نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا دنیا داران
دکن نے دلی بندگی اور دولتخواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر خان کو مہابت
پاس بھیجا۔ اور نوکرون سے بھی زیادہ عرضداشت مین عجز وفروتنی ظاہر کی اور قرار دیا کہ
دیوگانو مین آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک مین منتظم کرے۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت ودولتخواہی پر
کمر بستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اسکا ہے اور محاورات ومراسلات مین اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہین پانچہزار سوارون کے
ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت مین بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو سکر فرمان صادر
ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کی
موسم کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر مین توقف کیا لشکر خان وجادورائے
اور اودے رام کو (جو شاہجہان سے جدا ہوکر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیون کو
مقرر کیا کہ بالاگھاٹ مین جاکر ظفر نگر مین معسکر بنائین اور جان نثار خان کو بدستور سابق
سرکار بیر مین بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور مین روانہ کیا منوچہر پسر شاہ نوازخان کو
جالناپور مین تعین کیا۔ رضوی خان کو تھالنیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کاردان۔ روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط ونسق کرے +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی کہ اڈیسہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گڈھہ کے زمینداروں پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر ومتردد ہوکر ناگزیر اس مہم سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع بیلبلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا لے کر کٹک مین گیا جو بیلبلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان مین گیا۔ اور جعفر بیگ برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی۔ صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح وصواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے کمکی بلاد مین متفرق تھے۔ مگر اوسنے اکبر نگر مین پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا۔ اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر وحشم کے دلاسا دینے مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی وسرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل ونہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ مین اس ملک کی فسحت ووسعت ایک جولانگاہ بلکہ پرکاہ سے زیادہ نہین ہے۔ مدعا اس سے رفیع تر اور مطلب اس سے عالی تر ہے لیکن اس مین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہین چاہئیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانمان سے تعرض نہین ہے بفراغ خاطر روانۂ درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین سے جس جگہ کو پسند کرے اوس کو عنایت کرے اور آسودہ ومرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھہ ہمراہ رہے گی۔ شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ وجدال پر مستعد ہوا

شاہجہان کی فتوحات بردوان ونگالہ مین +

عبد اللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی بلکہ سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبد اللہ خان پاس آیا۔ خان نے اسکو شاہجہان پاس بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جب سر راہ کا سنگ اٹھہ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا۔ ابراہیم خان نے چاہا کہ قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن وقلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تھا اور اسکے پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہتی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے۔ اوس کے بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثناء مین جو امرا کہ تھانون میں متعین تھے اس پاس آگئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اسوقت احمد بیگ حصار مین آگیا۔ اسکے آنیسے دلون کو تقویت ہوئی۔ اکثر آدمیون کے اہل وعیال دریا سے اس طرف تھے عبد اللہ خان نے دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا۔ وہان اوسنے لشکر آراستہ کیا۔ اس خبر وحشت اثر کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھہ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا۔ اور آدمیون کو قلعہ کی حراست وحصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیون کو جنکو ہند کی اصطلاح مین نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے اس ہمت مین روانہ کین کہ دشمن کی فوج کو سر راہ روکین اور دریا سے عبور نہ ہونے دین مگر اس نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تہا۔ ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین مین لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے۔ وہ وہان سے بہاگ کر ابراہیم خان سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ وتسلط سے آگاہ کیا۔ ابراہیم خان نے اسی گھڑی چار دیوار مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کئے اور وہ اوسسے فوراً آنکر ملے۔ دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا۔ نوارہ ابراہیم خان کے اختیار مین تھا اسلئے دریائے گنگ سے شاہجہان کا لشکر عبور نہین کرسکتا تھا۔ اس اثنا میں راجہ بلبہ نے آنکر ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے عنایت ہو تو ادہر جاکر اپنے تعلقہ مین کشتیان بہم پہنچا کر لشکر کو پار اُتروادون شاہجہان نے عبد اللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

اور ایک زمین جسکی ایک طرف دریا تھا اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصہ کارزار
آراستہ ہوا - ابراہیم خان دریا سے پار جا کر عرصہ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ
قول بنا اور نوراللہ سید زادہ جو اس صوبہ کے منصب داران تجویزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار
سواروں کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سواروں کے ساتھ طرح
بنایا اور خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا - فریقین میں جنگ عظیم ہوئی - نوراللہ میں
تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا - وہ مردانہ زخمی ہوا - ابراہیم خان
یہ حال دیکھ کر بیتاب ہوا - اس دوڑنے میں فوج کا انتظام بگڑ گیا - اکثر اوسکے رفیق کام
سے ہاتھ اٹھا کر بھاگ گئے - ابراہیم خان نے چند آدمیوں کے ساتھ پائے غیرت و ہمت کو برقرار رکھا
ہر چند اوسکے جلودار آدمیوں نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا - اوسنے
کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے - اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ میں اپنے
بادشاہ کی خدمت میں جان نثاری کروں - ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنوں نے گھیر کر
جان ستان زخموں سے اسکا کام تمام کیا - سر اسکا کاٹ کر شاہجہان پاس بھیجا حصار
مقبرہ میں جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل
ہار گئے - اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑا دی شاہجہان کے
کارطلب آدمی حصار میں دوڑے گئے اور اس دوڑ میں عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی
اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ میں
تھے وہ ننگے سر و پاؤں باہر آئے کچھ دریا میں گر کر مر گئے کچھ کشتی میں ہجوم کر کے بیٹھ کر
ڈوبے - اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ میں گرفتار تھا اوسنے آنکر ملازمت کی میرک
جلائر جو اس صوبہ میں سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا - ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و
اسباب ڈھاکہ میں تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہاں گیا - احمد بیگ خان
برادر زادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ میں پہنچ گیا تھا - اوسکو سوا بندگی اور فرمانبری
کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی - حکم سے وکلاء سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا - چالیس لاکھ روپیے کے قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ کے ضبط ہوا میر جملا ٹرسے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا - اور اس ملک مین پانسو ہاتھی اور اور چارسو اسپ گوٹ ہاتھ آئے - نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے در خور ہو ہاتھ لگے - عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ مین سے ہر ایک کو پچاس ہزار روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اوسکو قید سے نکال کر او قسم دیکر بنگالہ کی حکومت اوسکو سپرد کی - اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہین اختیار کی تھی اوس کے ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان کے پیچھے روانہ ہوا - شاہزادہ پرویز کی جاگیر مین پٹنہ تھا - اوس نے مخلص خان اپنے دیوان کو یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان فوجدار مقرر کیا تھا - راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام کی توفیق نہ ہوئی - الہ آباس کی طرف بھاگے - یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا - اور اپنی جان کو بچایا - راجہ بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا - چند روز کے بعد شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیر دار اوسکی ملازمت میں دوڑے آئے اور پانچ چھہ ہزار سوار نوکر ہو گئے - سید مبارک جو قلعہ رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا - اور اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی - شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور واودہ کی طرف تعین کیا - چند روز بعد بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا جہانگیر قلی خان نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس مین رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ

گرم و گیرا قصبہ جھونسی مین آیا جو دریا گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا۔ عبداللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ تفنگ کی ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا۔ مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ و جدل کے رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی۔ کہ صوبہ دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی کارروائی مین مشغول ہوا عنبر برسرراہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر نگران رکھتا تھا .... مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ مین تعین کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اُسے پہنچا دے عنبر اس خبر کو سن کر متردد ہوا وہ نظام الملک کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع احمال و اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھرکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زر مقررہ اس سے بازیافت کرون جب ملا محمد لاری برہانپور مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند رائے کو شہر برہانپور کی حکومت و حراست سپرد کی جادو رائے اوداجی رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لسبرا ولین اور برادر دو مین کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے ساتھ برہانپور مین رہے اور سربلند رائے کے ساتھ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور عین الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

واخر وادکو جہانگیر خطہ کشمیر مین آیا۔ یہان آنکر اوسنے سُناکہ یلنگ توش اوزبک سپہسالار نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے۔ خانزاد خان پسر مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرائے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ حقیقت حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر مشخص لائے۔ غازی بیگ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا وطن حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے حاکم غزنین کے مالگزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے یلنگ توش نے مضافات غزنین موضع صوار مین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھہ وہان متعین کیا ہے۔ اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم سے حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہین یلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرد تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ ناگزیر یلنگ توش سے ملتجی ہوکر اپنے تئین اونکے بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچاتے ہین۔ خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ یلنگ توش نے انکا مقابلہ کیا اور زد و خورد کے درمیان وہ ازبکون کی ایک جماعت کے ساتھہ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھہ معاودت کی۔ یلنگ توش اس خبر کے سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان والی توران سے التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو ملیامیٹ کرنا چاہتا ہون۔ ابتدا مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہائے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن جب یلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و المانچی لیکر ان حدود مین آیا۔ خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شہر گردہ مین آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے۔ سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

خانزاد خان کا یلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

تیار کیا شیر گڈھ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اورنگون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جاؤ تک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگایا۔ تین سو اورنگ مارے گئے۔ اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے بادشاہی لشکر کے ہاتھہ آئے۔ اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اس کا
مشہور ہوگیا۔ اکثر اوقات قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور مگر خراسان مین جا
اوسنے سپاہیانہ و تہور دین کین ہین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ نقرئی کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسسے لیتا تھا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کرکے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پہ چڑھا۔ عادل خان نے اپنے مردمان کار دیدہ اور
سرداران پسندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہان پور بھیجے تھے۔ اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس عزت محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا۔ آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے۔ اور
اس فضول غلام کو دور کرکے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان الہ پاس گئے ہیں تو سربلند رائے کو برہانپور مین حکومت وحراست کیلیے لئے مقرر کر گئے تھے کہ مہمات کلی وجزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام مہام مین اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے تین لاکھہ ہون کہ قریبا بارہ لاکھہ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ مین متصدیون کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے تاہم اوسنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بیے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی کمک کے لئے وہ جائین ناگزیر سربلند رائے نے کچہہ ادمیون کے ساتھہ برہان پور مین توقف کیا اور لشکر خان ومیرزا منوچہر وخنجر خان حاکم احمدنگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا اور منصبدار کہ صوبہ دکن مین متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو نوشتے بھیجے کہ مین غلامان درگاہ مین سے ہون اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہون کوئی بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور مین نہین آئی مین نے کونسی تقصیر وگناہ کیا ہے کہ میری خرابی اور استیصال کے درپے ہوئے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ سابق مین نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندون مین سے ہے تو مین بھی غلامون مین سے ہون - اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ مجھسے اور مین اوسے سمجھہ لونگا مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور مین آئے گا ان لوگون نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بکوچ کرتے ہوئے چلے گئے عنبر عجز الحاج ذاری کرتا اور سکوا دیتا ہی وہ زبون جانتے اور اوسپر شدت ظاہر کرتے جب فوجین بیجاپور کے نزدیک آئین تو عنبر حوالی بیجاپور سے فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر مین مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب ہوکر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف اسپر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آکر متواتر عریضے تقصیر کردہ وناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اونسے صف کارزار آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حلے ایک دوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوا اسکے بادشاہی اور عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہوکر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراء مقید مین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین سے تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و تخم دشمنی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پڑے اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے کسی نے تمرد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا تامردی و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں انمین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا یا لصدی منصب رکھتا تھا جب اسیر کو کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ اور منصف ہو لیکن یہ غلط تھا۔ یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری و سہ ہزاری منصب رکھتی ہو اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا اور مین یا لصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہو۔ عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ شولاپور کو کہ ابتدا سے نزاع ملکی کا سبب ہوا تھا تاراج کرکے اوسکے لشکریون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف سے بندوبست خاطر جمعی کرکے ملک

باشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا بلکہ پورا در نواح برہانپور تک آبادی کے آثار نہ چھوڑے۔ جب یہ خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کر کے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظر بند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب اسے و با تدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین قومی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظر بند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب ار اور شجاعت اور رائے صائب و اختیار د کاروبار مین خاص و عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمر بستہ ہو کر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست۔

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبداللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھوسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر عسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس نے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان آگاہی پا کر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہوا لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف میں صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبداللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے بیگمات حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریائے گنگ سے عبور کر کے

ٹونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب خانذران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد نام
سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا۔ اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اسنے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سرون سے بلند تر ہے اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سردارون سے مشورہ کیا۔ اکثر دولتخواہون اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف مین دیکھی۔ مگر عبد اللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت مین ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر مین قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے
اور صلاح اسمین ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین مین چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواحی
دہلی مین چلین اور جبکہ گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہون ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اسوقت بمقتضائے وقت عمل ہوگا۔ راجہ بھیم نے جنگ پر
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا مقصود نہین ہے۔ بادشاہ نے کچھ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب سے اور کچھ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف کو
قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار مین مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے
گرما گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفون کی کثرت
پر ذرا خیال نہ کیا۔ راجپوتون کے گروہ کے ساتھ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا شمشیر ابدار سے کارزار کی اوجہ بھاجوت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشۂ جرأت و جلاوت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھہ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت ظاہر کیا ۔ یہ اوپر کا بیان توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے ۔ پرویز کے حکمون سے مہابت خان نے زمیندارون اور حکام شاہی پاس نوشجات بھیجے جو وعدہ و وعید و تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے ۔ اور مہابت خان ایسی تمہیدات اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے منقولون کے قبضہ اقتدار مین آئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون پر سے دریامیں کود کر فرار ہوئے اس ملک مین باشندون اور لشکر کی زیست کا اور رسد وغلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا کہ بغیر اسکے کہ پاے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اٹھہ کر چلے گئے ۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس مین سے دس ہزار سوار باقی رہے جنمین سے زیادہ تر فرار کے فکر مین تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار اشجار سے پُر تھا ۔ شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے ۔ غلہ کے پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی ۔ سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی ۔ اوسنے اطراف کا محاصرہ کیا ۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار مین دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے تھے ۔ راجہ بھیم و شیر خان تھوڑی کرکے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ آتشبار کے گرد دیوانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان مین نہیں آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو بپاڑ کر سلطان پرویز کے

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے۔مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کر کے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کر کے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار
دونون لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔آخر کو مہابت خان مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا اور دو بہادرانہ کر کے وہ گھوڑے سے گرا۔اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا۔دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی شیر خان نے بھی ایک راجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی۔پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے۔کل بارہ ہزار سوارون
مین سے عبد اللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض دولتخواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبد اللہ
خان مانع ہوا شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبد اللہ خان بعض ہواخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ از روے درستی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آباے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جبریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپخانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیوں کے تصرف میں
آئے اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر
بہت افسوس کیا ۔ یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے
تو تعاقب کا حکم ہزاول کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک
برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہیں رہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو
سربلند راے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت
میں کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر میں مشغول ہو اور جنگ کی جرات نہ کرے
اس حکم کی نسبت اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت
آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سواروں کے ساتھ بلکاپور میں موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس پر
ہے سربلند راے کا ارادہ شہر سے باہر جا کر اس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام
حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے۔
جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا
بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس میں چھوڑا
اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب میں
آئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہوں ۔ داراب خان
نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذر ہائے نامسموع کر کے بات کو ٹالا اور لکھ بھیجا کہ زمینداروں
نے اتفاق کر کے مجھے گھیر رکھا ہے میں نہیں آسکتا ۔ جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس
راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

داراب خان کا مارا جانا

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کر کے شاہجہان کے تعاقب میں گیا۔
داراب خان کی طلب میں نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو
اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا ۔ عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت
سے مایوس ہو کر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں
لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رہنے میں

گیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو - مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا -

بادشاہ اواسط اسفندیار مذکور مین کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا - نوروز کا جشن دہم جمادی الآخری ۱۰۳۱ھ سنہ ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا - راہ میں منزل منزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے - جہانگیر نے یہ عمارتین نئی بنوائی تھیں اونکے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ باربرداری کی تکلیف ہوتی - فرشہائے ملوکانہ موجود تھے ان میں اترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب ل ... ین کہ کشمیر کے بیض نشان مکانون مین سے ہی بادشاہ پہنچا - ایک مرتفع جائے پر ڈیرہ لگایا گیا جہان تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہائے شہر مین طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھا - بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرمائے بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے - منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہین کہ عین تیرماہ الٰہی مین زمین اور آسمان دونو تو ہار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہین آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طبیہ مین خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی مین جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیون کو کھلایا اونھون نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیون پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد میں آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہوا خواہی کے لئے ایک فوج بسر کردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور مین تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ - شاہجہان اس طرف چلا اور دیو گانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب شاہ قلی خان

واقعات دکن و شاہجہان

اایک فوج کے ساتھ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون۔ اور اوسکے بعد وہ خود بھی اُس طرف
متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا۔ راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
قلعہ مین تھے۔ اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کارآگہی کی تقدیم
کرکے متحصن ہوے۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خان اور دوسری طرف
سے شاہ قلی خان قلعہ پر یورش کرین جس طرف عبداللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا۔ سربلند راے
کارکردہ آدمیونکو عبداللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا۔
اکثر بندی نوکر کوچہ و بازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
میدان مین دشمن کے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی۔ اسکے ساتھ جو آدمی تھے اُنمین
چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ سربلند راے نے
اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اُس سے
ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
دیا۔ ہرچند مبارز خان و جان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجالائے
مگر کچھہ اثر مرتب ہوا۔ بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا۔ اطراف
بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت
کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنون پر
کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست مال ہوا اور وہ
مضطرب ہوکر پھرا۔ اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے۔ اور بہت
سے سیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان و خانخانان سالار
سپہ اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبداللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع اندور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑ کر بالاگھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے فراج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور بقصد لیات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ بدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی اس ارادہ حق پسند کے ساتھہ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھہ کر ارسال کیا حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر داراشکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی ۔ اور ملک بالاگھاٹ اسکو مرحمت ہوگا ۔ اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھہ کمال دلبستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضا جوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھہ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام آئے اوسکو قلعہ حوالہ کردو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ـــــ پھر خود ناسک کی طرف کوچ کیا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخانان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا دیر تک ناصیہ خجالت کو زمین پر سے نہ اوٹھایا ۔ بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین جو کچھہ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا ۔ اسقدر خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا ۔ اور از سر نو اوسکو خانخانان کا خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

شاہجہان کا باپ سے معافی مانگنا +

خانخانان کا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہونا +

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا
تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار
مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبداللہ خان نے
پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو
جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

باز آے ہر انچہ ہستی باز آے — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آے
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آے

اس کا قصور معاف ہوگیا۔

بادشاہ ۱۹۔ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور
کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تھا سو وہ ۲۳ صفر
۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا
صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو
لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر
خواجہ ابو الحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ یلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی
کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے۔ ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد
قابو پاکر یلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہزنی اور دست اندازی کہ شیوۂ بد اوس
مفسد کا تھا اختیار کیا۔ یلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون
مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت او چاپلوسی کرے۔ اولیاے دولت
کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے
سر پر چڑھی۔ جب احداد کو یلنگ توش کی پھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم
ہوا۔ تو اوسنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی کو وہ اواغر مین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوس کو

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کرکے اوسکی تسخیر کے لیے آیا۔ جمادی الاول صبح سے پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کرلیا اور راجہ اودا مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دربار جناب پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہو کر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیرون اور صاحب تقصیرون کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیوں کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امرا کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی۔ مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تمہید سے شاہجہان کو صدمہ پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدون کی غورمین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان نے محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیردستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ طلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت ماموره کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو عنوم کی اور بادشاہی ہاتھیون کو عرب دست غیب کے ساتھ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت چاہی۔ آصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا سور تیلا تھا اوسنے سوائے مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت نوکر رکھے اور ادنکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان پر آن بنے اور کارد باستخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے بقدر امکان دست و بازی کرین اور اہل و عیال کے ساتھ جان نثار ہون۔

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی۔ ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ لشکر کے ساتھ آگیا۔ اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون مین سے ہزارون داد خواہ اور جاگیردارون اور بادشاہی امرا کے وکلا گروہ گروہ بادشاہ کے حضور مین سواری اور ہنگام آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے۔ باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے آیا تھا اوسکی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے مگر آصف خان بہت غافل و بے پروا تھا جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ جب تک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنے مدعیون کو تسلی دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہے گا۔ اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا۔ باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا۔ اور یکبارہ

بادشاہ نے فرمایا تہا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھہ پر ہے لیکن مظلومون کے مقدمہ مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچھہ نہ سنونگا +

بادشاہ کا مہابت خان کی فضیحتی کرنا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کر دیا تہا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار کو پکڑ کر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندہ ذلت و خواری کے ساتھہ پا برہنہ زندان مین بھیجا۔ اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جواہر اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مظلومان مغلوب اور جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین۔ آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہیے نہین کرتا تھا اور مطلوب کے جو مصالح ضرور تھی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہین کرتا تھا۔ اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہو کر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان سکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے انسان کے سامنے پیش آتے ہین مغلوب و مغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا۔ دریا بہت بر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ کل ارکان دولت اور امرائے ذوالاقتدار اور نامی منصبدار یہان تک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابوالحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نور محل اور صادق خان

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند اور معدود عہدہ دارون اور خواجہ سراؤن
اور خاصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھہ میں
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لئے چشم براہ اور گوش برآواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین اور خود چار پانچ ہزار
سوار لے کر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ داران کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باری وار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا،
پانٔوں دبا کر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارونے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا۔ اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا۔ اور
اطراف مین متفرق ہوگئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اُٹھا اور
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کسطرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا
اور دستور مقرری کے موافق ثناخوانی اور کورنش کی۔مدعیون کے شکوہ کے عذر
اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق مین زبان کھولی۔اور ہمراہ کے آدمیون کو دور تخت کے
روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک ہوکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا
اور زبان نیاز سے پردہ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے
یقین تہا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہین اور
نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے
حضور کی پناہ مین آیا ہون اگر مین مستوجب قتل و سیاست ہون تو مجھے اپنے سامنے
سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنون کو حوالہ نہ کیجیے۔جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجا
چاہا جلادت و تہور کو کام مین لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچاے میر منصور
بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ وبردباری
وتحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہیے۔بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اٹھالیا
اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلبری کی۔اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور
ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ
کھینچے جاتے تھے۔اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا انتہا کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا
تھا۔اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے
لیئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کرین۔بادشاہ نے منہ دہونے کے بعد قصد کیا کہ خواب
کے لباس بدلنے کے لیئے نورمحل کے پاس جائے۔اور تدبیر کار مین مشورہ کرے۔تو
مہابت خان مانع ہوا۔التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہون اور
غلام کو ہمرکاب لے چلیں تا کہ واقعہ طلب آدمیون کو کچھ اور گمان نہ ہو۔ناچار اسکی حماعت سے
بادشاہ نے لباس ورجواہر پہنا اور سوار ہوا۔نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے
چہرہ کا رنگ اڑ گیا حواس باختہ ہو کے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تہی

اب اسکو سوار اس کے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت وسواری کرکے جواہر خان
خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جاوے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکی ہوش وعقل برباد ہو گئے تھے تشنیع ولعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کر کے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر مین ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتہہ پکڑ کر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا اسیعے فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ داروں نے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چارون طرف سے راجپوتون نے مجبر اکر کے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کر کے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار رہ جائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے اسوقت داروغہ فیلخانہ نگجیت خان
مادہ فیل سرکاری کو لایا اور مرپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اوسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے
مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کر کے حوضہ پر سوار ہو کر نگس رانی کے
لئے بیٹھا۔ اس کش مکش میں اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا۔
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ وپیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوون پر راجپوتون
کے برچھہ کے صدمے اٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھہ بادشاہ
کو اسمیں اوتارا اور اپنے بیٹون کو نذر ونثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا۔ اب اوسکو نورجہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست میں جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلئے وہ بمقتضائے مصلحت وسراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تہا کہ میں کیا کرتا ہون اور تامل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تہا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتارکر بادشاہ کی تسلی و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تہا۔ ادمی خیمے کو گھیرے رہتے تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم وہر لحظہ تازہ فکر و خیال کا ہمدم رہتا تہا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تہا کہ جو کچھہ وہ کہتا تہا اور حکم دیتا تھا راے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صائب سے مہابت خان کے کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل پر اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھہ کو اس افضی بدکیش کے ہاتھہ چھڑا کر اپنے اختیار میں رکھا او اس بدخواہ دولت کا ہاتھہ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم بھرتا تہا اور معذرت کرتا تہا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل اپنے بہائی اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کر کے اور سب اتفاق کر کے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں مہابت خان کے ہاتھہ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت کو اس سبب سے جیسا کہ چاہئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر مطعون ہونے کا خوف تہا۔ چارناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہوگئی۔ اِس مصلحت کی خبر

مہابت خان سے خلاف کر کے نورجہان کا سوار ہونا +

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور امیرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان۔ صادق خان بخشی اور امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ میں جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق چلانا اسے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہو کر لڑنا محض خطا ہے میں یہان سب طرح آرام سے ہون میری طرف سے کچھہ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی۔ مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون وقت جانتا تھا اب تیرے اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا۔ اب صلاح دولت اور بہبود کار تیری تو یہ ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ کی خدمتگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا — نورجہان اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور مُہر بھیدی ہے۔ اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا فدائی خان جو بڑا بہادر تھا ایک تازہ بہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا۔ راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے۔ دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا خیال کیا اور نہ روبرو کے تیر باران کا خوف کیا۔ گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا۔ اور فدویانہ بہادری کرکے دولت خانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمیں سے مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے۔ فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہیں چلے گا وہ ادھر گیا اور ادھر آیا۔ اسکا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند کھینچ کر آتی جاتی ہے۔ بہارس سال کے اواخر جمادی الآخر میں آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو تیر کش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی بیگ مشرف نوارہ نے دریافت کی تہی اسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار کارزار کے لیے مستعد ہوگئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر وجان کا دھیان چہوڑ کر بیگم کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور دو تین غار و آب عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان وخواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے - دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل آنکر سدراہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ وتفنگ کے گولے گولیان مارنی شروع کین - ابہی آصف خان وخواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی میں تہے تیر باران وگولہ بندوق کے صدمون کہ متصل پہنچے تہے جلوے سیاہ الٹا پہرا - بعض نے دلاوری کرکے پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے تیئن جمع نہ کرسکے شمشیرین علم کرکے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو نہ پہنچی تیر وسنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی وکشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لیگئے راجپوتون کی فوج نورجہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے جوانون کے پرخون سر وبدن سے روے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل وندیم خوجہ بیگم کا اور اور مردم روشناس نورجہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ وغرق بحر فنا میں ہوے - ہاتھی اور اونٹ وگہوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گر گئے تھے اور سفر آخرت اختیار کیا اگر ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے - اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ بہڑک گئی اور خون سے عماری رنگین ہوئی نورجہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نورجہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

مہابت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ پیاپے زخمون سے ہاتھی اس
طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے
اوس کو اپنے بس مین نہیں کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے
مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی
بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابو الحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا
مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ بے
اختیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا۔ نورجہان
کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان مع خواجہ
ابو الحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان ٹھامہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابو طالب
پسر آصف خان والا یار و تیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب
مین اترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازمون اور اپنے نوکرون
کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا۔ اور کچھ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور
راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج
مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ
مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت
خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے
ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے
فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور مستانہ وار
کوشش کی۔ فدائی خان کا داماد محمد عطاء ہد اور سید مظفر اور روز بہ بیگ جان نثار ہوئے
اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار
زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھ اندر جائے
اور کچھ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تھی اور اوس کی

اور اسے شاہی کا مسموع نہونا +

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا۔ ناچار کار
نے پانؤن نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شناوری سے دریا عبور کیا۔
اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو
ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پُرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دلی کو چلا آصف خان
جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا
اٹک کو چلا گیا جہاں اوسکی جاگیر تھی۔ تہیر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم
اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابو الحسن و
ارادت خان اور معتمد خان مؤلفِ اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور
آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو
کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ اگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوث و نامرد اور زن
سے کمتر کہا۔ ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا
اور نوکروں کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راجپوتوں کی فوج
محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانکی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ
کی خواہش کے موافق نورجہان کو اوسکی شبہاء الم کا رفیق و ہمدم کیا۔ نصف جمعیت کو
بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے سے تردد
وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی
اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید
کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا۔ محمد تقی بخشی شاہجہان
کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو راجپوتون
کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے
مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھہ بھی عالی
حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

بادشاہ اور مہابت خان کا اٹک جانا +

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار نخچیر ہوا ع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ۵

جو در طاس رخشندہ افتاد مور　　رہا ننده را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہاں بھی بہ تقاضاے وقت وصلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہوسکے میرے بھائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا اوسکو مین ان دو بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہئے تہین وہ آئین نہیں میرا تیرا قصور نہیں ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمتگاری کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا اور سریر آرا کو تخت پر بدستور سابق بٹھاتا اور خود گستاخ کاردان دستوردان کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب وقائع اطراف بلاد کو بادشاہ کے عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور حکام امنیت دور و نزدیک اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا۔ ان ہی دنون میں ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہاں ان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجیب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسی زمانہ مین۔ نورجہان کی تجویز سے ایک رسالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر دلیر

احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی +

کئے گئے تھے اِن میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو افغانون کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض رجپوتوں نے جو مہابت خان کے بھروسہ کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھہ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑون اور باربرداری کے چارپایون کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - رجپوتون نے ماننا نہیں گفتگو کی نوبت زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے - سب احدیون اور قراولون نے اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو سزا دی جائیگی مستغیثون کو اس جواب سے متصدیون کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر نہ ہوئے - رہنے ملک شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب نے اتفاق کرکے رجپوتون پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ مین دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور مین ایسے مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر مین نہ لاتے تھے سواے شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے تھے - احدیون مین کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے - اور یہ سب راجپوتون سے جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ مین راجپوت مغلوب ہوئے - انبوہ عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت جنمین اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت کثیر اونکے معاونون کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیون و قراولون کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک مین بھاگ کر روپوش ہوئے تھے وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے - اونھون نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل مین پکڑکر اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کرکے چوپانی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار سوار ہوا - چاہتا تھا کہ میدان مین جائے اور راجپوتون کی مدد کرکے تلافی کرے کہ اس عرصہ مین بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیون و قراولون کی کمک کو

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے
مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھہ کر کہ وقت ہاتھہ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت
خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے اُنکو خود اپنے مارے
جانے کا خوف تھا۔ اوسنے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرحکا
دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب
نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور
کوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت
کے ساتھہ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سزاولون نے یہ ظاہر کیا کہ مادہ
فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے
وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے
ساتھہ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان
کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہرچند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا
ایک دو مہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

اِن دنون میں واقعات دکھن میں معروض ہوا کہ ۱۰۳۵ھ میں ملک عنبر
حبشی اسّی برس کی عمر میں اجل طبعی سے مر گیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سواری
و ضوابط تدبیر میں عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہیے
تھا اوسنے کیا تھا۔ وہ طریق قزاقی میں جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب
مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیک نامی کے ساتھہ جیا۔ تاریخ مین کہیں دیکھنے مین نہیں آیا
کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور میں کابل سے بادشاہ نے
ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آکر ٹھٹہ کی راہ لی
نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرانے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول
راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کم تر سنی گئی ہے جس سے

نورجہان کی بادشاہ کے خلاص کرانے کی تدبیرین +

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو سنواتی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک ورجمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزندوں اور لشکرے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دونو ہن بہائیوں کا منہ دیکھنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان تیرے استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریبے جو ہر روز مہابت خان سنتا تہا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی سیوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے عمال اور خواجہ سرایان کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بہیجا اور نامہ لکھا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطر نشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سہ بندی نوکر رکھ کر لشکر مین متفرق بہیجتے رہو کہ وہ آپس مین دور دور اطراف مین پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کارآزما بہادر خاطر جمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھہ لیے اور اسلیے کہ اوسکی شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹہیرے کہ اونکا نام ونشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش مین آئے ہوئے معلوم ہوتے تھے - جبتک اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی راسخ نیت و فدویت کی تعریف اور اوروں کی نمک حرامی اور بدخواہی امرا در تمہیدات بیان کرتا - خلوت مین مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبون نے اپنے نا بینون (ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس مین کچھہ برائی نہین ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جابجا نقیب اور سزاولون کو تقید تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لئے

نورجہان کے مقصدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت - بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ارباب
نشاط کے انعام کے لئے اور ہماری زیب وزینت وآرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے -
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار سی گزی سے کمتر نہ ہوگی - اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے ناخوشی نہیں آتی تھی کہلا بھیجے - مہابت خان نے اس خبر
کو سنکر بعض باتین بیگم اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تعقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور
منصب داران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا - اور قرارداد
کے موافق دست راست پر سپاہ رسم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلیٰ لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر کہ جنمین بہادر سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
نام سے کھڑے ہوئے - رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون سے دور رہنا
لازم و ضرور جانکر پوری احتیاط کرنا - اس رموز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی
اور روز دوسرے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا - جو ہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرا کے
لئے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے - اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان کھینچ لیئے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے آئی
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوبے کئے ہوئے تھے کام
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا - اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تاک کے چشم براہ تھا - بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا - مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائیں طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ داہنی طرف کی سیاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھہ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور منع اعدا مین بازو کھولا۔ مہابت خان نے ماجرے کا
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھہ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہین ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی۔ جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائیے۔ مہابت خان کو چھوڑ دیجیے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے۔ بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواجہ سرا
کے ہاتھہ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور سچا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو۔ مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اُترا۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوالئے۔ اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب ور دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہے
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کردینگے۔ اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے۔ مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں۔ بادشاہ اس کے اُس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الٰہی کی قسم کھائی۔ مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائین

اکو اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا
کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہیں مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو
بھی باعزاز مرخص کیا۔

شاہجہان کا ٹھٹھہ جانا اور وہان لڑنا +

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے
مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور
عدم سامان کے اوسنے داعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار
ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر تربنگ سے چلا
اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا
تو راجہ کشن سنگھ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی
جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگ دست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ
بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اوس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اسلیے
مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ راے
ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ میں چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے۔ اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے
حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت
مین اسی راہ سے گیا تھا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت
اور خط و کتابت بھی اور اس ہرج مرج میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلیے
اُس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہیے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور
اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹھہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار و پیادہ جمع
کرکے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے
صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر مین وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے
قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون کے متعلقین کو

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ و تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اسکے جوانان کار طلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کرسکی اور شہر کے حصار پر یورش کی۔ برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھ کام نہ ہونے دیا۔ وہ واپس آئے کچھ دنون کے بعد پھر شیر دل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پر سپریں لگاکے دوڑ گئے مگر وہاں ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پھر آنا محال تر توکل کا حصار باندہ کے بیٹھے۔ ہرچند شاہجہان آدمی بھیجکر اُنکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا۔ شاہجہان اس وقت بیمار تھا غرض ایسے سبب ہوئے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بھی متواتر خبر آتی تھی اسکا ضعف نہایت قوی ہو گیا تھا۔ ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب جانا۔ گجرات اور بہار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا کہ پالکی میں سوار ہوتا تھا۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا۔ یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تھا۔ شاہجہان ملک گجرات سے راج پپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک میں آیا جہان اسکا تکیہ گاہ تھا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا۔ ٹھٹہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۴۱۵ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ۷۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں طے کی۔ مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۴۲۰ کروہ کی مسافت ۴۲ کوچ اور ۲۰ مقام میں طے کی۔

عزہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا۔ شراب بہت پیتا تھا۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو ۳۵ سال کی عمر میں مرگیا۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے۔ آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

شاہجہان کا دکن کو جانا +

وفات شاہزادہ پرویز +

مہابت خان +

مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس
لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلا نے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ او
بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا تاکہ بہت جلد جاکر
اوس روپیہ کو چھین لے جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ
سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ ومقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے
سرائے میں آگ لگا دی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے
صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری
ذات وسوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر
اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

دکن کے واقعات +

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ
دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام
افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سواروں کے
ساتھ جالناپور میں آیا ہے اور سربلند رائے کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک
کے سرداروں سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے نامبردہ
بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے درپے آئینگے۔ جب خانجہان سربلند رائے کی تحریر سے حقیقت
کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر تھی
اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و
مراسم مہمانداری بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور
بہت سے لو دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی میں بھیجکر فساد برپا کیا ہے عمدۃ الملک خانجہان نے
لشکر خان کہ بندہائے کہن سال میں تھا اور کاروان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت سپرد
کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور رہین رہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوسکے قبضہ اقتدار مین سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہوکر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے۔ اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہوگئے تھے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا اور تحفے اور نامہ وپیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی وبدر خواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور افسون سے بازار رزم وفوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھہ هن اور دو تین لاکھہ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھہ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کہوکر اور کروڑوں روپئے خرچ کرکے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کرکے طمع سے بیجد الا ساکیت دمکال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہوں اور دو تین نامدار شہزادون اور امراے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتہ سے دیدیا۔ اور امراے شاہی کے نام جو تہانون مین مقرر تھے نوشتے بہجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردین۔ ان سب نے اُسکے حکم کی اطاعت کی مگر سپہدار خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھہ وابستہ ہین مگر تمام تعلقہ بالا گھاٹ محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھہ آگیا۔

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تھی ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا اوسکو حرم سرا مین دخل ہوئی اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہ مکارہ عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور درستی سیرت مین شہرت رکہتی تہین نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کرکے اس بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے انجام مین مشغول ہوئی۔ ملک وسپاہ کا اختیار اوسکے ہاتہ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اعزہ

خانجہان کا ملک بالاگھاٹ کا نظام الملک کو بیچ ڈالنا +

حمید خان حبشی کی بیوی +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور لبنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے - عادل
شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تہی - اوران میان بیوی
کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لے کر
مقابلہ کو آتا ہے - نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسنے
کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجئے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو
مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ
بیجاپور کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدانخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے
ایک عورت کو مغلوب کیا - پہر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی
محبوبہ نازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور
توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی - امیرون سے خوش زبانی
کر کے امیدین دلائیں اور وعدہ و وعید و تہدید کرکے اونکو سرگرم کارزار کیا - اور بہت سے
کپڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتہہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے
لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا - لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت
کا کام کرتے اونکو وہ کپڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی کے
بھرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی - غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مرد افگن
زن نے ہٹا دیا - پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کھائی اور ایسا بڑا ملک اپنے
تہوڑے روپیون کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے
وفا نہ کرتا - اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا - وہ یہان آنکر کامیاب
مراد ہوا بحسب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی
مین سوار ہوا - اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور لوگ اوسکے ساتھہ تھے الٰہی بحر فنا مین غرق ہو

ان ہی دنون مین خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی
مین آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا - اواسط ۱۰۳۶ھ مین ودیعت حیات کو سپرد
کیا اور اس مقبرہ مین کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرائے اعظام مین سے
تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ مین بیان ہوئے - سوا اسکے خانخانان قابلیت و استعداد
مین یکتائے روزگار تھا - زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم
اور سنسکرت کے علوم مین بہرہ وافی رکھتا تھا - ہندی فارسی مین شعر خوب کہتا تھا ایک
رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی -

زنہار رحیم از پئے دل نروی ‎ ‎ ‎ ‎ بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم ‎ ‎ ‎ ‎ خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا
خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے - کچھ دنون وہ
رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا - اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا
ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی - عرائض اپنے وکلاء زبان دان
کے ہاتھہ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کی عذر مین ظاہر کی - شاہجہان نے بمقتضائے
وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھہ اسکی استمالت
اور تسلی کے لئے بھیجا - وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر مین ملا - ابھی اسکے اقبال مین فروغ
دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست اداے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی +

مہابت خان کا حال +

۱۱ - اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ - یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا - بادشاہ
کے مزاج کو ہوائے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت
راہ کو آسان سمجھہ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا -
روز یکشنبہ سوم رجب ۱۰۳۶ھ کو نوروز ہوا - دریاء چناب کے کنارہ پر جشن ہوا - بادشاہ سیر
کرتا ہوا اور شکارگاہون کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا - مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال و پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے ۔

اس عرصہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے ۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار ہوتا کچھہ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس کے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی ۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا ۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا ڈاڑھی مونچھہ کے بال اوڑ گئے لنڈ منڈ ہوگیا ۔ ہواخواہون کی مصلحت کے تقاضے سے باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لیئے بادشاہ کی منت سماجت کی ۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا ۔ نورجہان نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے ۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار شگون سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا ۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس طرح شکار کھیلنے بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر جھہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اونپر بندوق مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے ۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو ہنکا کر لایا ۔ ہرن ایک پرچہ سنگ پہاڑ کر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جاکر اوسکے ہنکا لئے کہ قدم کا آگے رکھنا تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھہ گھبرایا اور کھڑا ہوا کہ پیادہ کی مان روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی ۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہوا اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھا دی ۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

جہانگیر کا بیمار ہونا اور مرنا ۔

آگے بڑھا۔ پہاڑ کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا۔ شراب سے بھی نفرت ہوگئی۔
راجپور کی راہ میں ایک پیالہ پیا تھا وہ حلق سے نہ اترا قے ہوگیا۔ دولتخانہ تک پہنچتے
پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی۔ پہر دن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر
۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ساٹھہ برس کی عمر تھی۔ ۲۲ برس سلطنت کی۔ یا ۲۱ سال
۸ ماہ ۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے
نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتھہ خاک میں
مل گئے۔ سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا۔
تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار
بنانے کا خیال نہ چھوڑا۔ ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی
کی مصلحت کے لئے بلایا۔ مگر اس کو اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑ کر
بہن کے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا۔ اوسنے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور
اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بنا کے داور بخش
پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو مژدہ سلطنت سنایا جو محض خواب و خیال تھا۔ داور بخش
جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا
تختہ ہے گا وہ اس امر پر بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔
عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بقضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض
لئے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا چتر سر پر رکھا شرط نثار اور مبارکباد بجا لاکے
منزل بھنبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نورجہان بیگم ناچار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت
کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

داور بخش کی تخت نشینی +

آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے
ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پر لگا کر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال
ہوا۔ عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

وقت ضائع نہ کیا نریائی باتیں اسکو سمجہا دین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور

اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا۔

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کیلئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تہا۔ آصف خان نے دونو بہنون کے گہر پر چوکی بٹہا کر امرا اور نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کر دی۔ سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی کی استقامت و استحکام کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا۔ اب اوسکی اطاعت کرتے تھے۔

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریرآرای سلطنت کرے۔ شہریار نے لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا۔ جس شخص نے جو مانگا وہ اوسکو دیدیا۔ اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا۔ اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوّے لاکھ روپیون میں ستر لاکھ روپئے قدیم و جدید مفسدون کو دیدیئے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لائے اور مستقل بادشاہ ہوجائے۔ بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور میں شہریار پاس بہاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریائے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے آصف خان بڑہا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہہ ودبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹہایا۔ دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا۔ اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی۔ شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک کی غلام نے جنگگاہ سے دوڑکر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود اپنے پانون کو جال مین پہنسایا۔ دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا۔ اکثر شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور بادشاہ دولت خانہ میں ٹھیرا اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ میں گئے اور داور بخش کو سریرآرا کیا۔

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +

شہریار بادشاہ کی حرم سرا میں جریدہ گیا - فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑ کر اللہ وردی خان
کو سپرد کیا - اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا - اور مراسم کورنش و تسلیم اوس سے اداکرائین اوسکو
محبوس کیا - اور دو تین روز بعد اندھا کیا - تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی - رباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت مین نوید فتح شاہجہان بارسال کی اور التماس کیا
کہ حضور بہت جلد یہان تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کرین - اب بنارسی اور
شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے - بنارسی منزل جکر ہٹی سے جو وسط کشمیر مین ہے بیس روز
کے عرصہ میں ۱۹ - ربیع الاول ۱۰۳۷؁ کو جنیر مین پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی وہ
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تہا گیا - اور صورت حال
کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرمسرا مین پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا
اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی
- اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا - مراسم تعزیت کا وقت
یہ نہ تھا - مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۷؁ کو نجومیوں کی مہورت
کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا - اور آصف خان کو بنارسی کے ہاتھ بھیجنے کا
اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ڈاک چوکی مین بھیجا - خان جہان خان صوبہ دار
برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا - اوسنے شاہجہان کو اطلاع بھی مگر اوس نے بہی
اوسنے جان نثار خان کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا - وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا
اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان دکہن (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نور جہان اور
شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب مین عرضداشت
نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں
اپنے بیٹوں کو سکندر خان لودہانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

شاہجہان ۱۰۳۷

راجہ گج سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے نہی ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجاکر برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب باباپیارے کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جس میں اطاعت اور فدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد میں صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیان کین تہیں یا نمہ کاموں سے اوسکو ہراس خوف بہت تہا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگیئی اس لیئے شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر معتمد خان کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کرکے ہمارے پاس بھیجے اوسوقت سیف خان سخت بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق۔ خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچاوے کہ سیف خان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اسکو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریاء نربدا سے عبور کرکے قصبہ سینور میں وزن قمری کا جشن کیا۔ دلیر خان بارہ نے آنکر شہریار کے مکحول و مقید ہونے کی اور داینال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ ہوگیا تھا۔ شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کین تو پھر اوسکی جان مین جان آئی۔ بیماری سے صحبت بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد مین آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی۔ اور عیسی خان چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچہہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور داینال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں شہر عدم کو روانہ کرے تو ہواخواہان ملک اور سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

سر و ارث ملک تا بر تن است　　　تن ملک را فتنه بر آہن است

اِس فرمان کے پہنچنے کی بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولیٰ کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشاسپ شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا - بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا تھا اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھوایا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطون کو بجالایا تھا - زمین بوس و مورد الطاف ہوا - اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا - اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی ہجابجا ندامت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زیر دستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبر دستون کی تنبیہ کے لئے خدا ترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور میں دار الخلافہ آگرہ میں شاہجہان آیا - اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا دو شنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس و ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۶۸ء سنہ میں پیدا ہوا تھا - اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی - وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی - وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تھا جو انگلستان کی آبرو ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے - وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تھا -

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا - وہ ولیسٹ انڈیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا - وہ ۱۶۱۰ء سنہ مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء سنہ مین وہ کامن ہوس مین مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا - وہ سال آیندہ مین جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی
حالت طفلی میں تھی۔ بعد اس کے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا
پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتر برس کی عمر میں مرگیا۔ ادسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال
لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں
انگریزی جہاز جھنڈیوں و بیرقوں سے آراستہ ہوئے۔ انکی توپیں میری سلامی میں چھوٹی گئیں
کپتان اور سوداگروں اور اسی مسلح آدمیوں سے مرا لوڈی گارڈ اوف آونر مرتب ہوا۔ بادشاہی
افسروں نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ میں مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بداخلاقی
کی کہ میرے نوکروں کی تلاشی لینے لگے میرے بکسوں کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان
بکسوں میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہوں مگر اونہوں نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سُنا
شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہاں اس انتظار میں
مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیاں اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک ان
تحائف کو لے جاؤں ٹامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۲۰ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ کے
سنہ تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب میں گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام
بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی
میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دہات میں مٹی کے
کچے جھونپڑے تھے۔ انمیں کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چوروں کے ہاتھ
سے ایک منزل میں تیس سواروں اور بیس بندوقچیوں نے مجھے بچایا۔ برہانپور میں کوتوال سولہ
سوار جھنڈیاں لئے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار
بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر کمرے تنور کی مانند تھے اسلئے میں اپنے خیمے میں سویا اول نومبر ۱۶۱۵ء تک
مغلوں کی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہاں میں نے
پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہاں بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے آگے

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + مین اسکے دربار مین داخل ہوا وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اوسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمین امرا کھڑے رہتے تھے ۔ مین نے پرویز کے آگے زمین بوس ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین ایک بادشاہ کا سفیر ہون نوکر نہیں ہون ۔ مین چبوترہ کی تین سیڑھیون پر چڑھا ۔ امرا پرویز کے گرد غلامون کی طرح دست بستہ کھڑے تھے ۔ مین نے پرویز کے آگے سر جھکایا ۔ پرویز نے بھی جواب مین سر جھکایا ۔

مین نے بیان کیا کہ مین شاہ انگلینڈ کا سفیر ہون ۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے مین آگے سیڑھیون پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے ۔ مغلون کو گھمنڈ و غرور تھا مگر پرویز نیک مزاج تھا ۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہان یورپین انگریز اپنی تجارت کی کوٹھی قایم کر سکتے ہین گاڑیون اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھکو آگرہ تک پہنچا دیں ۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا ۔ اس مین ایک کیس شراب کی بوتلون کا تھا اوسے دیکھ کر وہ ہنسا اور مجھ سے کہا کہ مین تم سے خلوت مین ملکر باتین کرونگا وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا ۔ مگر پھر مجھکو اوسنے بلایا نہیں مین بے فائدہ انتظار کرتا رہا ۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا ۔ پرویز نے شراب اسقدر پی لی تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا ۔ ۱۴ ۔ نومبر سے ۲۳ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کے عرصہ مین بانپور آگے اجمیر گیا ۔ راہ مین مانڈو مین گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا ۔ یہان سے چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا ۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا ۔ سارے رستے مجھے بخار آتا رہا ۔ مین ۲۳ ۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر مین داخل ہوا ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۔ ۲۷ ۔ نومبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر رو کا دربار مین جانا ہندوستان کی تاریخ مین ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے ہندوستان مین بعد ازان شان و شکوہ سے سلطنت کی ۔ اور سلطنت کر رہی ہے اوس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہے اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے ۔ اوسنے سجدہ زمین بوس
سے انکار کیا ۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھہ اصرار نہیں کیا ۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو
تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا ۔ وہان اول کورنش ادا کی پہر وہ سرخ کٹہرہ تک جاکر امرا
مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی ۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑہا اور تیسری دفعہ
کورنش بجالایا ۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا ۔ اس نے اس
دربار کو بھی تھئیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج
کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھہ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا ۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا
شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جمیس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا ۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھہ تھا
وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے ۔ یہ
تحفے تھے باجے ۔ چاقو ۔ کارچوبی سکراف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی ۔ میرے ہمراہیون
مین سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا ۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی ۔
بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا ۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا ۔ اوسنے
مجھہ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجونگا ۔ اوسنے مجھہ کو صلاح
دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے
بے تکلف مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا مجھہ سے
لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہے ۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء

جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا ۔ وہ
باہر آیا ۔ اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا ۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکرونے کوچ کو
چلایا ۔ اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئین لباس
اور تلوار سے آراستہ کرے ۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی ۔ بادشاہ نے درباریون
سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے - ۲۵ جنوری ۱۶۱۶ء کا خط بنام الیسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینوں تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہدنامہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں - خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ میں تمہارے خرخشوں کا علاج کرونگا - جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانوں کو جاری کردیا کہ خشکی میں تمام راہداری کے محصول معاف کردئے جائیں - مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے - اگر کوئی اونکے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا - میں چاہتا تھا کہ ایک عہدنامہ ایسا حاصل کروں جسپر بادشاہ کے دستخط ہوں - میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہدنامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موجودہ تجارت کو بڑہائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہدنامہ کو اس سبب چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا - سفرنامہ رو -

اِن عہد و پیمان میں سفیر انگلستان کو ایک اور دقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہوسکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفتروں سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا - یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتوں پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا - دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا - اسکا تخت سیپ کا بنا ہوا تھا - وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمیں موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیوں کی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزاں تھے - دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۲ قدم تہا - اسمیں ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے - اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تہا اور وہ بانس کی چوبوں پر ایستادہ تہا اور چوبوں پر

عہدنامہ کے باب میں وقتوں کا بیان +

واقعہ نویسوں کا دفتر شاہی میں ہونا

جشن نوروز

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اوراس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے
ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اِس شامیانہ کے
گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اوراُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ہوئی تھیں -۱۱- مارچ ۱۶۱۶ع -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت وجلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
لیپ بورڈ پلیٹ اور کارچوبی سلیپرون کی نمایش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا - یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی ایلزبیتھ - طامس سمتھ
اول گورنر السیٹ انڈیا کمپنی کی تہیں - ۱۲- مارچ ۱۶۱۶ء +

سفیر روکا جانا +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزون کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکارون نے
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا - سرخ کٹھرے میں جانے سے مین روکا گیا جسکی شکایت مین نے جہانگیر
سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -
رانا اودی پور کا بیٹا اوس دربار میں آیا تہا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا
جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوسکے سر کو بغل مین لیا - ان سوغات سے
میں ناخوش ہوتا تہا - ہاتھیونکی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۳ مارچ سے ۲۲ مارچ ۱۶۱۶ء +

عہدنامہ کی مخالفت +

اب مین نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے مجھے بڑا رنج ہوا - ارکین
سلطنت نے یہ ارادہ کرلیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دین - اونکو اندیشہ تہا کہ شاید
جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ مین جو تین بادشاہ کے سامنے پیش
کررہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر مین نے ترجمان
کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھین جھپکانے اور فضول اشارون کے کرنے مین
بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے مین بادشاہ غصہ مین بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
انگریزون کو تکلیف پہنچائی ہے جب مین نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سنکر خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسپنے یہ کہا کہ بس مین بس مین
آصف خان لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہو گیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کر دیے
ہین وہ کافی ہین - مین نے عہد نامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے
جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان
ہی سے جواہر لیئے اوسکے پاس کیسے لا سکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہیں ہوا - ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوار تلوار اور جاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل مرد الماس لاتے ہین - ۲۴ مارچ
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا - خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہو جائے - آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہد نامہ کا مسودہ تیار کرے
یہ میری دلی تمنا تھی - مین نے عہدہ نامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا - اس عہد نامہ
کی تحریر مین مینے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا - یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہے گی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہیں تجارت کرین جو بادشاہ
کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین - بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے - راہداری کا محصول سب جگہ معاف
ہو - فقط بندرگاہ مین جب انکا اسباب جہاز سے اوترے اوسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے - اور جو انگریز مر جائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے - اوسکے عوض مین بادشاہ جس چیز
کو چاہے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کر دینگے - وہ اوسکے سارے دشمنون کے
دفع کرنے مین مدد و معاون ہونگے مین جانتا تھا کہ اس عہد نامہ مین کوئی بات مستثنے نہیں کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی - میں اس عہد نامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہیں
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہیں - تحفون کی خاطر جہانگیر اس

مہر کر دیتا ۔ مگر خرم اور آصف خان نے ریڑہ باری اور اوسکو دستخط نہ کرنے دئیے ۔ ۲ مارچ سے ۱۳ مارچ تک
اسوقت میں ارکین سلطنت میں باہم نااتفاقی ہو رہی تھی ۔ انہین اصول
قائم ہوتے نہ انہین مخفی خیالات تھے ۔ خرم اس بات میں کوشش کر رہا تہا کہ میں اپنے بھائی پرویز
سے بہتر ہو جاؤں ۔ جہانگیر کو سمجہایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلالے اور اوسکی
جگہ خرم کو بھیجدے ۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنون سے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی
نوامبر تک اسباب سفر ۔ پہلے جمع ہوتا رہا ۔ جون سے نوامبر تک و ۔
اس درمیان میں مینے کچھہ کام نہیں کیا ۔ اکثر میں دربار او غسل خانہ میں گیا جہانگیر ہر وقت
خوش گپی کرنے کو تیار تہا ۔ اسکو ان تصویرون کے دیکھنے کا شوق تھا جو مین لایا تہا اوسنے
اپنے مصورون سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگرون کی بڑی شیخی بگھارتا تھا ۔
وہ یہ چاہتا تہا کہ انگلستان کا گھوڑا یہان آئے وہ کہتا تہا کہ اگر جہاز میں چھہ گھوڑے سوار کئے
جائین تو اون میں سے ایک گھوڑا زندہ یہان پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی میں
اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے ۔ اسنے مجھہ سے پوچھا ۔ دن بھر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پینی چاہئے
اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی ۔ وہان شراب
کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے ۔ سفرنامہ و —— مغل دربار کے اخبار ایسے
ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکون میں ہوتے ہیں ۔ نور محل کی ایک عورت کی بابت
دو خواجہ سراؤن میں جھگڑا ہوا ۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول
کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا عورت زندہ بغلون تک زمین
مین گاڑی گئی اور تین روز تک دہوپ میں سکھائی گئی ۔ وہ چھبیس گھنٹے میں مرگئی ۔ اوسکے
پاس ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفرنامہ و ۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے
آئے ۔ تیرہ چورون کے گلے کاٹے گئے ۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا گیا
باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازارون میں پھینکے گئے
سفرنامہ رو ۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھہ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا ۔

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لئے آیا - اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالباً اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے - میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی - اوسکی گفتگو بہی مسرت ناک اور پرنتائج ہوتی تھی - اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتین کیں - اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے - نذرون و بھینٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکہہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا - باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا - وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا - اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا - دوسو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا - وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکھتا تھا - باقی فردوں کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روز اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا - اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے - سفرنامہ رو -

۲ - ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا - بادشاہ چھہ دفعہ سونے کی ترازو مین تلا - ایک پلڑے میں وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا - اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا - یہ سب چیزین غریبون مین تقسیم کی گئین - دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی - بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھہ چار ہتنیان اور زنجیرین - گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتھہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جھولین پڑی ہوئی ہوتیں - ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونھون نے سلام کیا - مین نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا - ۲ ستمبر رو -

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی - قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا - اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹوا تا جشنوں میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سررو کو آدمی بھیجکر بلایا - وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا سوتا تھا - فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا - جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا تخت جواہر سے مرصع تھا - امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے - سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے - شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے سب نے شراب پی مگر آصف خان و حرم اور میں - جہانگیر نے جو پیچھے کھڑے ہوئے تھے اونمیں روپیون کی کشتیاں بکھیریں - اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے بچھا و رکئے - آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سوگیا - روشنی گل کی گئی - امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے - سفرنامہ رو +

طامس رو کی معشوقہ کی تصویر +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی وہ ساتھ لے گیا جو مرگئی تھی - جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا - جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو - اول سفیر نے دینے میں عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی - اور ایک عجب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے - بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی - سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی - بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی میں اوسکو اپنی حرم سرا میں عورتوں میں لے جاؤنگا اور اوسکی نقلیں اتروا ؤنگا - ان نقلوں کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا - سفیر نے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا - جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) اسے بھی محبت رکھئے - یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلآویز ہے +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب مین آیا تہا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون میں بیڑی پڑی ہوئی تہی - اوس کی سر کی دستار آنکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی اور کو نہ دیکھے - وہ آداب بجالایا چند سوالات اوسسے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

[illegible] +

درگاہ شاہی میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تہا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بہیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے مین یہ اندیشہ تہا کہین وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بہیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنیگا - وہ اوس کو جانیگا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی مین رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوسسے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بہر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہین ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا جو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفرنامۂ رو -

[illegible] +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست مین مقید تھا - نور محل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے انکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تہا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب مست تھا تو وہ نور جہان گیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کرو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

خسرو کے برخلاف سازش +

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی راے نے جہانگیر سے جو کچھ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ مین مرجاؤن گا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا۔ جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑہایا۔ اوسنے انی راے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہیے جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی راے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالباً انی راے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجاے مجوا اسنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کھٹکے جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سب نے کھانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائین گے جہانگیر نے ہر چند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوس نے نورمحل کو بھیجا کہ اونکو جاکر سمجھائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکھنی نہین چاہتے۔ سفرنامہ رو +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پھیلانا چاہتی تہی اسلئیے یہان کے واقعات کو مین لکھا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجاے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے ہندوستان مین کھلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیون کے واسطے ایک امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکھتا ہے اون کی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکھتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جھوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تھا وہ آیندہ دیکھا جائے گا سفرنامہ رو +

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے لمورو نے یہ خیال کیا کہ وہ

حسب الحکم آصف خان +

حرم سرا مین رونا پیٹنا خسرو کے لئے +

سر طامس رو کا انگلستان کمپنی کو خط لکھنا +

شاہ ایران کے سفیر کا دربار مین آنا +

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے۔ اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس کمان و ترکش منقش کئے مسلح تہے۔ اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دوسو پیادے سپاہی بہی تہے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا۔ اوسنے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا۔ جب اوسنے تحائف پیش کئے تو طامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا۔ اس نذر مین ۲۷ عربی و عراقی گھوڑے نو بڑے خچر۔ سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فرنگستانی لشکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ۔ پانچ گہنٹے۔ ایک اونٹ زرین المستند ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹہہ ریشمی قالین۔ دو لعل۔ ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے۔ سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلوارین۔ اور سات حلبی آئینے تہے سفرنامہ رو +

چندروز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکہنے مین آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کے دعوت کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب مین داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسسے کیا۔ اوس نے پوچھا کہ حکم کس نے دیا تھا تو اوسسے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ اوس نے کتاب منگائی اوسنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا بعض کو درگاہ شاہی مین کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے۔ بعض پر لات گہونسے مارنے کا حکم دیا ایک یہین مر گیا۔ بعض مجروح ہو کر گہر گئے۔ سفیر اس سزا سے بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا۔

۲۶ اکتوبر۔ سفرنامہ رو ——— سب چیزین سفر مین جانے

کے لئے تیار ہو گئین - دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا - موتی اور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا - لشکر گاہ چار میل پر تھا - وہ اس کوچ مین بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان بنائی گئی تہی - اسکے امرا پیدل وسکے ہمراہ گئے - سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پھینکتا چلا گیا - دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ مین جانے کا ارادہ کیا - محل مین بہت سویرے طاس لیکر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ جھروکہ مین بیٹھا ہوا ہے - دو خواجہ سرا اسپر مورچھل جھل رہے ہین وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسّی میں اوپر کھینچ لیتی ہے - بادشاہ کی دو ملکہ بھی جھروکہ مین چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین - اونھون نے چلمن مین سے مجھ کو جھانک کر دیکھا مین نے اونکی اونگلیان دیکھین - پھر اونکے چہرے پھر ساری صورت - وہ متوسط درجہ کی سفید رنگ تھین اونکے سیاہ بالون میں تیل پڑا ہوا تہا - الماسون سے وہ چمک رہی تھیں وہ مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جھروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئیں - ۲ - نومبر سفرنامہ رو -

خرم کا رخصت ہونا +

جہانگیر کا جھروکہ مین بیٹھنا +

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین انمین جا کر فرش تک ہو بیٹھا - جہانگیر آیا - اور ڈیڑہ گھنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس ہاتھیون پر سوار ہوئین یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے - تین ہاتھیون پر مربع عماریان لگی ہوئی تہین - اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے - اور اُن پر چھتریں چاندی کی لگی ہوئی تھین - رو

دربار مین امرا اور بیگمات کا جمع ہونا +

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہو گئے تہے اور توپون کی آواز بھی اس مین نہین سنائی دیتی تہین - زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے انگلی رکھی اور پہر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پہر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا - یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تھا - سفرنامہ رو +

جہانگیر کا روانہ ہونا +

بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار +

جہانگیر اپنی بہا درانہ پوشاک پہنے ہوا تہا - کمخواب کا کوٹ بے آستین کے زیب تن تہا
اوسپر ایک کرتہ ململ کا تھا - اُسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے - اوسکی دستار مین پر
لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا - دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمکتا تھا
بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا - اسکا ٹپکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور
ہیرون سے گتھا ہوا تھا - گلے کے ہار میں تین دوہری لڑیان موتیون کی تھین - اوسکے
بازوبندون میں الماس ہیرے پتھرے لگے ہوئے تھے - ہر انگلی میں دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا
اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا - دونون مین ہیرے او یاقوت جڑے ہوئے تھے
دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمین تیس تیر تھے -

بادشاہ کی سواری +

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے
ساز سونے و مخمل کے تھے یہ کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے
منڈہی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا - بادشاہ
کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے - اور اونمین لعل جڑے
ہوئے تھے - گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تہی - بادشاہ
کے آگے نقارے اور تریان اور دہوم کے باجے بجتے تہے - اور جھنڈا اور بہت سے امارات
شاہی عجیب و غریب - نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تھے
تین پالکیان تہین - ایک سونے کے پترون سے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تہے
موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی - اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے
تھے - اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش اتاری گئی تھی اور اوسکی
جگہ اوسمین پوشش چڑھائی گئی تھی - جہانگیر نے نور محل کو وہ دیدی تھی اور نور محل اوس میں
سوار تھی - جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے - بعد اسکے
بادشاہی بیس ہاتھی تہے جو سونے چاندی سے لیسے ہوئے تھے - ہر ہاتھی پر بیس پھریرے اطلس اور
دریائی کے پہراتے تہے - امرا پیدل چلتے تہے - اور عورتین ہاتھیون پر سوار نصف میل

بجھے اسلحہ جاتی تہیں جیسے نندین پنجرون میں طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک
تھا - سارے رستہ مین چپہ سوہا تھیون کا جلوس جنپر محل و کمخواب کی جھولین تہین - ہر ہاتھی
میں ایک توپ - ایک توپچی مربع انباری مین بیٹھا ہوا اور اوسکے سر کونے میں ایک جھنڈا اٹھا - سر کے
پر جھپڑ کا و خاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایکے سنگ پر سواہ پیادونکے کوئی
سوار نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

جب سواری چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر ٹھیرا
جہان خسرو مقید تھا - خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اس کے ہاتھ میں ایک تلوار
اور سپر تھی اوسکی ڈاڑہی چھاتی تک بڑہی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی
جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہوکر ساتھ چلے - اور ایک امیر اپر دئے کہ وہ آدمیوں میں
انکو گہیر دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبورًا پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ تک
میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت
رکھتے تھے - نصف میل کے گرد قناتیں گھرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح
بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں
جنکے سرون پر پیتل کی برچیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ
تھیں اور اندر کی طرف تصویریں پہکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بڑا
خوبصورت بنا ہوا تھا - میں اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے
اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے پا انداز بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امرا صف باندھے کھڑے
تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش
کی جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا - اور پانی مانگا
اور ہاتھ دہوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

بادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن ہوتے

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا- اول دربار کا صحن تھا- دوسرے مین غسل خانہ اور
خیمے تھے- تیسرے مین حرم سرا تھا جسکو محل کہتے تھے- اس حرم سرا کے ایک کونہ مین دو منزلے
خیمے مین- اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل مین جھروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھ کر کہلا مید ان
دیکھ سکتے تھے- بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تھیں- عورتون اور خواجہ سراؤن
اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی- +
امرا اپنے اپنے خیمون مین گئے- مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا- عجیب ایک شان و
شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا- یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہو گیا- بیس میل مین
اوسکا احاطہ تھا جسمیں بہت سے رنگ چمکتے تھے- شاہی خرگاہ سرخ تھا- اور امرا کے خیمے سفید سبز
اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے- اور گھر کی طرح مرتب تھے
انمین دار السلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانیں تھیں- وہان کسی طرح کی بے ترتیبی
نہ تھی- ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا- خیمون کا سامان دوہرا تھا
ایک لگتا تھا دوسرا اکھڑتا تھا سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے مین لگجاتے تھے- جب کہ آدمیون نے لشکر گاہ ہی ملنے مین تاخیر کی
بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ خیمون مین جائیں (۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو) +
اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی- اول دفعہ ملاقات مین خرم
پریشان خاطر تھا- رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نور محل پاس یا اوسکی کسی اور
بیگم پاس ہے- دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا- مجھکو مجبور پہننا پڑا
جسسے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی- وہ کہتا ہے کہ اگر مین کسی تھیٹر مین تاتاری تیمور کی نقل
اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +
لشکر گاہ مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی- ایک دفعہ سو چور کھیتون
مین قتل کئے گئے- ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون
کے سر لدے ہوئے تھے- مغل بادشاہ جیسا کہ عوام رس شہر مین تھا- ایسا لشکر گاہ مین نہیں تھا
کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آ سکتا تھا- جہانگیر ہر روز جھروکہ مین

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت شکار میں جاتا تھا غسل خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ ایک دن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دیے اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چوروں اور رہزنوں سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلوں اور پہاڑوں میں رستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑوں اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزاروں گاڑیاں چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں

بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تہیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار ہوکر پہاڑوں میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر پہاڑوں میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رہنے والون نے ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک درجگہ قلعہ کو دہ پر منعکسر بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر غربا اور سپاہیون کو اکثر با یحتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا ۲۴ سے ۲۶ دسمبر

پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نورمحل اور آصف خان نے اوسکو یہ یقین دلا دیا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت قبول کر لیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ کرنے کے لئے شیعوں اور سنیوں میں آپس میں اتفاق ہو گیا۔ اونھوں نے سرحد پر ایک سپاہ بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسّے نورمحل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی غرضیت بنائیے۔ اور آگرہ کو واسطے تشریف لے جائیے

[illegible]

جہانگیر نے اوسنی منظور نہین کیا اسطرح اوسکے جانےمین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا۔ اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا آخر کو فروری ١٦١٦ئ کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ١٦١٧ء +

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ عجیب ہین مینے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر ارکان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہکر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ ایران کو گیا جس کام کے لئے وہ آیا تھا انمین ناکام رہا۔ اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین پینتیس ٣٥ گھوڑے دئے جسکے عوض میں اوسکو تین ہزار روپئے نقد ملے۔ جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے نگترے انناس کیلے۔ اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا۔ محمد رضا بیگ نے بیماری کا بہانہ بنا لیا آصف خان سے رخصت ہوکر نہین گیا

یکم جنوری سے ٣٠۔ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھسے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا +

اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین بہت رنجیدہ ہوگیا جہانگیر نے اقرار واثق کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئین اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اوسکو کھولے۔ مگر خرم نے اونکو روک لیا۔ جہانگیر نے صندوق منگائے خرم نے اونکو بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لے لی بہت سی چیزین اوسنے ایسی لے لین کہ وہ اوسکے لئے نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمھارے لئے بھلا کیا آج تک مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ بہت سا کام کرونگا مگر مینے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی۔ جہانگیر نے بہت شراب پی لی۔ وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیونکا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت سے جنون کی باتین کیا غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ رہا اور بستر حاشیہ اوپر چڑھا یا گیا ہے کہ وہ لیبھد کی مدد اسی زمانہ مین وہ خلعت اور اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانونکی شریعت کے باب مین مباحثہ کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ و مسلمان اپنے تئین ہمارا کیا دین کہ ہمیں کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا۔ وہ مجھسے محبت کرتے ہین

ایران کے سفیر کا رنجیدہ جانا +

خرم سے دوسری ملاقات +

تحائف انگلستان کی بابت بادشاہ کا عتاب +

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے مسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی - یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱۔ مارچ ۱۶۱۷ء -

مارچ مین لشکر شاہی ناموقلعہ مین آیا۔ یہان ایک درسازش کا گل کھلا۔ نورمحل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی۔ وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین۔ اب وسنے اپنے بہتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کر لی اور اوسکے پوتے سے نکاح کر لیا جس سے نورمحل نہایت رنجیدہ ہوئی۔ اوسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرا دیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا - رو

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا۔ یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے۔ ملک عنبر جو سنی تھا سے حسد و عداوت پیدا ہوئی۔ اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھہ اوٹھایا۔ خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمدنگر کو فتح کر لیا۔ خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا۔ جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی۔ اوسکو شاہ کا خطاب ہوا۔ شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا۔ نورمحل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ سفرنامہ رو

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کر سکا۔ لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں اس سے میرے دشمن وہ ہو گئے۔ مین اس سے واقف تھا۔ اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاہ جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کر کے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے۔ وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اونٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونہون نے مجھہ کو جاسوس جانا۔ رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہی کہ اس زمانہ میں مغل انگریزون سے چونک پڑتے تھے۔ اہل ایشیا کا انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت و ذلت اونکی طبیعت کا ایک جزو غیر منفک ہے۔ بعض ملاح بندوقچی سورت کے قریب خشکی مین اترے۔ بعض بتنی بانا

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی۔مگر مغل اونسے ڈر گئے۔درگاہ شاہی مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت اثر خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتین ہونے لگین +

دفعۃً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کیا اوس کے جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کر لیا۔اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھٹا دیا۔امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر پیدا کیا کہ آصف خان انگریزن کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا وہ سب وصول ہوگیا۔کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔مگر پھر بھی مغل و انگریزون مین خاصی دوستی رہی۔ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا۔۱۶۱۸ء مین وہ ایران کو گیا۔اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لڑائی کی سی لوٹ مار رہتی ہے۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا دربار رس تھا۔وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان سورت مین آیا اور اونسے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔پرتگیزون نے ہاکنس سے ہر طرح کی مخالفت کی۔اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون کا بادشاہ ہے اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

دفعۃً انگریزون پر مہربانی +

آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا یہان سے جانا +

کشتیان پکڑ لین نگرا وسکو ہمیشہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہوئی آخرکار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر الٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہمیشہ چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیئے پہرہ چوکی مل گیا۔ جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت مین انگریزون کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں کریگا اور محصول نہین لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چارسو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل میں سے ایک گوری عورت کو صطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوسّے نکاح کرلو۔ مگر اوسنے انکار کیا اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہان رہا۔ اور ہر روز بادشاہ کا حاضرباش رہا غسل خانہ مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور اوس کے بادشاہون کے باب مین ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ پاس اوس کو بھیجون گا اپنے پاس رکھا ہے مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت کرنا منع ہوجائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہوجائینگے جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری کیا۔ ۱۶۱۱ع مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین ملگئی ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ کر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسّی ہزار روپیہ روز وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون میں
جمع رہتا ہے - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان
پرندا وس پاس ہیں ہزارون شہر بھینسے شکاری کتے رسیدہ ہیں - ایک گھنٹے مین پچیس ہزار
سپاہ جمع کر سکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کر سکتے ہیں - اسکے دربار
اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہین وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے
رو برو آتا ہے اوسسے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا میں سے ہر ایک کو
یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے - صوبون کے صوبہ دار بادشاہ
کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہیں امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے
جاتے ہیں اور وہان وہ خود روپئے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے
اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی
خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم الشیائی مورخوں
سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و حضلات کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا
ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے
تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ لڑکی
تسبیح ہے - ہر ایک لڑ مین چار سو دانے ہیں - یہ دانے موتیوں ہیرون لعلون زمردوں اور اور
جواہرون کے ہین - اونکے امام پتھر کے ہیں جنپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے
وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارہا
آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین
رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور
جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پھر تین بجے اگرہ مین تمام امرا سوا
اونکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امراے عظیم سرخ کٹہرہ مین داخل
ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کہڑے رہتے ہین سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا
ہوا ہے - ان سیڑہیوں سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہین - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا
انتظام اور اونکی ترتیب بعض افسر کرتے ہیں - ہر روز کچھ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے
پھر وہ اپنے عبادت خانہ مین جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ عطام
تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا
جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے
یہ وہ معتاد ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سو جاتا ہے اور سب
آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا
نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا - اسمین رات کا ایک
بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سو جاتا ہے - اس عہدہ مین بہت سے نکمے کام کرتا ہے
مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو
سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں جب
بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بعید زمانہ تحریر ہوتی ہے -
جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو
دو مینارون کے درمیان لٹکی ہوئی ہے - اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں -
اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی
بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہ
بھی لکھا ہے کہ ابتداء سلطنت میں سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی
شخص بے حفاظت کے سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریبًا سارے آدمی
باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +
وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ ہمیشہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے۔لوگون کی فریاد سن کر حکم
دے تحائف لے۔اورون کو دیکھے اپنے تئین دکھلائے۔یہان اسکے دربار کا حال لکھنا
مناسب ہے۔بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سواء خواجہ سراؤن کے نہین جاسکتا تھا اور یہان
تاتاری عورتین ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا
دیتی تھین بادشاہ ہر روز جھروکہ مین بیٹھ کر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ
کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو
دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا
مین سونے جاتا تہا۔بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھا کے آٹھ بجے
رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جسپر
وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سواء اول درجہ کے
امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔یہان خوش خلاقی
سے وہ بڑی باتین کرتا تھا۔ان آخر دو مقامون کے سواء مہمات معاملات و مقدمات کا فیصل
کہین اور نہ ہوتا تہا۔وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کر کے جسکا جی چاہے
یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل
مین شریک ہوتے تھے پر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبارون کی
طرح مشتہر ہوجاتے تھے اور اوباش بدمعاشون کو اونپر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام
بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواء اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو یہ بات
معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایکدن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اسکی کوئی معقول وجہ نہ
بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہوجاتی۔دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہین ہوتا جبتک
کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہوکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اورون کا اطمینان
خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل
سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانؤن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سکروی عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہوجاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سراوڑائے جاتے تھے - زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین - ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتّون سے پھڑوائے جاتے تھے - سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے - اس طرح جان ستانی پر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہی کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انار کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا - باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لئے وعدہ کیا - بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کرکے اطاعت اختیار کی غسل خانہ ہیں باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرمسرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا - اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کرلیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے - اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ء مین ہندوستان مین سفر کیا - وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی ہاتھی نہتے شیروں سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تھے - بہت سے انہین مارے جاتے تھے - زخمی آدمی اسلئے مارڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا - وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہوگیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھاکے لےجا - اس فرانسیسی کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوسنے ایک بیوی کے سواء کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ تھا جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون کو حکم دیدیا کہ وہ چرچون و سکولون کو اپنے قایم کرلین اور جہان چاہیں وہان وعظ کرین اور جو چاہین اونکو عیسائی کرلین - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہوگیا کہ وہ عیسائی ہوگیا جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوسکے دو بھتیجے دانیال کے بیٹے عیسائی ہوگئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور اونکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی پر بیٹھے اور تمام عیسائی جو ساتھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس اونکا کپتان بنا اور سینٹ جارج کا علم اوسکے ہاتھ مین تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس عمل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب نہ تو روزون کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا - سور کے گوشت کھانے کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - برخلاف توقع یون حل ہوگیا کہ شاہزادون نے پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اونہون نے شاہزادون کو متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہوگئے - یہہ معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس رو کا خط بنام ارچ بشپ کنٹربیوری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء - پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین آگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب فرنگی آدمیون پر ہوتا تھا جو یوروپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھنے سے مجبور رہتے فرنگیون کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

چتور کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں
آگرہ مین آیا تہا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا
حال عجیب طرح سے لکھتا ہو کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی
تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۵ شلنگ کا یعنے (۱۲ اکرو ڑ روپیہ)
کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن مین تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت
جسمین وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا - کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا
جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت مین جو انگلستان سے آدمی آئے اونمین مسٹر ٹیری چیپن (پادری) تھا
وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون مین سوا کمینون کے کوئی ایسا نہین ہے کہ ہمارے شفیع عیسی مسیح کا نام
ادب اور تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں - اور کہتے ہین کہ اوسکی برابر
بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو
ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہین لاتے - باوجود اسکے اکثر مسلمان
عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنوں میں کھاتے ہیں
جنمین ہم کھائین - سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۵ تک کے سفرنامہ مین لکھا ہے کہ جمال الدین حسین
نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمین وہ میرے ساتھ کھانے مین شریک تھا
لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمال الدین حسین
کی مین نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا لیکن اوسنے اوس
کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ مین چار بیان
کھانے کی میرے گھر بھیجدو مین اونکو اپنے گھر مین پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت مین انگریز اور اہل فرنگ بہت سے اوسکے دربار مین جمع ہو گئے

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھ لکھ کر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کر کے چھاپ کر مشتہر کیا - گو اونکے بیانات مین اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین - مگر انگریزی مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے برخلاف جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین گو ہم نہین مانتے ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے ہین - جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھ سکتا ہے اوسکو بہت کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مقدمات پر علم حاصل کرے جس سے استقراء درست کر سکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصًا جب کہ اسکا مذہب اور زبان غیر ہو - مذہب وسکو ایک آنکھ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو پورا سمجھنے نہین دیتی - جب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون کچھ وقعت نہین رکھتا - ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اُس مین خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنی پڑتی ہین - مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے - لیکن جیسا کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک زمانہ کے بعد لکھیں تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی - غرض کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے - جب تک کسی مسافر کے بیان کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +

انگریزون اور خاص کر سرطامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین کیا لوگون نے

مجھ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہیں کیا - ان میں سے کسی ایک بات کا پتا
بھی مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ میں نہیں جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی
سفارت عظیم کا حال نہیں لکھا مگر اور مورخوں کو کیا ہوا تھا جو انھوں نے اسکا نام تک نہیں لیا
اسّے مسلمانوں کا مغرور ہونا ثابت کرتے ہیں - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہیں سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا سفیر بادشاہ کے لئے بیش قیمت تحائف
نہیں لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب میں عہدنامہ چاہتا تھا - ان دونو باتوں نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہاں اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار رہنا تا - سر طامس رو
نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش خلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتوں کے
معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک
حکایت یاد آئی - دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم
متبحر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات
میں شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہیں
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھوں نے جواب دیا کہ کنبل پوش اپنے
سفرنامہ میں جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہاں کے بڑے بڑے امیروں نے اور اوس
آدمیوں نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتوں کا سبب
مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کنبل پوش ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا یہ انگریزوں کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتیں ہوتی تھیں - فرنگیوں کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر وہ لاعلمی پر مثلاً سرطامس رو ان سڑکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع ہیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا۔ اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اسے سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے۔ کیا اسے وہ سڑکین جنپر جہانگیر نے دورویہ پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کئے ہین انمین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انہیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہیں دیتی +

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہاری مل کی بیٹی اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لئے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اوسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجار یان کین جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہر چند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکۂ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایکدفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں رہا کہ بسر چشم نہ جاسکا جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین توڑ والو لوائیں اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہو سکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوسکے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تہین - وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اونپر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے اونکی پیروی میں کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بدآدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض دونو معدوم ہیں اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کرنا منظور ہو کہ وہ
نیک ہی یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کامون کو جمع کرکے دونو کو میزان عدل
مین عقل سے تولین جس طرف پلہ زیادہ بھاری ہو اس جانب مین نیک و بد ہونے کا حکم لگا دین
نہ یہ کہ اوسکے برے کامون کا انتخاب کرکے اوسکے بد ہونیکا فیصلہ کردیا اور پھر اوس کے
نیک کامون کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے مین جہانگیر کے ظلم و عدل کے کامون کو
لکھتا ہون جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہین اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے۔

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی
ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے سولی
دار پر کھینچتا۔ ذبح کراتا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیون کے پانون تلے مسلواتا۔ جلاد و رو
اور سگ بازون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلون تک
زندہ زمین مین گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے مین
مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور مین کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوتروائی
بعض باغیون کے سرغنون کو گدھے اور بیل کی کھال مین سلکے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ
بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ مین تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے
کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آنکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر
شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع غیر مکرر مروا دیا اور سرغنون
کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ
پر واجبات سے ہوتا ہے۔ اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا
دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا
کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے
اس زمانہ مین پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشون کو ٹکتے مین ڈالنے سے
عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

ہوتی تھی جو آدمیوں کی کھوپریوں کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جسطرح اوپر بیان
کیا۔ اسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
ستانی کے طریقوں میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اولبا لینے اور بھوننے میں
یہ فقط تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین میں مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی باغیوں و مجرموں کی جانیں اوسکے زمانہ میں کم تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام تحکم کا اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یوں وہ مرا تو آخر کو
اوس کو قتل اسلئے کرادیا کہ اوسکی بیوی مہر النسا سے خود نکاح کرے۔ اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا۔ پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے۔ اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ تو زک میں اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور بعض سنت جماعت ان دونوں میں بعض حضرت ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی کے
سبب دوسرے مذہب کے بادشاہ کی نیک کاموں میں کوئی لگتی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں کہ یہ نیک کام سنگینیوں سے برباد ہو جاتا
ہے تو کیا بعید ایسے مورخوں نے بہ رمز و کنایہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت گھڑ کر لکھا ہے سوا اسکے یہ امر یوں بھی عقل
کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا۔ مگر نورجہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبتی جہانگیر پاس رہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خان
کو نورجہان سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیوں نہ حاصل کیا
جب جہانگیر نے نورجہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چوبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ میں سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندوں اور چرندوں اور ہوا کے پرندوں تک حفاظت
کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانوروں کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت
کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ میں رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کروں - نور جہاں
جسپر وہ دل و جان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ میں تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار
دیتا ہوں مگر تم کبھی میری عدالت میں مداخلت نہ کرنا میں اوسکو نہ سنونگا - اوسنے تخت پر بیٹھتے
ہی دوازدہ احکام و قوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش و خرم رہ
سکتے ہیں یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہیں کہ یہ قوانین فقط کاغذی
عمل تھا اونکی عمل درآمد نہیں ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل
سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون میں مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے
عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے - قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو تبلاتا ہے - ایک حکم خیر و
خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہیں کہ انگریزی
مورخ کیوں اسکو اکثر فروگذاشت کرتے ہیں اور اوسکی داد نہیں دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا
نہ بنائے جائیں نہ بیچے جائیں اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا -
اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتوں کے لڑکے بالے ہوں وہ ستی نہ ہونے پائیں - رعایا کے
دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا - ایک دفعہ تھوڑے دنوں میں زمین کے خراج کی معافی
چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی و سخاوت
زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالوں میں سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا
کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امراء سلطنت ہوتے ہیں اور یہ
واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کریں جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ میں لوگوں کو
لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھہ کا
رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش میں تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر
نے گھوڑوں کی پوری قیمت دیدی +

ہفتہ کے دنون کا مقرر کرنا +

اجمیر مین تین برس کچھہ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون میں گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا۔ اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا۔ جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار بیچے و پائے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائین اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائیں (وہی بھاوڑہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوا یا کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھرو کے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکھٹے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیر اندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادعلی کے حافظون کو بہت کچھہ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لومڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین۔ اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوسکے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دوپہر سے آدہی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

شراب نوشی +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی۔ کبھی شراب مین نری افیون بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی میں اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب شرابنوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھہ اوس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر ؎

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن	تا از صدر نشینان جہنم باشی

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کامون کو ہمایونی سے افیونی بنایا حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب اور افیون کے مزے لئے۔ مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اوٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا اوسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب مین تھے جھڑ جھڑے ہوگئے اور اون مین وہ زور نہین رہا جو پہلے تھا۔ اَلنَّاسُ عَلٰے دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ کی وجہ سے امرا غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزوک مین لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۳ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھہ سے ۱۷۱۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھہ سے نہین مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری و نقاشی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اغیا کے بیان سے کانون کے ذریعہ سے دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہونی چاہئیے۔ کوئی جاندار اور بیجان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نیر سہ پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہوگئی تھی اسکی

تصویر کھچوائی۔ خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس
مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے
تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ مین لکھا گیا۔ خان عالم ایران سے صاحبقران کے
کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دیے
جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے
مالامال کر دیا۔ بادشاہ نے اپنی تصویرین کھچوا کر اپنے دوستون پاس بھجوائیں۔ وہ تزوک
مین لکھتا ہے مین نے تیز چابک سنگ تراشونکو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ
کی تراشین جنمین انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے
آئین تو مین نے حکم دیا کہ آگرہ مین باغ پائین مین جھروکہ درشن مین نصب کی جائین۔ یہ بھی
ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤن کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے۔

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا۔ طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ طبع موزون
رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔ یہ اوسکی پہلی غزل ہے۔

من چو کنم که تیر غمت بر جگر رسد — تا چشم نا رسیده دگر بر جگر رسد
مستانه می خرامی و دست تو جام مے — اسپند میکنم که مبادا نظر رسد
در وصل دست مستم و در هجر بیقرار — داد از چنین غمے که مرا سر بسر رسد
مدهوش گشته ام که بپویم ره وصال — فریاد ازان زمان که مرا این خبر رسد
وقت نیاز و عجز جهانگیر هر سحر — امید آنکه شعلهٔ نور اثر رسد

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق — یک زنده کردن تو بصد خون برابر است

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع۔ رباعی
بیت کہہ دیتا ہون۔ اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ۔

از من متاب رخ که نیم بے تو یک نفس — یکدل شکستن تو بصد خون برابر است

اسیر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گرچہ بہ پیر مغان نترس ۔۔۔ یک خم شکستن تو بصد خون برابرست

خانخانان کے شعر یہ جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

خیرات

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تھا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تھے تین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتھ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکھ چھیانوے ہزار بگیہ زمین اور چودہ موضع دربست وچہہ قلبہ راعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بگیہ زمین ۳۳۲۵ خروار اور چار دیہہ ودو قلبہ ویک قطعہ باغ و ۲۷۳۳ عدد روپیہ ویک مہر و ۲۰۰ درب ۸۸۰ ، چرن و ۲۱۵ اتوبے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا اور ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے ۔ ۱۷ - ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۸ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے غلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چھہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے ۔ اور اب اور چہہ محل کے لئے لکھا گیا شاہ وگدا مین گو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر مین دستنبا دلوادہ کے نواحیون کو حکم دیا کہ سرراہ اور نزدیک جو مواضع واقع ہین اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کرکے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ۔ ہر سال اپنے تلادانون مین جنمین سیم و زر منوزون ہوتا تھا وہ مستحقون

کو تقسیم کر دیتا تھا جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے
مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہتھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا سال اول ہی سے
جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتون سے ہوا اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا
تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تہا سکہ مین کلمہ شہادت کا نقش جمایا۔ اوسنے علما و دانایان اسلام
کو حکم دیا کہ مفردات اسمائے الہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کرین تاکہ اوسکا ورد کیا کرے
ان علمانے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دئے جنکا ورد وہ رکھتا
تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشون و گوشہ نشینون سے صحبت رکھتا تھا۔ اوسکو
حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ
زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سنا
کہ ایک سنیاسی کی صحبت مین بعض مسلمان امیرزادون نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو اوسنے
اونمین سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے تاکہ جاہلون کو
عبرت ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانون کو اوٹھوا دیا۔ اور بازارون مین
بنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک مین لکھا ہے کہ ۹ جلوس مین جب مین اجمیر مین
رانا شنکر کے دیوہرہ مین گیا جو ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوا تھا اور وہان سنگ سیاہ
کی ایک مورت مین نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر سور کا سا تھا
اور ہنود کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت مین حکیم علیم کی رائے
نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت مین جلوہ ظاہر ہو اوس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے
اور پرستش کرتے تھے مین نے اوسکو تڑوا کر تالاب مین ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ
کے مین نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہان آتے تھے جب مین نے اوس کی
حقیقت پوچھی تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے
ہین وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ مین لیکر اس جانور کی آواز نکالتے
ہیں جسنے ان احمقون کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہوجاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا - اور اس گنبد مین جو
بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے
کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کئے اور جو شعار اسلام
اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے
ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی ہتین -
توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین -
۲۷ ربیع الاول ۱۰۳۱ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین
اس نیاز مند درگاہ الہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور
سال نو بہار اور فرحی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال
بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الہی مین صرف ہو - اور ایک نفس
اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکہتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالی جل جلالہ کی حمایت و حراست ہمہ جا
و ہمہ وقت اس نیازمند کی حافظ و ناصر ہے غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے
اپنی توزک مین اوسنے لکہے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے
ایسا اعتقاد رکہتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی -

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش	ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود ز ما دل یک درویش	آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین
وہ مسلمانون کو مراسم کفر سے باز رکھتا تھا - راجوری مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون
کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے
اور کفار کے ساتھ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرینگے تو اونکی
سیاست ہوا سکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور ماں ہندو تھی اس حساب سے
وہ آدہا ترک اور آدہا ہندو تہا - اپنے باپ کی برابر ہندوؤن پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا

اور اعلی سے اعلی عہدے و منصب و جاہ اونسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ
مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا کسی طرح کا تعرض
ہندؤن کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
متھرا کے قریب بندرابن مین گوبند دیو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤن کے تہوار مناتا
تھا۔ سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ
سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو جا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ
آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
لاتے۔ شیوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلایا
اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا دسہرہ کا جشن کرتا۔ سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا
پہلے اس راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب
بادشاہ نے اوسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اوسنے اپنے جلوس ۱۴ سنہ مین
اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تہا جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو
جہانگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف
موقوف نہ ہوتے اوس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور یون کرتا
کہ مبادا کوئی بلا سر پر نہ آجائے۔ بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر پڑا ہوتا
ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے
گنت سے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوسکی
طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ میں اوسنے اوسکو
سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

بادشاہ کی ہندؤن پر مہربانی اور اونکے تہوارونکا منانا اور اونکی رسومات +

توزک مین ساری اُس کی پیشین گوئیان مفصل لکھی ہیں انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب اور شعبدہ
بازی سے دکھا سکتے ہیں اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کئے
جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون کی
سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا
ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی
کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ
نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست
نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصرالدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑکر اوسکی
ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک
چیز نہین ڈالنی چاہیے اسلیئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے
چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہیں شب برات کو جو زمانہ جاہلیت
کی مراسم مین سے مسلمانون میں مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے
کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نورجہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین
سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا - نورجہان نے ایک
مجلس مرتب کی جسمین مینے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب ونکی مرضی کے موافق
پلائی اور طرح طرح کے کباب و میوے و گزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوس
اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو
تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا - ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی

توزک جہانگیری کو پڑھیئے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت
اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق
تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھیرا دیتا اور اس پھول کا

مناظر فطرت و مناظر قدرت کی کیفیت کی استعداد خداداد +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون
کی حسن و خوبی خوشنمائی کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے
بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ
تحریر نہ کرتا۔ جن مشہور اضلاع و مقامات سے وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کر کے
لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا
بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے
سواے بابر کے نہیں کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی
کتاب سے ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون
کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیاء کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت
اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات
کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی
غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کر کے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات
کے باب مین جو رائے دیتا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین
خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے
مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے
لیلےٰ مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال
اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل
حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل
جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے
بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اوسکا باپ اعتماد الدولہ
کیسا دیانتمند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہوشیار اس

خیرخواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جیب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسنے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور با اخلاص مریدون کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ پورا چھوٹی توزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین۔

(۱) دنیا ناپائدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسکے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری وبردباری ونکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہتر دون (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہتردن (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) باہمہ عیب خویشتن شب و روز ... در تکاپوے عیب اہالی

(۵) ہرچہ بر خویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ برانکس تبرا کند که او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست که دولت با ستمگر آشنا نیست (۸) ہرکہ بادشاہ نیست کامگار نیست و ہرکرا درم نیست کرم نیست

وہر کرا فرزند نیست دل خوش نیست ہر کرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
وسخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید و بر مرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید و بطمع مال بدام زن پیر میفتید و بر زندگی خود رحم کنید واگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست وچہ
دروغ مخورید (۱۴) ہر کہ اسراف کند توانگر نشود وہر کہ کم خورد بیمار نشود وہر کہ بد بار
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار مر سہ گروہ را شاید آموخت آشناوری در آب بطر را
ودرندگان را صیاد و شکار و زنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نباید حاکم
خوردن بحکومت و مہربانی کردن در حال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب و شیرین خوردن۔ چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد و اندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر
تراشیدن۔ دوم بخیانت بودن۔ سوم دروغ بسیار گفتن۔ چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم در نماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا مین بھی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گردیدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر وجواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑون پر لدین اور مصرف
وارث اونکو اڑائین اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف۔ رفاہ عام وبہبود انام مین اپنی زندگی بسر کرتا ہی
وہ سہ چند خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کرین (۲۳)
گوشکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی بڑا سیانا ہوتا ہے۔
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے۔
(۲۵) نوجوان مین فیل وشیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑھاپے لومڑی کی سی

دونون توزکون کا اختلاف

سکاری کہان ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ میں کیاہے انمین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیساکہ رقومات میں اوسکی چند مثالین ہم لکھتے ہیں

صیغہ خرچ	چھوٹی توزک	بڑی توزک
جشن نوروزی	پندرہ کروڑ روپیہ	ساٹھہ لاکھہ روپیہ
تاج	۲۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھہ نہیں لکھا۔
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۶۰ من سونا
آگرہ کی قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھہ
راجہ مانسنگہ کی مندر کی لاگت	۵۴۰۰۰۰۰ روپیہ	اسّی ہزار روپیہ
بیرد نیر مالائے مروارید کی	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھہ روپیہ
دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا	۱۲۰۰۰۰۰۰۰ اروپئے	۴۰۰۰۰ تمن کے جواہر سوائے سونے اور اشیا کے
دانیال پاس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھہ لاکھہ اشرفی	۸۰۰۰۰ تمن

چھوٹی توزک مین لکھا ہی کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھہ اونٹ باہر سے لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھاہے کہ مین نے ایک لاکھہ اشرفیان بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا - بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں - اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھاہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازیگرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے - مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نما مین نقل ہوا ہے۔ چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہین بڑی توزک مین خوب تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہین کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے راجہ مان سنگھ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے ۴۲ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھ چکے ہین اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہین ان دونون بیانون مین بڑا فرق ہے۔

۔ شعبان (سنہ جلوس) کو راجی وبجے رام وسیام رام کے سرون کو بداعمالی کی سزا مین مین نے ہاتھیون کے پاؤن تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگھ کے چچا بھگوانداس کے بیٹے تھے۔ بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہین۔ راجی بڑا ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا۔ جب الہ آباد مین مہاسنگھ کبیر راجہ مان سنگھ کو منصب دوہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ مہا سنگھ کو بہکایا جسسے اوسکا ادبار آیا۔ اور سوہ اپنی بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے جانے سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کروڑی بنگالہ کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ ذات ترند سے تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جاکر اوسکو راجہ مان سنگھ کے سپرد کردے۔ محمد امین نے یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی رات کو جب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوس کے پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہین وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوسنے توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کرلیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا مین نے امیر الامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہندمین راجپوتون کا لشکر گنتے بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئے امیر الامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہئے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہ نواز تھا ہتیار لگاکے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اونھون نے چاہا کہ لچارام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین۔ مگر ابھی ام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کرا رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیر الامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیر الامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لے کر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیر الامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیر الامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجاکر امیر الامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغائے جنگ بلند ہوا مین شاہ برج کے
منجھار جہ سے جو بار عام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیر الامرا پر حملہ کر رہے ہین امیر الامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین کھینچکر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیر الامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا۔ پھر امیر الامرا

کی مدد کے لئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر ملا کچھ راجپوتون کو قتل
کیا۔اس اثناء مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لیکر
امیر الامراء سے جا کر ملا۔اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
ہٹا دیا۔شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ
ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا
میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔باقی بھاگ گئے۔مین نے سب اسیران
کو ہاتھی کے پاؤن تلے مسلوایا۔اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا بعینہ
ترجمہ لکھتے ہین۔روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ
شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بسبب
پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا۔اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ پر
اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بیحد لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ
و غضب سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔بدہضمی بھی ہوئی۔دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
مین نہ گیا۔منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
دی گئی۔پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھ ناراض ہوا۔حکیم علی نے جواب دیا کہ
مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھون کر حضور کے
روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
اسہال ہوا۔حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری میں بادشاہ کو
تربوز کھلا دیا۔مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
نہین کرونگا۔اگر قضائے الہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی مرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پر مہربانی کی مگر تہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہوگیا۔ ان دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا۔ بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنے ساتھ لایا کرو مین نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ ایک دن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز پنجشنبہ ۱۹ جمادی الآخر کو مین نے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ راجہ مان سنگھ نے اپنی تجویز صلاح مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو اوسنے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجا۔ قلعہ مین مقرب خان بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اوسنے آرام نہین کیا۔ وہ امرائے برگشتہ کو بھی راہ پر لایا۔ جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا۔ جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین نے باپ کے روبرو منصب اربابا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پہ ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ بڑا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہین گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا۔

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ   اے بسا عیش کہ با بخت خداداد کنی

عقلائے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد اور آزار پر مطلع کرتا۔ اونہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلئے حاضر نہ ہو سکا۔ میرے باپنے جب سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویس کو میرے پاس بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ اگر ہو سکے تو تم حاضر ہو عمر کا کچھہ اعتبار نہین ہے اس مرض اور شدت مین مجھسے دوری کا وقت کیا ہے میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ حال دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے نمک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک بات ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان مخالفون کے ساتھ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تہا اسلئے کہ وہ اور اُسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ کے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندؤن سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی حضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل یک زبان ہو کر دونو طرف ہمکو خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے میرے لئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہات کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگہ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھہ جان باقی نہین ہے اس بین سکھپال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال مین مر گیا تو ہم سب کی بڑی بدنامی ہو گی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت اچھہ مانسنگہ کو بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھہ ہوشیار ہوا تو اوسنے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کر لیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اِس پار تشریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال کس لئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اوس نے لشکر کشی کر کے محاصرہ کیا ہے چین بجبین ہو کر خدمت گارون کے ہاتھون سے دوسری طرف کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف کہ بادشاہ منہ کئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب مین کیا حکم ہے

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا ملک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھہ ہزار آرام
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھہ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت جلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لئے درکار ہے اوس کی مہر و محبت
میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اوسنے وسوسہ شیطانی سے میرے ساتھہ کچھہ دنوں سرگردانی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے۔ اور ہمارے توره (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھہ مہینے کے لئے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئے کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میران صدر جہان
و میر جمال الدین حسین و عبدی خواجہ نے واجب العرض بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو سے
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھہ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہیئے تھا کہ میں اس وقت تمہارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر اور معقول اور اپنے کئے سے پشیمان
ہوئے۔ سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے۔ سوا
مرزا کوکہ سب نے عرضداشت لکھی جسمیں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا
کہ میں نے تمہارے حقوق سابق کو مرعی رکھہ کر تمہاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جس سے بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم پر
ایسی عنایت کرتا جو قصور واروں پر کی ہے میں نے اپنا گوشۂ خاطر جو عنایت و عفو و لطف
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس عنایت
و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر بجد ہو تو میں تمہاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکر ملازمت کی

ملازمت مین پیشدستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف و القلم کا خطاب عنایت کیا
اور شمشیر مرصع وجیغہ مرصع و اسب با زین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا دوسرے دن راجہ
مانسنگھ ملازمت کے لیے آیا۔ اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس راجہ مانسنگھ
کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو
مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ پائندہ خان مغل بھیجا جائیگا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے
اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علحدہ کیا جائے۔ اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے
اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی مین سوار ہو کر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ پٹنہ مین
تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لیے
بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و
آرام نہین حسب الحکم بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے
ادب کے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز سہ شنبہ ہشتم
جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اونسے فرمایا
کہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلا تاکہ مین تجھکو اونکے سپرد کردون اور انکا
کہا سنا اونسے معاف کراؤن اونھون نے برسون میری ہمرکابی مین جانفشانی کی ہے۔
مین نے خواجہ ویس ہمدانی کو بھیجا اونسے سب امرا کو حاضر کیا۔ اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے
تو طوالت ہوگی۔ اول بادشاہ نے سب کی طرف منہ کرکے اونسے اپنا کہا سنا معاف کرایا
اور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرعہ اول یہ ہے + امن و آسائش دوران مرا یاد آرید +
میرے پاس جو اصل توزک ہے اوسمین بعض اشعار صحیح لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلیے
انکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان وشکوہ و فراحکام یاد کرو
میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو کوشش کعبہ بنوانے کو یاد کرو میری خاک پر
اپنی محبت کے سبب سے صبح آنسو گرا اور اپنی صبح کی عبادت مین میری روح کو یاد کرو +

بر شما یاد کہ چون با دخزانی گزرد	برحمین دست زرافشان مرا یاد آید
آن سینہ کہ در و عالمے میگنجید	یا نسیم نفس بر آورد تنگی کرد

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ
کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ و شیون آغاز کیا
اور باپ کے مبارک قدمون پر سر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا شگون کے واسطے
باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اوسکو اوٹھا کر میرے
سامنے تو کمر مین باندھ مین نے فوراً اوسے باندھ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا
قریب تھا کہ رونے سے میرا دم گھٹ جاے چارشنبہ تک پہر سات گھڑی رات گئے باپ کی
روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو بلا کہ وہ کلمہ
شہادت پڑھے جسکے پڑھوانے مین مین نے اس لیے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش
لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے
بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا - باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ
بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر مین تجھے نہین دیکھونگا - ہرگز ہرگز میرے
بزرگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تھا وہ دینا ؎

نوکران من و اتباع مرا بعد از من	خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یک یک انصیحت گفتم	ہمہ را گوش مین دار فراموش مکن

پھر ان بیٹون کو پڑھ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑھ - پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان
سے باواز بلند پڑھا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین و
دعاء عدیلہ پڑھ تا کہ میری جان آسانی سے نکلے - جب میران صدر نے سورۂ یٰسین
پڑھ کر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد
کی جسم مبارک کو آب و گلاب سے دھویا اور مشک و کافور سے معطر کیا - اس کی نعش کے
ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندھے پر لیا اور جب قلعہ کے

دروازہ پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش سکندرہ تک پہنچایا وہان زمین مین دفن کیا ؎

تا جہان بود چنین بود و چنین خواہد بود — ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھہ نہین نکلتا - جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ کے اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین - اسکی تحریر یہ کہے دیتی ہے کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا - اس واقعہ کی توضیح پادری کُرد یون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کہانے سے مرا تھا - پھر اوسکی تصدیق مرے ورنیر صاحب کرتے ہین کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہین معلوم ہو سکتا کہ اکبر نے اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی - توزک کی طرز تحریر سے بڑا شبہ اس امر مین ہوتا ہے - حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اوسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی - جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوسسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغواسے دی - جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو - یہ باتین ایسی ہی لکھی ہین جیسے ہمیشہ سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہین - ٹاڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا مگر اوسکی موت نہ آئی تھی - اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین چورن کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا - یہ زہر کی گولیان ایسی ہین جیسی کہ آجکل اونکی دہوم ہو رہی ہے کہ ہویو پیتھک کے مریضون کو ڈاکٹر دیدیتے ہین +

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے تین لڑکیان توام ایک دفعہ اور دو لڑکیان اور ایک لڑکا

دوبارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہین یہ بھی اسی سے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت کے
اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی
جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین۔ ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب داڑھی مونچھین
تھین اور پستانین تھین اور وہ محض عورت تھی۔ بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا
اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا۔ بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا
بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر جھروکہ مین چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و مادہ
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے۔
ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودہ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا۔ کہتے ہین کہ اسکا
دودہ آنکھونکے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑ دئے
تھے پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک سفید
چیتہ بھی تھا۔ بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے
یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا حکیم علی کے عجیب
حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +

چھٹی توزک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ اس زمانہ مین بازی گر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایکدفعہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل
باور نہین کرتی اونھون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین۔ اول
اونھون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکے بیج ہمارے پاس ہین ہم اوسکے بیج زمین
مین بوئینگے تو ایک عجب تماشا ہوگا۔ میرے خاص آدمیون نے بازی گرون سے کہا کہ اگر تم
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھادو۔ وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے
اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھ پڑھ کر منتر پھونکا۔ کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے۔ اول درخت توت اُگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی۔ دوسرا

+ بیان بازیگرون کا

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچوان درخت بیحک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا
نہین دیکھا تھا - بیحک کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت نارجیل اٹھارہ درخت
اس طرح پر نہیں کہ نظر سے پنہان ہون بلکہ آشکارا - حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ
درخت زمین سے بلند ہوتے ہین دس درع بلند ہوکر اونمین شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب
بہار آئی - سیب کو میرے پاس لائے مین نے اوسمین خوشبو سیب کی سونگھی جب درخت نمودار
ہوئے تو اونھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختون کے میوے بھی آپ کو کھلائین اس سے
اور زیادہ تعجب ہوا - فوراً وہ ان درختون کے گرد پھرے اور چند اسم پڑہے - فوراً جو درخت
لگائے تھے اونمین میوے لگ گئے - انناس نہایت بڑا اور شیرین تھا - آم بے ریشہ تھا
وہ میوون کو توڑ کر لائے اور سب آدمیون نے اونکو کھایا - بعد ازان ان درختون مین چند
مرغ ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ ابتک کسی نے نہ دیکھا
نہ سنا تھا - یہ مرغ آپس مین باتین کرتے اور ایک دوسرے پر چہچہے لگاتے تھے ایک ساعت
کے بعد سبز درختون پر خزان آئی سرخ سبز زرد پتے گرنے شروع ہوگئے اور رفتہ رفتہ
سب درخت زمین مین غائب ہوگئے - اگر یہ کرتب میری آنکھون کے سامنے نہ ہوئے
ہوتے تو مین اسکا یقین ہرگز نہین کرتا +

دوم آدھی رات کو جب آدھا کرہ زمین بالکل تاریکی مین تھا ان بازیگرون مین سے
ایک ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اوسکے بدن پر نہ تھا - چند چکر اوسنے لگائے اور
پھر ایک چادر اوڑھی اور اس چادر مین سے ایک آئینہ حلبی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات
کا روشن دن ہوگیا - اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس دن کی راہ پر تھے اونھون نے
آنکر شہادت دی کہ فلان شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی برابر
دن کو بھی روشنی نہین دیکھی - یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائب روزگار مین شمار ہوتا ہے +

سوم ساتون بازیگر ایسے ہیئت ملکر کھڑے ہوئے مطلق اونکے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ
زبان حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی

آواز ہے یا ساتون کی - اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم - بازیگرونئے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑ دے وہ ہوا مین معلق کھڑے رہے - اور اونھون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہین - وہ شمع کو ہاتھ مین لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پرتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے مجھے اس مین کچھ شک نہین کہ اگر مین دس تیرونکے جلانے کا حکم دیتا تو وہ جلادیتے - یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونھون نے ایک دیگ لی اور اس مین کچھ پانی اور آٹھ من یا نو من عراقی چانول ڈالے - اس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی - دیگ خود بخود جوش مین آئی - تھوڑی دیر مین اونھون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا - یہ تماشا بھی عجائبات مین سے ہے -

ششم خشک زمین پر اونھون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ مین سے پانی جوش کھا کر نکلا - اور سب آدمیون پر گل فشانی کرنے لگا - زمین پر پھول گرتا مگر اوسپر نمی ذرا نہ ہوتی - گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا - پھر اونھون نے فوارہ کو اوٹھا لیا - کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا - پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا - دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون مین سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اوسپر اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پانون کو اوپر کی طرف اونچا کیا - پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن اونکے رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے ایک دوسرے پر چڑھ کر اپنی مینار بنائی - اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اورون کی کمر و کندھون مین ہاتھ ڈال اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا تعجب یہ ہے کہ آخر مین ایک آدمی آیا - اونے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر ساتھ آدمی سوار تھے

جب اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سیدہا کھڑا ہوا دوسرا آدمی نے پیچھے آنکر اوسکے کوٹھے پکڑ لیے اور اسی طرح چالیس آدمیون کی ایک لڑ بندہی کہ ایک نے دوسرے کے کوٹھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین گھما پھرایا - اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھ جدا کرکے زمین پر ڈالدیے خون سے ساری زمین تر بہ تر تھی وہ اعضا تہوڑی دیر زمین پر پڑے رہے پھر ایک پردہ اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے کبھی زخم نہیں لگا -

دہم ایک تھیلا بازی گر لائے اور اوسکو جھاڑکے دکھادیا کہ اوسکے اندر کچھہ نہین ہے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈالکر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ پر جھاڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب مرغون کے اوپر پردہ ڈالکر اوٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون کے درمیان نہین ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر اونپر پردہ ڈالکر جو اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اور پہن اوٹھائے نکلے اور اونھون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخر کو سست ہوکر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھدوا اور مشکون سے پانی بھر دایا - جب وہ بہ ہو گیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونھون نے کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا - یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض پر چادر ڈالی اور اوٹھالی تو زمین خشک تھی پانی اور نمی کا نام نہ تھا +

دوازدہم ایک تیر کے فاصلہ پر اونھون نے دو خیمے کھڑے کیئے اور اونکے دروازے محاذی ایک دوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اوٹھاکر لوگون کو دکھلا دیا کہ خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتین چھوڑکر زمین کی برابر لگا دین اور ہر ایک خیمہ مین ایک ایک بازیگر گیا اور ان خیمون مین سوا ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے پانچ بازیگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ چرندون اور پرندون مین سے جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھادینگے - خان جہان نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغون کی لڑائی دکھاؤ - تھوڑی دیر مین دونو خیمون سے دو بڑے قد آور شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپسمین ایسی تیزی اور تندی سے لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی ایک دوسرے کو ذرا بھگا نہ سکا - اسلئے اونکو آدمیون نے چھٹا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - میرے بیٹے خرم نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فوراً دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین وہ برابر کی جوڑ تھی آپسمین خوب دھکا پیل ہوئی گر دونین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین - دو گھڑی تک دونون آپس مین زور ہوتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے غرض وہ خیمون مین سے حسب فرمایش ہر چرند و پرند کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین لڑوا دیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤن مگر مین اب تک اوس کو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر پیکاندار اور ایک کمان دی - اونمین سے ایک نے تیر پھینکا وہ ہوا مین معلق ٹھہر رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح اونچاس تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے اونچا سوان آخر تیر جو مارا تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چہاردہم - اونھون نے ایک بڑے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا اونمین سے ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی مین ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالون - ایک دفعہ پھول کو پانی مین ڈالا گل زرد دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈال کر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اوسی رنگ کا پھول پانی مین ڈوبا دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی مین ڈوبا دیا ہر بار ایک تازہ رنگ گل نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی مین ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم - میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف مین بلبل خوش آواز کا جوڑا مجھے دکھایا قفس کی دوسری طرف مین طوطون کا جوڑا تیسری طرف بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا چوتھی طرف کبک کا جوڑا مجھے دکھایا چارون طرف جس جوڑے کے دکھانے کا مین حکم کرتا وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھراتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو پلٹا دیتے اوسکی پشت رو ہو جاتی اور پشت تو اونکے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو اولٹتے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھلاتے تھے - یہ بھی جای تعجب تھی -

ہفتدہم - آفتابہ کلان کو پر آب کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ کر گرا دیا پھر اوسکو سیدھا کیا تو اسمین اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسپر بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم اونھون نے تھیلا لیا - دونو طرف انکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ کی طرف سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے منہ کی طرف سے انگورون کا خوشہ نکالا پھر انگورون کو ڈالا تو ایک تھیلا سیبون سے بھرا ہوا نکلا - اگر سو مرتبہ وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکالتے - یہ ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگرون مین سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے ایک سانپ نکلا سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپسمین لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم - ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ میں لیا - اس پھول کا رنگ آئینے میں دفعۃً نیا دکھلایا - ہر مرتبہ گل کو آئینے کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز و سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے - یہ بھی عجب تماشا تھا -

بست و یکم میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں آدھ گھنٹہ تک تباؤن پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان میں اقسام مربہ دوسرے میں آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانوں میں یہ سب چیزیں ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے - پھر اونھوں نے چادر ڈال کر اٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے - یہ بات بھی عجیب غریب تھی +

بست و دوم - وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے میں ڈالا اور پھر اوسکو نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا پھر اوسکو تھیلے میں ڈالکر نکالا تو دیوان آملی تھا - اس طرح اگر وہ دہ سو مرتبے کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی - یہ بھی تعجب کی بات تھی -

بست و سوم - بازیگر پچاس ذراع لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اوسکو آسمان کی طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندہ کر لٹکایا ہے پھر وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑکر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سرے پر پہنچکر غائب ہوگیا پھر اسی طرح خرس - پلنگ - شیر - اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب ہو جاتے - پھر زنجیر کو لاکر تھیلے میں بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہاں گئے یہ دیکھ کر میں اپنی حیرت کو بیان نہیں کرسکتا کہ کسقدر ہوئی -

بست و چہارم - ایک لنگری میرے سامنے لائے جسکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش ڈھک کر جو اوٹھایا تو طبق لی پر انہ کشمش و بادام قیمہ تھی - پھر سرپوش رکھ کر جو اٹھایا تو کباب کلہ و پارچہ سے پر تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا یہ بھی عجب تماشا تھا

بست و پنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے
بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہیں ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا اور
اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں پھر برتن کو ڈھک کے کھولا
تو اوس میں بارہ مینڈک نظر آئے ۔ پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے بڑے سانپ کنڈلی
مارے بیٹھے تھے ۔ آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا +

بست و ششم ایک بازیگر چھوٹی اُنگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پہن کر میرے سامنے کھڑا ہوا
جب اوس انگوٹھی کو اُتار کر دوسری اونگلی میں پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا پھر انگوٹھی اوتار کر
جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا ۔ پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا ۔ اسی طرح
ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پہنکر وہ تازہ رنگین جوہر دکھاتا تھا +

بست و ہفتم ۔ قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو دو ننگی تلوارین قبضے زمین مین
گاڑ کے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلوارون پر لگا کے تلوارون پر چلنا
شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہیں سے اسکا بدن زخمی نہیں ہوا +

بست و ہشتم ۔ ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور
آدمیون نے خوب دیکھ لیا کہ سوا سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے ۔ ایک لمحہ کے بعد ایک بازیگر
نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کار او سبز بنی ہوئی تھی دوسرا ورق
اُلٹا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی ہوئی تھی ۔
اور ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک تصویر تھی ۔ اور
ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک
شیر نے گائے کو پکڑ رکھا تھا تصویرین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور کہین
باغ اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین ۔ اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا
اور رزم کی مجلس کھنچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جب ورق کو
کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی جیسے سب تماشون مین

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ بیاض سے بہت محظوظ ہوا۔ مین نے اپنے باپ کے زمانے
مین بہت تماشے دیکھے ہین مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کردیا۔ اور مین نے حکم دیا کہ پنجہزاری امیر سے
ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اسطرح ہم سے اور امیرون سے ان بازیگرون کی
جماعت کو دو لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کامون کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہین کہ چشم بندی
ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل مین آتی اوسکو علم سیمیا کہتے
ہین جو ملک فرنگ مین رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہین چھوڑتا
اور عجائب غرائب کامون کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہین وہ کرتا ہے
یہانتک اصل چھوٹی توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے
زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیون پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو
ہوا مین پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان
پر میرے دشمن کھڑے ہین وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیون کی نظر سے غائب ہوگیا ایک
ساعت بعد تارے سے خون کے قطرے گرے اور پھر بدفعات ہتیار اور اعضا نیچے زمین پر
گرے۔ اوسکی بیوی پردہ سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھکر اپنے خاوند کے لئے
رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا
لئے اور جل کر خاکستر ہوگئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیارون سمیت اس سوت کے تار پر سے اوترا اور
کورنش بجالایا اور عرض کیا کہ مین نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنون پر ظفر پائی اور اعضا جو
زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ
میری عورت کو پیدا کرو نہین تو مین خود آگ مین جلتا ہون اور جلنے پر تیار ہوا تو اس اثنا مین
عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میان تم مت جلو مین زندہ ہون +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب سے مین نے یہ بازیان نقل کی ہین ہان
مین نے لکھدیا ہے کہ اگرچہ معقول نیست والعہدۃ علی الراوی جہانگیر نے چھوٹی توزک مین لکھا ہے

یہ بے نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمیں ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت سے باہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام ایسے کرتے ہین کہ اور عام آدمی نہین کرسکتے اور اون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل چکر مین آتی ہے۔ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی ہوگئی گھسیارا اوس لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سُنا تھا کہ اس دریا میں سنگ پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہوجاتا ہے۔ اوسی وقت وہ گھسیارے کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ سے زر حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود جہانگیر نے لکھ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس میں تیتالی ہے +

۷۷	خلاصہ سلطنت جہانگیر	

اس بادشاہ کے عہد مین واقعات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ ادنپر مورخ توجہ کرسکے بہت دنون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ ۱۶۱۲ء مین نوعمر نظام شاہ اور اوسکے وزیر ملک عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علیحدہ ہوگیا۔ بڑا بیٹا تادم زیست باپ کی قید مین رہا۔ اسکے چھوٹا بھائی پرویز شراب کے مرگیا۔ اس سے چھوٹا بھائی خرم باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزانہ تھا اوس نے میدان جنگ میں شجاعت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعتہً ۱۶۲۱ء مین مرگیا تو یہ رائے ہوگئی کہ غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا کچھ بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو۔ شہریار قندھار کی فتح کے لئے بھیجا گیا جو ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا۔ مگر قندھار ہاتھ نہ آیا۔ اور شاہجہان کے بے اعتبار کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئین اور ۱۶۲۳ء مین اوس نے اپنی

مخالفت کو ظاہر کیا - بادشاہ بذات خود اُس سے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے
چھپ کر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھ دنون آرام کیا جب
یہان یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی
سنہ ۱۶۲۶ء مین وہ بڑی جان جوکھون مین رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہو کہ اس کے سب دشمنون
کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھ گئی - مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم
تازی مہمات کا انصرام کر کے پنجاب مین بادشاہ کی خدمت مین آیا - جو سپاہ کا صدر مقام تھا
جب بادشاہ کا لطف و کرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نورجہان اوس سے خفا
ہو گئی - مہابت خان نے اپنے تئین قید سے بچانے کئے لئے اور حفاظت کرنے کے واسطے
بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید مین کر لیا - راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف
لگا دئے اور اس طرح کابل لے گیا - بادشاہ یہان احدیون کی دلاوری اور نورجہان کی
تدابیر سے رہا ہوا - مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہو گیا بادشاہ کشمیر گیا
اور وہان سے مراجعت کرنے مین ۹ اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ء کو مر گیا - مگر جہانگیر کو باپ کے مرنے کی خبر ڈاک مین پہنچی اور
وہ مہابت خان کے ساتھ روانہ ہوا - لاہور مین اوسکا بھائی شہریار قتل ہو گیا اور شاہجہان
کے سر پر آصف خان نورجہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر وزیر اعظم کے ہاتھ سے
تاج رکھا گیا -

انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ مین ہوا ہے وہ اپنی تاریخ مین جہانگیر کے
ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس مین صادر کئے بڑی دھجیان اوڑاتے
ہین کسی قانون کو لکھدیا کہ وہ اوسکے باپ اور شیر شاہ کے وقت مین جاری تھا کسی قانون
کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانہ کے بعض فرنگی
سیاحون نے لکھی ہے - قانون مین قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے
سو ان دوازدہ قوانین مین جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہ تھا

رہی یہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو
تعمیل حکام اور ملازمان شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتین رکھتے ہین اسلئے ہمیشہ
ایک ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سورت نہین ہوسکتی جب جناب
ممدوح جو مستثنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ
انصاف کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین - بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے
عالم ہین ہندوستان مین مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین - آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی
زبان مین کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات سے حاشیے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے
ایسے کیون خفا ہیں کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی برا بتاتے ہیں - اگر مسلمان آواگون کے
قائل ہوتے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین پورب جنم مین بیر ہوگا وہ اپنی تبری کا آغاز اسطرح
کرتے ہیں کہ توزک کا ہریک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص قوی اور
مستقل راے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کہین جگہ توزک مین پڑھا
ہے کہ اوسنے اپنی راے پر برخلاف اپنے کل امرا کی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل
نہین رکھتا تھا - موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑ لی - نورجہان کی غلامی اس عادت
کی شہادت دیتی ہے - وہ کسی کام مین مستقل رائیں نہیں رکھتا تھا وہ ان کامون کے سوا جو اسکی
اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا - اوسکے سارے کام طفلانہ تھے
کوئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا - وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں
اسلئے دیتا تھا کہ ظالم بادشاہون میں اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحم دلی کی توزک میں
موجود ہیں) وہ بداخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا - اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر
پہنچ گیا تھا شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا - اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہیں جب مصنف
بلند خیال نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہوسکتی ہے - اوسکی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن
انتظام اوسکی سلطنت مین نہیں ہوا - ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کسی بدانتظامی سے نہیں
بلکہ اوسنے محصول کم کردیے تھے) اپنی طمع کے سبب سے بمقتضاء وقت وہ ہندون پر مہربانی

کرتا تھا محتاجون کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بد دعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر میں کبھی اپنی مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل مین کچھ نہ تھا۔ نہ سُنّی تھا نہ شیعہ صحابہ کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین بہشت مین جاؤن گا مگر کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین حمد و نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میر ہادی نے لگایا ہے (صاحب ممدوح کو معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہبًا بسم اللہ ابتدا مین لکھ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ بولتا تھا بعض انگریزی تاریخون مین اسکا نام نورجہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اوسنے اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے مگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نورالدین رکھا تھا) ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی است + گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است + اگر اہل یوروپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھ مقابلہ کرکے نظر انصاف سے دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بُرا نہین معلوم ہوگا اور مشرقی یعنی ایشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون مین نظر آئے گا فقط